تخلیقِ کائنات

لفظِ کُن کی وُسعتیں ہیں گرمِ تعمیرِ حیات
ہو چکا آغازِ تخلیقِ بہارِ کائنات

چھٹ گئی ظلمت عدم کی جگمگاتا ہے وَجود
جو کبھی اک غیب تھا ہے فضل رب سے وہ شہود

صفحۂ ہستی پہ رب ہے اور وُہ شمعِ نور ہے
لطفِ خالق سے جو ناظر ہو کے بھی منظور ہے

عالَمِ بالا پہ جب یہ نور جلوہ گر ہوا
حکم سے اللہ کے دو ٹکڑوں میں خود بٹ گیا

بعدۂ دو ٹکڑوں سے یہ پانچ میں آیا نظر
جگمگاتے تھے ستاروں کی طرح جو عرش پر

یہ وہی انوار تھے کہتے ہیں جن کو پنجتن
نور واحد پیکروں میں جن کے ہے جلوہ فگن

اوّلیں وہ تھا کہ جس سے خلقتِ احمدؐ ہوئی
دوسرا ٹکڑا تھا وہ جس سے بنے حضرت علیؑ

تیسرا تھا فاطمہؑ کا تھیں جو بنتِ مصطفاؐ
چوتھا شبّرؑ کا تھا پنجم حضرتِ شبیرؑ کا

پانچ سے جب چودہ ٹکڑوں میں نظر آنے لگا
چودہ معصومینؑ کا یہ حُسنِ ذاتی بن گیا

مل گئی اِس نور سے پھر بزمِ ہستی کو رَمق
اِسکی نسبت سے نمایا ہو گئے چودہ طبق

حُکمِ رب سے پھر چلی بادِ بہارِ زندگی — آفرینش ہو گئی کونین میں ارواح کی
جمع سب روحیں ہوئیں ربِّ عُلیٰ کے سامنے — عہد و پیماں پھر ہوا نورالہدیٰ کے سامنے
جھلملایا گوہرِ مقصود شکلِ آب میں — جس کی موجیں رات دن رہتی ہیں پیچ وتاب میں
ہو گئے پیدا بخارات آب کے آغوش میں — سَطح پر کف اُبھرا جسدم آب آیا جوش میں
یہ بخارات اٹھ کے خدسوئے بلندی چل دئے — آسماں بن کر زمیں کے کام آنے کے لئے
مہر چمکا آسماں کو جگمگانے کے لئے — چاند تارے ابھرے پھر اُس کو سجانے کے لئے
بستیاں بسنے لگیں پھر آسماں دَر آسماں — ایسی خلقت سے رہیگا دورتر جس سے زیاں
آسماں کے بسنے والوں کو ملا نامِ ملک — ہیں یہ عابد کام اِنکا انتظاماتِ فلک
کف نمایاں ہوکے سطحِ آب پر کائی بنا — کائی سے پھر مٹی بنکر وجہ رعنائی بنا
کوہ پھر پیدا ہوئے اُس کی حفاظت کے لئے — تاکہ قائم رہ سکے انساں کی خدمت کے لئے
کوہ سے پھر چشمے پھوٹے آبیاری کے لئے — سبزۂ دلکش اُگا پھر ہر کیاری کے لئے
تھے زمیں کے جو بھی حصّے کوہ کے چشموں سے دور — انکی خاطر ہو گیا پھر ابر باراں کا ظہور
رُو نما پودے ہوئے کھلنے لگے گل جابجا — ہو گیا اِس طرح سے سامان ہر جا رزق کا
لاشعوری طور پر چلّائے حیوان و طیور — بعدہٗ رکھی گئی دنیا میں بنیاد شعور
کی گئی آتش سے پیدا دہر میں پھر نوعِ جاں — رب کی جانب سے ہوا جس کے عمل کا امتحاں
نوعِ جاں جب آتشِ ظلم وستم بھڑکا چکی — رحمت خالق سے ازخد دور تر ہوتی گئی
بدعمل تھی اِس لئے برباد رب نے کر دیا — اس میں ایک عابد تھا اُسکو آسماں پر رکھ لیا
تھا یہی عابد جسے لے ڈوبی اس کی سرکشی — جس کو خالق نے کہا شیطاں وہ سرکش تھا یہی

حضرتِ آدمؑ کی تخلیق

اور شیطان کا سجدہ نہ کرنے کا واقعہ

ہوگئی انسان کے رہنے کے قابل جب زمیں — عرش پر گونجا یہ حُکمِ خالقِ دنیا و دیں
میں مقرّر کرنے والا ہوں خلیفہ ارض پر — غور سے سب ہی سُنیں سب کے لئے ہے یہ خبر
سُن کے اعلانِ خداوندی فرشتوں نے کہا — جو فسادی ہے اسے بھیجے گا کیا ربِّ العُلا
انکی یہ باتیں سنی جس دم تو رب نے یہ کہا — مجھکو جسکا علم ہے اس سے نہیں تم آشنا
حق کی یہ آواز سنکر تھرتھرایا جب فلک — ہو گئے خاموش اپنا سر جھکا کر سب ملک
لفظِ کُن کا سلسلہ جس دم یہاں تک آگیا — رب کے اِس اعلان سے گونجی دو عالم کی فضا
اب بتاتا ہوں اسے بھیجوں گا جس کو فرش پر — سُن لیں وہ یہ غور سے ہیں جو زمیں وعرش پر
پھونکوں گا جو رُوح اُس میں روح ہے پسندیدہ میری — عالم اِمکاں میں بہتر ہے کہ ہے چیدہ میری
سب اُسے سجدہ کریں میں روح پھونکوں اس میں جب — اشرفِ مخلوق ہے وہ، غور سے یہ سن لیں سب
بعدہٗ حکمِ خدا سے پیکرِ آدمؑ بَنا — اور حق نے کی اُسے روحِ پسندیدہ عطا
پیکرِ آدمؑ میں روحِ خاص جسدم آگئی — ہر نظر کے سامنے ایک روشنی سی چھا گئی
جُھک گئے سجدہ میں سب شیطان تنہا رہ گیا — تھا کبھی عابد مگر سیلِ خطا میں بہہ گیا
بولا میں ناری[1] ہوں یہ خاکی فضیلت ہے مجھے — خاک کے پُتلے کا سجدہ وجہ ذِلّت ہے مجھے
یہ نہ سوچا حکمِ سجدہ دینے والا ہے خدا — حُکمِ رَب مین دخل دینا کام ہے کب عقل کا
مُدتوں کی تھی عبادت پھر بھی وہ جاہل رہا — عظمتِ رُوحِ پسندیدہ سے بھی غافل رہا
پایا نافرماں اُسے جب تو خدا نے یہ کہا — دُور ہوجا سامنے سے میرے تو اے بیوفا
بولا یہ شیطان میں نے کی ہے تیری بندگی — چاہیئے اُسکے صلہ میں حشر تک کی زندگی

[1] سورۂ اعراف آیت ۔۱۲

ہے مجھے درکار اُسکے ساتھ یہ بھی اختیار — کر سکوں انسان پر مکاریوں کا اپنی وار
رب نے فرمایا اگر درکار ہے تجھکو یہی — مدّتِ معلوم تک جینے کی مہلت تجھکو دی
بولا یہ شیطان اب انسانوں کو بہکاؤں گا — ہر گنہ کو سامنے اُنکے سجا کر[1] لاؤں گا
ہاں مگر خالص[2] جو ہیں اُن سے نہ بولوں گا کبھی — خالقِ اکبر نے فرمایا مُناسب ہے یہی
تجھ کو خالص بندوں پر ہوگا نہ کچھ بھی اختیار — کیونکہ میں اُنکے تحفّظ کا ہوں خود ہی ذمّہ دار
نار پر ہے فخر تو جلنا پڑے گا نار میں — آدمِ خاکی رہے گا خلد کے گلزار میں
نار میں وہ بھی جلے گا ساتھ دیگا جو تیرا — پائے گا جنّت جو ہوگا تابعِ فرماں میرا
اِس طرح روزِ ازل ہی رَب نے واضح کر دیا — خالص و مُخلص وہی ہوگا جو ہوگا بے خطا
اِسکو واضح کرتا ہے کردار ابرہیم کا — بندۂ مُخلص جنہیں کہتا ہے قرآں میں خدا
حَسبِ حق از ابتدا تا انتہا وہ پاک تھے — دُور تر ہر شرک سے مثلِ شہِ لولاک تھے
جو بہک جائے نہ ہوگا دینِ حق کا رہنُما — کیونکہ اُس پر داؤ چل سکتا ہے پھر شیطان کا
راہِ حق سے پھیر دیگا وہ اُسے جب چاہے گا — ہے ثبوت اس بات کا قرآن میں بھی جابجا[3]

شیطان کا حضرتِ حوّا کو بہکانا

منزلِ آدم بنی جنّت جہاں آرام تھا — راحتیں ہی راحتیں تھیں لُطفِ خالق عام تھا
پھر بھی تنہائی سے آدم اس میں گھبرانے لگے — خلق حوّا کو کیا خالق نے اُنکے واسطے
پھر یہی حوّا بنیں اُنکی شریکِ زندگی — تھیں یہی حوّا جو آئیں چال میں شیطان کی
اک شجر جنّت میں تھا جو دفترِ اَسرار تھا — دُور رہنا اُس سے آدم کو تھا یہ حُکمِ خدا
تھی خبر شیطان کو اللہ کے اُس حکم کی — کھول دے اسرار کی گرہیں اُسے یہ فکر تھی
چاہتا تھا ان سے بھی ناراض ہو جائے خدا — اور آدم کو بھی نافرمان ٹھرائے خدا

[1] اور [2] سورۂ حجر آت ۳۷ تا ۴۲ [3] سورۂ آل عمران آیت ۱۵۵

بھول بیٹھا تھا وہ ناداں یہ بھی اعلانِ خدا
مجھ کو جو معلوم ہے تجھ کو نہیں اُسکا پتا

سُوچتا تھا جب دَر اَسرار وا ہو جائے گا
وہ بھی ہر راز خُدا سے آشنا ہو جائیگا

اِسلئے وہ حضرتِ حوّا کو بہکانے لگا
سب سے بہتر یہ شجر ہے انکو سمجھانے لگا

اُسکے پھل جو کھاتا ہے اس سے نہیں ہوتی بدی
اُسکی آنکھوں کو بھی مل[1] جاتی ہے رب کی روشنی

اسلئے رہئے نہ آپ اُسکے پَھلوں سے دُور دُور
ورنہ جنّت سے علیٰحدہ کر نہ دے کوئی قصور

اُسکی باتوں کا یقیں حوّا کو جسدم آگیا
اُسکے پھل لے آئیں جاکر پھر یہ آدمؑ سے کہا

حکمِ رب یہ تھا کہ نزدیکِ شجر جائیں نہ آپ
یہ نہیں تھا اِسکے پھل میں لاؤں تو کھائیں نہ آپ

ضد جو کی حوّا نے آدمؑ اُسکے کچھ پھل کھا گئے
پھل کے کھاتے ہی مصائب اُنکی جانب آگئے

جسم سے دونوں کے فوراً اُترا نورانی لباس
خوف دامنگیر تھا دونوں پہ طاری تھا ہراس

حکمِ خالق یہ ہوا دونوں ہی جنّت چھوڑ دیں
اِس گلستاں سے اُتر کر بزم دنیا میں رہیں

سچ نہیں یہ[2] جنّتِ آدمؑ اِسی دنیا میں تھی
ہوتا ہے واضح اُتر جانے کے فقرے سے یہی

کہتے تھے یہ والیِ معراج محبوبِ خدا
جو نظارہ کر چکے تھے جنّت الفردوس کا

اِس طرح آدمؑ اِسی دنیا کی جانب چل دئے
آفرینش انکی تھی جسکی خِلافت کے لئے

حضرتِ آدمؑ کو تھی اس بات کی شرمندگی
پھل کے چکھنے کیلئے رب کی اجازت کیوں نہ لی

اک خلیفہ کیلئے جائز نہیں کوئی بھی بھول
ہے مُصیبت کا سبب اُسکے لئے ترک اُصول

یہ خیال آتے ہی توبہ رات دن حضرتؑ نے کی
اے مرے رب بخش دے یہ بھول مجھ سے ہوگئی

ترک آخر کیوں کیا میں نے یہ آئینِ وفا
کیوں نہ کی اُس امر میں میں نے طلب تیری رضا

رب کی جانب سے ہوئی تعلیم[3] حضرت کو دعا
جسکے پڑھنے سے ہوئی مقبول اُنکی التجا

ہو چکا تھا علم اشیا آپ کو پہلے عطا[4]
ایسی اشیا جنکو نظمِ زندگی میں دخل تھا

---

[1] عہدنامۂ قدیم باب پیدائش باب ۳ (۴ تا ۵) [2] سورۂ بقر آیت (۳۶) اہل یورپ کا خیال ہے کہ جنت عدن کے قریب ہے لیکن حسبِ سورۂ اعراف آیت نمبر ۲۴ اُن کا یہ دعویٰ غلط ہے۔ آیت میں ''اتر جاؤ'' کا فقرہ وضاحت کرتا ہے کہ جنت آسمان کی کسی بلندی پر تھی جس سے حضرت آدمؑ زمین پر اترے۔ [3] سورۂ بقر آیت ۔ ۳۷ [4] سورۂ بقر آیت ۔ ۳۱

آپ ہی کے دور سے ہے ابتدا ہر کاشت کی
آپ ہی کے دَور سے وابستہ ہے ملبوس بھی

خالقِ اکبر بتا دیتا ہے اُسکو بات بات
جسکی روحِ خاص کو کرتی ہے سجدہ کائنات

اس لئے اس دَور کی یہ بات ہے بیکار سی
ابتدا میں علم سے بے بہرہ تھا ہر آدمی

دیکھ کر آدمؑ کی توبہ کا اثر شیطاں جلا
شیطنت کی ایک تازہ چال ظالم پھر چلا

راندۂ درگاہ ہوا انساں اسے یہ فکر تھی
جس کے باعث افسری اس سے فرشتوں کی چھنی

ہابیلؑ و قابیل کا واقعہ

حضرتِ آدمؑ کو جب اللہ نے اولاد دی
کچھ کی شادی حُوروں سے کچھ کی بنی جاں سے ہوئی

کیونکہ بھائی اور بہن کا عقد ہو سکتا نہیں
درس دیتا ہے یہی ہم سب کو قرآنِ مبیں

حضرتِ آدمؑ کے فرزندوں میں اک قابیلؔ تھا
اُن کا بھائی ہو کے بھی یہ دشمن ہابیلؑ تھا

فضلِ رَب سے سیرتِ ہابیلؑ پاک وصاف تھی
تھی مگر قابیلؔ کے اطوار میں شامل بدی

چاہتے تھے حضرتِ آدمؑ بہت ہابیلؑ کو
اسلئے ہابیلؑ سے پرخاش تھی قابیلؔ کو

کہہ کے یہ بہکا دیا ابلیسؔ نے قابیلؔ کو
فوقیت آدمؑ نے دی ہے تجھ پہ کیوں ہابیلؑ کو

وہ ہے چھوٹا تو بڑا تو کس لئے یہ بات ہے
آخرش ہابیلؔ پر کیوں لطف کی بُہتات ہے

اسلئے ہابیلؔ سے قابیلؔ رہتا تھا خفا
شیطنت کی آنچ سے خون اسکا ہر دم کھولتا

اپنی باتوں سے ستایا کرتا تھا ہابیلؔ کو
سچ سمجھتا تھا یہ ناداں اپنی ہر تاویل کو

بارگاہِ حق کی عظمت تھی جو دونو پر عیاں
حَسبِ نیّت پیش کیں اِن دونوں نے قربانیاں

حضرتِ ہابیلؔ کے دل کا ارادہ نیک تھا
شُعلہ آیا اور قربانی کو اُن کی لے گیا

نیّت قابیلؔ میں تھا بالیقیں کوئی فتور
اِسلئے مقبولیت تھی اُسکی قربانی سے دور

دیکھا یہ قابیلؔ نے تو اُسکو غصّہ آگیا
حضرتِ ہابیلؔ سے کہنے لگا وہ بیوفا

قتل کر ڈالوں گا تو آفت ہے میرے واسطے
رُوبرو تیرے ہمیشہ ہوتی ہے خِفّت مجھے

حضرتِ ہابیلؑ نے قابیلؔ سے اسدم کہا — بھائی یہ تو سوچئے ہے ایسمں کیا میری خطا
کارِ حق میں چاہئے کردار کی پاکیزگی — یہ درِ باطل نہیں ہے بارگاہ اللہ کی
قتل کرتے ہیں تو کر دیں آپ کو ہے اختیار — آپ پر میں ہاتھ اٹھاؤں یہ نہ ہوگا زینہار
حیف پھر بھی دل نہ پگھلا بیوفا قابیلؔ کا — بیوفا نے خونِ ناحق کر دیا ہابیلؑ کا
اس طرح قابیلؔ خود ہی اپنا دشمن ہو گیا — جادۂ انساں میں پیدا ایک رہزن ہوگیا
حُکمِ خالق سے نکالا باپ نے قابیلؔ کو — رُتبۂ عالی شہادت کا ملا ہابیلؑ کو

حضرتِ شیثؑ اورادریسؑ کا ذکر

بعد آدمؑ شیثؑ کو رَب سے ملی پیغمبری — رہبری کرتے رہے جو عُمر بھر انسان کی
بعدِ شیثؑ ادریسؑ کو رَب سے یہی عہدہ ملا — کی انہوں نے علم وحکمت کی جہاں میں ابتدا
ہے قلم بھی اُنکا ممنوں خوبیِ تحریر بھی — آپ ہی نے ابتدا کی مکتبِ تعلیم کی
اہلِ دیں کو آپ نے تبلیغ کی تعلیم دی — اس طرح ہر حکمِ حق پھیلانے کی ترویج[1] کی
عُمر بھر دُنیا میں کارِ حق کے یہ نگراں رہے — وفد بھیجے ہر جگہ تبلیغ دیں کے واسطے

حضرتِ نوحؑ کا قصّہ

نوحؑ تک پیغمبروں کا سلسلہ جب آگیا — سحرِ شیطاں نوعِ انساں کے لئے آفت بنا
نوحؑ کہتے تھے کہ رشتہ ہر بدی سے توڑ دو — خالقِ اکبر کو مانو بُت پرستی چھوڑ دو
واحد و یکتا کو مانو چھوڑو دامن کفر کا — آپ کی اِس بات پر ناراض تھے سب بیوفا
در پئے آزار تھے کچھ اس طرح پیر و جواں — آپ کی آنکھوں سے ہردم اشک رہتے تھے رواں
کر دیا جب ظالموں نے نوحؑ کا جینا وبال — خالقِ کونین کو بھی آگیا اس دم جلال
نوحؑ سے فرمایا اس نے غرق کر دوں گا انھیں — ہیں جہنم کا یہ ایندھن اس میں بھر دوں گا انھیں

[1] بمعنی جاری کرنا

ایک کشتی تم بناؤ اہل دیں کے واسطے
جس میں ہر مخلوق کا ایک ایک جوڑا آ سکے

ہاں وہی مخلوق جس کو تم سمجھتے ہو عزیز
اُسکو بھی کشتی میں رکھ لینا ہو کار آمد جو چیز

کہہ دو یہ طوفان آئیگا ہر اک بہہ جائیگا
جو خدا کو مانتا ہے بس وُہی رہ جائیگا

نوحؑ سے یہ بات سُنکر ہنستا تھا ہر بدمآل
بے حیا بد کاریوں کو بھی سمجھتے تھے کمال

سوچتے تھے آئیگا طوفاں تو کیا لے جائیگا
نوحؑ کی کشتی کو وہ گرداب میں الجھائیگا

بیٹھیں گے کشتی میں جوطوفاں کی زد میں آئینگے
ہم جواں ہیں سب سے اونچے کوہ پر چڑھ جائینگے

بیوفا اعجازِ خالق سے تھے بالکل بے خبر
اپنے مطلب کی ہمیشہ سوچتے تھے بدگُہر

الغرض طوفان آیا ، نوحؑ کشتی میں گئے
اور پہاڑوں کی طرف کفّار بھی بڑھنے لگے

لے لیا دامن میں جب ہر چیز کوطوفان نے
مٹ گئے سب، اہل ایماں ہی سلامت رہ گئے

آگیا طوفاں کی زد میں نوحؑ کا فرزند بھی
جسکی عادت میں تھی شامل کافروں کی خودسری

ختم جب طوفاں ہوا تو نوحؑ سے رَب نے کہا
تاقیامت اب نہ آئیگی کبھی ایسی بلا

ساری دُنیا اب نہ ڈُوبے گی کبھی طوفان سے
ابرِ باراں یوں نہ کھیلے گا کبھی انسان سے

آج سے قوس قزح[1] اِس عہد کا ہو گی نشاں
ابر ہٹ جائینگے خود جس وقت ہوگی وہ عیاں

حضرتِ صالحؑ اور قوم ہاد وثمود کا وَاقعہ

بعدِ نوحؑ آتا ہے قومِ ہاؔد میں اک نامِ ہودؑ
پھر ہوئے صالحؑ ستاتی تھی جنہیں قومِ ثمؔود

اُونٹنی کو اُنکی خالق نے کہا اپنا نشاں
مارکر جسکو کیا لوگوں نے خود اپنا زیاں

تھی یہی وہ اُونٹنی پیدا ہوئی جو سنگ سے
آفرینش دیکھ کر جسکی تھے کافر دنگ سے

جن کی فطرت میں بدی تھی اسکے دشمنی بن گئے
عاقبت اپنی بگاڑی اونٹنی کو مار کے

فیضِ رَب سے کوتوانا تر تھے انسانوں میں یہ
تھا اثر شیطان کا ان پر تھے نادانوں میں یہ

---

[1] عہدنامۂ قدیم باب۔۹(۸تا۱۷)

تھے قوی ایسے پہاڑ ان کیلئے کمزور تھے — کوہ کے دل میں تھے جنکے گھر یہ وہ شہزور تھے
سیکڑوں من کی چٹانیں پھول تھیں اُنکے لئے — بن گئے کوہِ گراں قصرِ حسیں اُنکے لئے
مُدّتوں دونوں نبی انکے ستم سہتے رہے — خالقِ اکبر کو مانو سب سے یہ کہتے رہے
جب نہ مانے یہ تو خالق نے کیا نازل عتاب — اِک مُہیب آواز بنکر چھا گیا ان پر عذاب
ہوگئیں برباد یہ قومیں بھی بس اک رات میں — پھل یہ پایا دخل دینے کا خدا کی بات میں
اس طرح ہر قوم میں ہادی یہاں آتے رہے — راہِ وحدت پر چلو سب کو یہ سمجھاتے رہے

واقعہ شدّاد و نمرود

بعدِ صالحؑ آتا ہے اک واقعہ شدّاد کا — زعمِ باطل میں جو خود کو کہتا تھا سب کا خدا
باغ اِسی شدّاد نے بنوایا تھا اک بے مثال — کہتا تھا باغِ اِرم[1] اس باغ کو وہ بدمآل
سُونے چاندی کی تھیں دیواریں زبرجد کے شجر — جنکی شاخیں زر کی تھیں اور موتیوں کے تھے ثمر
باغ کی دیواروں میں موتی جڑے تھے بے شمار — جنّتِ نظارہ تھی اُسکے درختوں کی بہار
وہ نظر آتے تھے ہر موسم میں ہر دم پُر بہار — تھے محل اُس باغ کے گنتی میں پورے اک ہزار
باغ کی تعمیر میں مُدّت لگی سو سال کی — اسکے فنکاروں کی جو تعداد تھی اِک لاکھ کی
دیکھنے شدّاد آیا باغ جسدم سج گیا — باغ کے در پر ہی لیکن چیخ کر وہ گر پڑا
جاں گئی نادان کی اور باغ غائب ہو گیا — جھوٹا خالق خود گرفتارِ مصائب ہو گیا
عرصہ تک ہر وار جب ناقص رہا مردود کا — ہاتھ میں دامن لیا شیطان نے نمرود کا

حضرتِ ابراہیمؑ اور نمرود کا واقعہ

اس نے جب مخلوق پر ظلم و ستم بیحد کئے — چُن لیا خالق نے ابراہیمؑ کو اُسکے لئے
بندۂ خالص تھے ابراہیمؑ کہتا ہے خدا[2] — نیک تھا اُنکا عمل از ابتدا تا انتہا

[1] سورۂ حجر آیت (۶ تا ۱۳) [2] سورۂ نحل آیت (۱۲۰)

آپ جب آئے تھے لیکر دین حق کی روشنی — تین قسموں کی عبادت اس جہاں میں عام تھی
اک طرف مہر و مہو انجم کی پوجا عام تھی — دوسری جانب تھی رائج بُت پرستی بتگری
تیسری جانب اک آدم زاد بنتا تھا خدا — نام اُس شیطاں نُما انسان کا نمرود تھا
ان کے درماں[1] کیلئے تارے ہی تھے جنکے خدا — ایک تارے کی طرف نظریں جما کر یہ کہا
کتنا روشن ہے یہ تارا ہے یہی شائد خدا — دیکھتے ہی دیکھتے لیکن وہ تارا چھپ گیا
آپ نے فرمایا یہ ہرگز نہیں میرا خدا — ڈوبنے والوں کو میں رب مان لوں کیسے بھلا
چاند جب نکلا تو فرمایا ہے شائد یہ خدا — ہاں مگر جب چاند بھی نظروں سے اُجھل ہو گیا
آپ بولے رہنمائی میری کرتا ہے خدا — ورنہ میں بھی مُرتکب ہو جاتا جُرمِ شرک کا
آفتاب آیا تو فرمایا یہ ہے سب سے بڑا — اُس کی آب و تاب سے ہر گوشہ روشن ہو گیا
شام کے ہنگام وہ بھی ہو گیا جس دم نہاں — آپ نے فرمایا اس میں شانِ خالق ہے کہاں
اس طرح اللہ کی جانب اشارہ کر دیا — رازِ وحدت پھر یہ کہکر آشکارا کر دیا
قوم والوں میں تمہارے شرک سے بیزار ہوں — جانب رب ہو کے تم سے کیوں نہ پھر رخ پھیر لوں
مہر بھی روشن ہے جسکے نور سے ہے وہ خدا — اُس نے لفظِ کن سے ہر عالم کو پیدا کر دیا
بُت پرستوں کیلئے آزر[2] سے حضرت نے کہا — کیوں بناتے ہو وہ بُت جو ہو نہیں سکتے خدا
پوجتے ہو کیوں اُنہیں جو کچھ بھی سن سکتے نہیں — فائدہ ہو سکتا ہے ایسی پرستش سے کہیں
دیکھتا ہوں آپکو گمراہیوں میں مُبتلا — میں بری الذمہ ہوں اُس سے جو کرتے ہو چچا
تم نہ مانوگے تو خُفیہ چال میں چل جاؤنگا — جس کا مطلب یہ تھا اکدن بُت کدے کو ڈھاونگا
ایک دن جب قوم والے بستی کے باہر گئے — آپ موقع پاتے ہی بُتخانے کے اندر گئے
حوصلے ایمان کے اُس دن نکالے آپ نے — ایک بُت کو چھوڑ کر سب توڑ ڈالے آپ نے

---

[1] سورۂ انعام آیت (۷۷تا۸۰) [2] درحقیقت آزر حضرت ابراہیمؑ کا چچا تھا باپ نہ تھا۔عہدنامۂ قدیم میں حضرت ابراہیمؑ کے والد کا نام حضرت ''تارخ'' درج ہے۔قرآن میں آزر کے لئے لفظ ''ابیہ'' اسی طرح آیا ہے جس طرح حضرت یعقوبؑ کے چچا حضرت اسمٰعیلؑ کے لئے لفظ ''ابا'' سورۂ بقر آیت نمبر۱۳۳ میں آیا ہے۔

قوم والے پلٹے جب تو بُت کدہ برباد تھا | غیض میں ہر شخص تھا اور سب کا دل ناشاد تھا
کارِ ابراہیمؑ ہے یہ، تھا یہی سب کا خیال | آکے ابراہیمؑ سے کرنے لگے ظالم سوال
آپ نے فرمایا یہ ہوگی بڑے بُت کی خطا | یہ اگر بولیں تو پوچھو اِن بُتوں سے ماجرا
جس کا مطلب تھا نہ بولیں تو انہیں اب چھوڑ دو | میں نے سب بُت توڑے ہیں تم بھی اک بُت توڑ دو
کار دینِ حق کی خاطر جاں بچانا تھی انہیں | آتشِ نمرود ساسوں سے بجھانا تھی انہیں
جان کا تھا خوف حضرت نے تقیّہ[1] کر لیا | جھوٹا جو سمجھے اُنہیں حق سے نہیں وہ آشنا

تقیّہ حضرتِ ابراہیمؑ

ہے تقیّہ حضرتِ ابراہیمؑ ہی کی پیروی | کرتا تھا جس پر عمل وقتاً فوقتاً ہر نبیؑ
دَرس لو قرآں کے قصّوں[2] سے ہے یہ حکمِ خدا | اس طرح ہر قصہ ہے شارح دین کے احکام کا
جب نہ پایا اُن بتوں سے قومِ آزر نے جواب | شرم سے سر جُھک گیا پیغامِ رَب تھا کامیاب
قصّہ ابراہیمؑ کا نمرود نے جس دم سنا | بیوفا کو حضرتِ ابراہیمؑ پر غیض آ گیا
پوچھا یہ نمرود نے کہتے ہو تم کس کو خدا | اپ نے فرمایا جو مالک ہے سب کی جان کا
بولا یہ نمرود مجھ کو بھی ہے جاں پر اختیار | اور دو قیدی دکھا کر بولا پھر وہ نابکار
چھوڑے دیتا ہوں اُسے میں جس کو دینا ہے سزا | قتل اُس کو کرتا ہوں جو ہونے والا ہے رہا
اِس طرح مجھکو بھی ہے لوگوں کی جاں پر اختیار | مقصدِ ظالم یہ تھا کہہ دو مجھے پروردگار
بولے ابراہیمؑ میں اُسکو سمجھتا ہوں خدا | کرتا ہے مشرق سے جو خورشید کو جلوہ نما
تُو خدا ہے تو کبھی مغرب سے سورج کو نکال | ورنہ میری بات سُن لے چھوڑ دے اپنا سوال
ہو گیا نمرود جب بے بس تو وہ جھنجھلا گیا | ڈال دو آتش میں ابراہیمؑ کو اس نے کہا
بعدۂ آتش کدہ میداں میں بنوایا گیا | جس کی وُسعت وُسعتِ گلزار سے بھی تھی سِوا

---

[1] سورہ آل عمران آیت (۲۸) میں تقیہ کی اجازت ہے۔ [2] سورۂ ہود آیت (۱۲۰)

جبریہ پھر اُسمیں ابراہیمؑ کو ڈالا گیا — لُطفِ خالق سے مگر آتش کدہ گلشن بنا
اس نے گستاخی جو کی شانِ خلیل پاک میں — حُکمِ رَب سے گھس گیا ایک مچھر اُسکی ناک میں
رات دن نمرود کے بھیجے میں مچھر کاٹتا — شدّتِ تکلیف سے ظالم کا عالم تھا بُرا
جوتے مارے جاتے تھےسر پر تو رک جاتا تھا وہ — اس طرح نمرود کو ہر وقت تڑپاتا تھا وہ
جوتے یوں کھاتا رہا تا عمر سر نمرود کا — کوئی بھی ساتھی نہ کام آیا کبھی مَردود کا
تھا پریشاں شیطنت کی ناک کا جو بال تھا — جتنے نمرودی تھے دیکھا سب نے اعجازِ خدا
پھر بھی جب ناداں نہ مانے درسِ ابراہیمؑ کو — چلدئے وہ دوسری اقوام کی تعلیم کو

حضرتِ ابراہیمؑ، بی بی سارہؑ اور حضرتِ لوطؑ کا واقعہ

ساتھ میں تھیں بی بی سارہؑ اورحضرت لوطؑ تھے — حسبِ قرآں لوطؑ یہ کہتے تھے جب گھر سے گئے
میری ہجرت اُسکی جانب ہے جو ہے پروردگار — جس کے ہے لُطف وکرم پرمیری ہستی کا مدار
میری منزل تک مرا خالق مجھے پہنچائے گا — جس نے لفظِ کُن سے پیدا کردئے ارض وسما
اولیں ہجرت یہی تھی جادۂ اِسلام میں — ذکر جسکا آیا ہے قرآن کے احکام میں
مرکزِ تبلیغِ ابراہیمؑ کرتے تھے تلاش — خواہشِ راحت تھی حضرت کو نہ تھی فکرِ معاش
ایک ایسے مُلک سے ایک دن ہوا اُنکا گزر — جس[1] میں ابراہیمؑ کو تھا قتل ہوجانے کا ڈر
اُس جگہ کے رہنے والے تھے نہایت ہی شریر — ہر حسیں عورت کو کر لیتے تھے جبراً وہ اسیر
قتل کردیتے تھے شوہر کو اگر ہوتا وہ ساتھ — بیکسوں کے خون سے آلودہ رہتے اُنکے ہاتھ
قَصر میں دے آتے تھےعورت کو یہ سب بدخصال — تا کہ شاہِ وقت[2] سے حسبِ تمنا پائیں مال
سارَہ کو حضرتِ ابراہیمؑ نے سمجھا دیا — مجھکو اس جا بھائی کہنا ہے یہی حکم خدا
قتل کر ڈالیں گے ورنہ بے خطا اہلِ ستم — حُکمِ رَب[3] ہے بھائی کہہ دوگی تو بچ جائیں گے ہم

---

[1] عہدنامۂ قدیم میں اس جگہ کا نام جرار ہے جو قادس اور شور کے درمیان بتایا گیا ہے کچھ مفسر اس کو مصر بتاتے ہیں۔
[2] عہدنامۂ قدیم میں شاہ کا نام ابی ملک درج ہے۔ [3] یہ حکمِ رب بھی تقیہ کا جواز پیدا کرتا ہے۔

ایسی صورت میں ستمگر تم کو ہی لے جائیں گے — بعدۂ اعجازِ رب سے بے ضرر دے جائیں گے
حسبِ عادت وہ ستمگر سائرہ کو لے گئے — پیش کر آئے انہیں دربار میں پھر شاہ کے
سائرہ کے سمت لیکن ہاتھ جب اُسکا بڑھا — حکم سے اللہ کے فوراً ہی پتھر ہو گیا
دیکھ کر یہ معجزہ نادِم ہوا وہ بد شعور — سائرہ سے بولا تم شادی شدہ ہو بالضرور
مجھ سے جو سرزد ہوئی ہے بخش دو تم وہ خطا — اپنے شوہر سے ملو آزاد میں نے کردیا
خاص بندوں میں سے ہو تم اب کرو ایسی دُعا — میرے دستِ ظلم کو بھی جس سے حاصل ہو شفا
کی دعائے خیر جب حضرت نے اُس کے واسطے — پاگیا فوراً رہائی شاہ حق کے قہر سے
سائرہ کو ایک خدمت گار بھی کر دی عطا — شاہ کی بیٹی جسے کہتے ہیں کچھ ناآشنا
بیٹی جو کہتے ہیں اس کو بالیقیں سچے نہیں — لا وَلَد کے بھی بھلا ہو سکتی ہے بیٹی کہیں
عہد نامہ[1] کہتا ہے اولادِ شہہ اس دم نہ تھی — یہ کنیز خاص جسدم سائرہ کو اس نے دی

حضرتِ ہاجرہؑ اور حضرتِ اسمٰعیلؑ

ہاجرہ تھا نام اُن کا صابر و شاکر تھیں وہ — ماں تھیں اسمٰعیل کی اور طیّب و طاہر تھیں وہ
عہد نامہ[2] میں جو ہے لفظِ کنیز اُن کے لئے — ہے پریشاں ایسے ناداں مُسلموں کو وہ کئے
جو مساواتِ رہِ اِسلام کے قائل نہیں — خم رہی ہے شاہوں کے در پر سدا انکی جبیں
جو بڑھا یا کرتے ہیں ہر قاتل و مغرور کو — نور سے بہتر سمجھتے ہیں جو سنگِ طُور کو
علم سے عاری ہیں جو غفلت سے جن کو کام ہے — جنکی فطرت میں زمانہ سے جہالت عام ہے
بس نہیں چلتا وگرنہ ایک دن یہ بد لجام — کہنے لگتے حضرتِ یوسفؑ کو بھی مصری غُلام
مومن و کافر میں بھی اِنکو نہیں ہے امتیاز — کر چکا واضح جسے قرآن میں خود کار ساز
ایسے مجبوروں کی بھی تعریف ہے قرآن میں — کافروں میں رہ کے بھی پکّے تھے جو ایمان میں

---

[1] عہدنامۂ قدیم پیدائش باب۔۲۰ (۱۷تا۱۸) [2] حضرت آسیہؑ

ابتدا سے ہی دلوں میں جن کے حق کا نور تھا — کُفر میں ہرگز نہ ہوتے تھے کبھی جو مُبتلا
شرطِ وحدت ہے اُصولِ دین و ایماں پر چلو — شرک و بدعت چھوڑ کر احکامِ قرآں پر چلو
مومنوں کو ہے فضیلت ایسے لوگوں کو نہیں — کلمہ پڑھ کر بھی درِ باطل پہ ہے جن کی جبیں
درسِ[1] قرآں اور ہے اِن کا عمل کچھ اور ہے — جابروں کے حکم پر چلنا ہی جن کا طَور ہے
حضرت اسمٰعیلؑ کو آزاد کہتا ہے خدا — جو غُلام اُن کو کہے ہے بالیقیں وہ کج ادا[2]
سارۂ چھوٹیں تو ابراھیمؑ پھر سے چل دئے — اک مُناسب منزلِ مقصود پانے کے لئے
آپ اپنی راہ میں رد و بدل کرتے رہے — اور پہنچے شام میں حکمِ خدائے پاک سے
رُک گئے حضرت وہیں جس دم فلسطیں آگیا — جانبِ اُردن گئے لوطؑ حسبِ احکامِ خدا
سارۂ ایک روز ابراھیمؑ سے کہنے لگیں — مجھ سے ہو اولاد کوئی یہ توقّع اب نہیں
ہاجرۂ سے رشتۂ زوج آپ کرلیں اُستوار — شاید اُس کے بطن سے اولاد دے پروردگار
ہاجرۂ کو سارۂ آزاد جس دم کر چکیں — اپنے نقشِ آرزو میں رنگِ ایماں بھر چکیں
ہاجرۂ جب حضرتِ ابراہیمؑ کی زوجہ بنیں — لطفِ خَالق سے ہوئی پیدائش اسمٰعیلؑ کی
دیدِ اسمٰعیلؑ حضرت کے لئے تھی خُوشگوار — ہاجرۂ سے بات کرتے انکی بابت بار بار
سارۂ یہ دیکھ کر مشکوک سی رہنے لگیں — ہاجرۂ کی قدر اب زائد ہے یہ کہنے لگیں
آخرش ایک روز ابراہیمؑ سے یہ کہہ دیا — دور لے جاکر اِنھیں رکھیں یہی ہے اب بجا
ہاجرۂ کا طَور ہے اب میرے دل کو ناگوار — اُسکی نظروں میں نہیں پہلا سا اب میرا وقار
سارۂ کی بات سے حضرت کو یہ تشویش تھی — دور رہ کر زندگی کیا ہوگی اسمٰعیلؑ کی
گو مُصِر تھیں سارۂ حضرت مگر خاموش تھے — مضطرب تھے آپ احکامِ خدا کے واسطے
سارۂ بی بی کا جب اِسرار حد سے بڑھ گیا — حکم آیا بارگاہِ حق سے بھی تعمیل کا
حضرت ابراہیمؑ اِن دونوں کو لے کر چلدئے — ارضِ کعبہ آگئی تو حکمِ رب سے رک گئے

---

[1] سورۂ حجرات آیت (۱۳تا۱۴) [2] عہدنامۂ قدیم پیدائش باب۔۱۶(۱۲) ''یہودیوں میں اکثر ان کو غلام کہتے ہیں''

چھوڑ کر دونوں کو اس جا آپ واپس ہوگئے
اور ماں بیٹے اسی ویرانے میں بیٹھے رہے

ختم جب پانی ہوا شدّت بڑھی جب پیاس کی
ہاجرہؑ کی راہ میں تازہ مصیبت آگئی

ہوگئے بے ہوش اسمٰعیلؑ جس دم پیاس سے
مضطرب تھیں آپ انکی پیاس کے اِحساس سے

کوہ کے اوپر گئیں وہ پانی لینے سات بار
پھر پلٹ آئیں کہ اسمٰعیلؑ کا تھاحال زار

بارِ آخر آئیں جب تو مٹ گیا ہر اک ہراس
پانی کا چشمہ ملا فرزند کے قدموں کے پاس

غیب سے آواز آئی غم نہ کر اے ہاجرہؑ
تیرے اسمٰعیلؑ کا حافظ ہے خود تیرا خدا

رب نے کعبہ کو چنا تھا اپنے گھر کے واسطے
جسکو بنوایا تھا ابراھیم و اسمٰعیل سے

ہونے والا تھا یہیں محبوبِ خالق کا ظہور
اُسکی ارضِ پاک تھی حق کی نظر میں رشکِ طُور

نسب کر کے زینہ ہر اوجِ معراجِ مبیں
مرکزِ ہر عالَم امکاں بنانا تھا یہیں

بارہ سرداروں کا مرکز بھی یہیں تھا بالیقیں
پھیلنے والا اسی مرکز سے تھا دینِ مبیں

یہ وہی بارہؑ ہیں قرآں جن کو کہتا ہے اِمام
ذکر انہی بارہ کا کرتے رہتے تھے خیرالانامؐ

ہونے والے تھے یہ بارہ آلِ اسمٰعیلؑ سے
لفظِ اولی الامر ہے قرآں میں جنکے واسطے

چشمہ جو اُبلا تھا اسمٰعیلؑ کے قدموں کے پاس
ہوتے تھے سیراب اس سے جانور ہوں یا کہ ناس

پانی کی خاطر اِدھر اُڑکر طیور آنے لگے
ساتھ میں صحرا نشینوں کو وہاں لانے لگے

جو جگہ ویراں تھی وہ آباد از خود ہوگئی
ہوگئی یوں دور تنہائی بھی اسمٰعیلؑ کی

اُس جگہ ماں بیٹے پھر آرام سے رہنے لگے
اکثر ابراھیم آتے دیکھنے کے واسطے

حضرتِ اسمٰعیلؑ کی قربانی کا واقعہ

حضرتِ اسمٰعیلؑ کی جب عمر اتنی ہوگئی
کارِ عالم میں مدد کر سکتے تھے وہ باپ کی

حضرتِ ابراہیمؑ کو یہ خواب میں آیا نظر
رَب کی مرضی ہے کہ قرباں کردو اپنا یہ پسر

۱؎ عہدنامۂ قدیم پیدائش باب ۱۷ (۲۰تا۲۱) (ترجمہ) حضرت ہاجرہؑ کو مخاطب کر کے کہتا ہے تیری دعا سنی، دیکھ میں اسے (اسمٰعیلؑ) کو برکت دوں گا اور اسے بہت بڑھاؤں گا اس سے ۱۲ سردار پیدا ہوں گے۔

تکملہ اِس خواب کا ہو آپ کو یہ فکر تھی — رائے لی[1] اس اَمر میں حضرت نے اسمٰعیلؑ کی
بولے اسمٰعیلؑ میں سَو جان سے اُس پر نثار — میری قربانی طلب کرتا ہے گر پروردگار
ذبح کرنے کیلئے جب بھی مجھے لے جائیں گے — آپ انشاء اللہ مجھکو صابروں میں پائیں گے
جھوٹے ہیں جو کہتے ہیں شیطان نے انسے کہا — قتل کر ڈالے گا تیرا باپ تجھ کو بھاگ جا
جس پر اسمٰعیلؑ نے فرمایا یہ ممکن نہیں — باپ اپنے بیٹے کو بھی ذبح کرتا ہے کہیں
چونکہ بہکایا تھا اُس ظالم نے انکو تین بار — عرصہ گاہِ حج میں اُسکی تین جا ہے یادگار
تینوں شیطانوں کولیکن اس سے کچھ نسبت نہیں — ہے یہی آیات سے قرآں کی واضح بالیقیں
مختلف قد کے یہ کھمبے ایسے تین انسان تھے — مثلِ شیطاں تھے جواہلِ دینِ حق کے واسطے
خوش تھے ابراہیمؑ سُن کر بات اسمٰعیلؑ کی — وقتِ قربانی اٹھائی آپ نے جس دم چھری
حُکم سے اللہ کے اک میمنہ خود آگیا — حضرت ابراہیمؑ کے خنجر سے جو ذبح ہوا
حضرت ابراہیمؑ کو جب میمنہ آیا نظر — آپ فرمانے لگے ائے خالقِ ہر بحر و بر
کیا ہوا جو میری قربانی کو ٹھکرایا گیا — میرے رَب یہ میمنہ کس واسطے لایا گیا
غیب سے آئی ندا ہے مطمئن ربِّ جلیل — امتحانِ صبر تھا منظور اس کو ائے خلیل
خواب میں دیکھا تھا جوتونے وہ سچا کر دیا — رَب نے خوش ہوکرترا گھر برکتوں سے بھر دیا
مطمئن ہے تیرے اس ایثار سے رَبِّ کریم — تیری قربانی کا حاصل ہوگئی اک ذبحِ عظیم
تیری ہمّت کا صلہ دیتا ہے یہ پروردگار — تا ابد قائم رہیگی جگ میں تیری یادگار
تیرا خالق اب بنائے گا تجھے سب کا اِمام[2] — سُن کے یہ بولے خلیلؑ ائے خالقِ ہر خاص و عام
کیا میری اولاد پر بھی ہوگا یہ لُطف و کرم — وہ بھی سمجھے جائیں گے کیا زینتِ باغِ حرم
آئی یہ آوازِ خالق ہاں یہی ہوگا خلیل — ظالموں پر بند ہوگی میری رحمت کی سبیل
ہوگا جو ظالم رہے گا دور میرے فیض سے — روزِ محشر وہ نہ بچ پائے گا میرے غیض سے

[1] سورۂ صٰفّٰت آیت (۱۰۲) [2] سورۂ بقر آیت (۱۲۳تا۱۲۴)

قیمتی ہے میمنہ کی جاں کہ اک انساں کی جاں
مَعنیِ ذبحِ عظیم اس امر حق سے ہے عیاں

مُدّتوں اعدا بہائیں خون جسکی آل کا
مقصد ذبحِ عظیم ہے قتل اُسکی آل کا

جسکی نصرت کو نہ آئے کوئی مومن کے سِوا
حضرتِ ابراہیمؑ سے جو چشمِ حق میں ہو سِوا

تا ابد قربان ہو دنیا میں ہر دم جانور
ہو نہیں سکتے بدل انسانِ کامل کا مگر

حضرتِ ابراہیمؑ اور کعبہ کی تعمیر

مرکزِ کُل عالمیں سے آپ بھی تھے آشنا
اس جگہ کعبہ کی ابراہیمؑ نے کی ابتدا

آپ تھے معمار تو مزدور اسمٰعیلؑ تھے
خانۂ کعبہ بنادو مخلصوں کے ہاتھ سے

خانۂ کعبہ کی دیواروں کو جب اونچا کیا
تھی خلیلِؑ رَب کے ہونٹوں پر یہی اس دم دعا

ذُرِّیت[1] میری رہے قائم سدا اِسلام پر
حشر تک چلتی رہے یا رب تیرے احکام پر

میں نے اپنی نَسل کے اک جُز کو رکھا ہے یہاں[2]
اے میرے رب کھیتی باڑی ہو نہیں سکتی جہاں

پاک رُوزی اور پَھل اُس نَسل کو کرنا عطا
پھیر دینا لوگوں کا رخ اِسکی جانب اے خدا

ہر طرف سے لوگ آئیں اِس کے حج کے واسطے
حشر تک نسبت ہو میری آل کو ایمان سے

جو نہ اپنائے کبھی اس میں سے آزر کے اُصول
آیتیں پڑھکر سُنائے بھیجنا ایسا رسولؐ

ہے خلیل اللہ کے دل کی دعاؤں کا اثر
حجِ کعبہ رَب کی جانب سے ہے فرض انسان پر

ہر طرف سے لوگ کعبہ جاتے ہیں حج کے لئے
روشنی اِس کی بچاتی ہے بشر کو شِرک سے

خالقِ اکبر نے دونوں بیٹے ابراہیمؑ کے
حسبِ وعدہ چُن لئے تھے رہبری کے واسطے

دونوں کی اولاد میں پیدا کئے حق نے امام
اِن اماموں میں سبھی معصُوم تھے اور نیک نام

اُس طرف گر طور پر موسیٰؑ سے تھا رب ہمکلام
اس طرف بھی تھا شبِ یَسریٰ محمدؐ پر سلام

اُس طرف ہارون موسیٰؑ کی حمایت کے لئے
اِس طرف حیدرؑ محمدؐ کی حفاظت کے لئے

[1] سورۂ ابراہیم آیت (۳۶ تا ۴۰) [2] اس دعا کا انعام سورۂ بقر کی آیت ۱۵۱ میں بیان کیا گیا ہے۔ سورۂ آل عمران کی آیت ۱۶۴ بھی دیکھیں

گر جہادِ حق کی خاطر بخشا موسیٰ کو عصا ذوالفقار اِس اَمر کی خاطر علیؑ کو کی عطا
گر سُلیمانؑ کے لئے تختِ سُبک پرواز تھا تحفۂ براق و رف رف تھا برائے مصطفاؐ
حضرتِ مریمؑ کو دی گر دولتِ پاکیزگی کی عطا زہراؑ کو چادر عصمت و تطہیر کی
اُس طرف تھا تحفۂ توریت و انجیل و زبور اِس طرف قرآن کے دامن میں ان تینوں کا نور
پردۂ عیسیٰؑ اُدھر حق کی حمایت کے لئے غیبتِ مہدیؑ اِدھر دیں کی حفاظت کے لئے
اہل اُردن پر مُسلّط تھی عجب سی گُمرہی پیروی کرتے تھے ناداں خواہشاتِ نفس کی

حضرتِ لوطؑ کے پاس فرشتوں کا آنا

اور حضرتِ اسحاقؑ کے پیدا ہونے کی خبر دینا

لوطؑ کے سمجھانے کا ان پر نہ تھا مطلق اثر ان سے بھی گستاخیاں کرنے لگے جب اہلِ شر
دو فرشتے آئے اُن سب کی سزا کے واسطے آکے دُنیا میں جو ابراہیمؑ سے پہلے ملے
اِن فرشتوں نے خبر حضرت کو دی اسحاقؑ کی سارۂ کو یہ خبر سُن کر ہنسی آنے لگی
حضرتِ سارۂ جب ان کی باتوں پر ہنسنے لگیں اُن فرشتوں نے کہا ہنسنے کا یہ موقع نہیں
آپ اہلِ بیتؑ[1] کا ہنسنا نہیں ہرگز روا آپ کو بیٹا ملے گا ہے یہی حکمِ خدا
آپ کی اولاد زینت ہوگی بیت اللہ کی حشر تک اُس کو مٹا سکتا نہیں کوئی کبھی
حضرتِ عیسیٰؑ ہیں اِن احکامِ خالق کے گواہ آمدِ مہدیؑ پہ کعبہ ہوگا جن کی جلوہ گاہ
وہ نہ آئے گا کبھی زُمرہ میں اہلِ بیتؑ کے حکمِ قطعِ نسل ہے قرآں میں جس کے واسطے
حضرتِ سارۂ نے فرمایا میں بوڑھی ہو گئی کس طرح آخر توقّع اب کروں اولاد کی
حضرت ابراہیمؑ بولے میں بھی بوڑھا ہوگیا ہوگا لطفِ خاص یہ بیٹا اگر دے گا خدا

[1] سورۂ ہود آیت (۷۱ تا ۷۴) میں فرشتوں کا حضرت ابراہیمؑ اور حضرت سارۂ کو اہلِ بیت کہہ کر بیٹے کی بشارت دینا اس امر کا واضح ثبوت ہے کہ اہلِ بیت کے زمرے میں صرف وہی ہوسکتا ہے جس کی اولاد بیت اللہ کی حفاظت کرے اور منجانب خداوند دوعالم اس کی نگراں ہو کیونکہ بیت سے خدا کی مراد بیت اللہ ہی ہوسکتی ہے نہ تو ہر گھر ہوسکتا ہے اور نہ ہی مسجد کیونکہ اہلِ دنیا تو مسجدِ ضرار بھی بنا لیتے ہیں

سُن کے ابراہیم کی باتیں فرشتوں نے کہا — ہم جو کہتے ہیں وہی ہوگا کہ ہے حکمِ خدا
عہدنامہ کہتا ہے یہ بات انہوں جب کہی — حضرتِ اِسحاق کی تاریخِ پیدائش بھی دی
بعدہٗ بولے کہ اب ملنا ہے ہم کو لوطؑ سے — بھیجا ہے رب نے ہمیں ان کی مدد کے واسطے
حُکمِ خالق سے مٹا ڈالیں گیں ہم اُس قوم کو — محوِ عصیاں ہے نہیں عُقبیٰ کا غم اس قوم کو
سُن کے قومِ لُوطؑ کا انجام غمگیں تھے خلیلؑ — آپ کی خواہش تھی نیکی اس کو دے ربِّ جلیل
اس لئے حضرت نے کی اللہ سے یہ التجا — بخش کر ان کی خطا نیکی اُنہیں کر دے عطا
اس دُعا میں شدّتِ جذبات کچھ ایسی ہی تھی — جس کو لڑنے کے برابر کہتا ہے قرآن[1] بھی
ساتھ ہی قرآں میں ہے اس امر کی توضیح بھی — یہ لڑائی خوبیٔ برداشتِ ابراہیمؑ تھی
جس کا مطلب ہے کے وہ حامی تھے اُس اسلام کے — جو پسند آیا خدا کو مصطفےٰؐ کے واسطے

قومِ لوط اور فرشتوں کے آنے کا واقعہ

مسلمیں کہلاتے ہیں اس ہی لئے ہم بالیقیں — کہہ چکا قرآن میں ہے یہ خالقِ دُنیا و دیں
جب فرشتے شہر میں پہونچے جنابِ لُوطؑ کے — ان کی صُورت دیکھ کر بدکار مفتوں ہو گئے
ہم کو دے دیجئے اِنہیں کہنے لگے وہ لُوطؑ سے — دیکھ کر یہ رنگ حضرت لُوطؑ گھبرانے لگے
آپ نے فرمایا میری بیٹیاں لے جاؤ تم — یہ مرے مہماں ہیں ان پہ ظلم سے باز آؤ تم
لُوطؑ جب گھبرائے تو دونوں فرشتوں نے کہا — مُطمئن حضرت رہیں بھگتیں گے یہ ظالم سزا
ہم فرشتے ہیں ہمارا کچھ یہ کرسکتے نہیں — حُکمِ رَب ہے ہم مٹادیں گےانہیں اب بالیقیں
اس جگہ سے ہم بچاکر آپ کو لے جائیں گے — اور یہ سب شورہ وگندھک میں خودکو پائیں گے
آپ کی زوجہ بھی ان کے ساتھ ہی مٹ جائے گی — وہ بھی نافرمان ہونے کی سزا اَب پائے گی
جو فرشتوں نے کہا تھا وہ ہوا المختصر — مٹ گئے قہرِ خدا سے بانیِ بیداد و شر

[1] سورۂ ہود۔آیت(۷۳تا۷۴) (یٰجَابِلُنَا فِیْ قَوْمِ لُوْطٍ) (اِنَّ اِبْرَاھِیْمَ لَحَلِیْمٌ اَوَّاہٌ مُّنِیْبٌ)

حضرتِ اسمٰعیلؑ، اسحاقؑ اور حضرتِ ایوبؑ کا ذِکر

بعد ابراہیم اسمٰعیل پیغمبر ہوئے
فضلِ رَب سے اہلِ دیں کے ہادی و رہبر ہوئے

حق پہ قُرباں ہونے کو تیار حضرت ہوگئے
کی عطا ان کو نبوّت خالقِ کونین نے

آپ نے حصّہ لیا تھا کعبہ کی تعمیر میں
یہ بزرگی بھی لکھی تھی آپ کی تقدیر میں

وارثِ حضرت خلیل اللہ تھے اسحاقؑ بھی
آپ کے اعمال کی قُرآں نے بھی تعریف کی

درج قُرآں میں نہیں لیکن کوئی بھی ماجرا
ہو تعلّق خاص جس سے حضرت اِسحاقؑ کا

درج ہے قُرآن میں ایوبؑ کا بھی نیک نام
صابر و شاکر تھے فضلِ رب سے یہ عالی مقام

دیکھا ان کا صبر جب ابلیس نے تو یہ کہا
دے اجازت جا کے بہکاؤں اسے میں اے خُدا

بولا تیری نعمتوں کی وجہ سے شاکر ہے وہ
دُکھ اُٹھاتا گر تو میں یہ مانتا صابر ہے وہ

رَب نے فرمایا کہ اے نادان کیا بکتا ہے تو
سچّے بندوں کو کہیں گمراہ کر سکتا ہے تو

جا تجھے اِس بات کا دیتا ہوں میں اب اختیار
آج سے ایوبؑ کو پہونچا اذیّت بے شمار

صبر کے جادے سے وہ ہٹ جائے یہ مُمکن نہیں
تجھ سا گُم گشتہ اُسے بہکائے یہ مُمکن نہیں

بولا شیطاں اُسکے تن کو زخموں سے بھر دونگا میں
اور اسکے بیٹوں سے محروم اُسے کر دوں گا میں

جسمِ پر ایوبؑ کے پھوڑے اُبھاروں گا ہزار
اور ہزاروں سے بنا ڈالوں گا انکو بے شمار

پیپ کو کھولا کے ان میں آگ بھی بھڑکاؤں گا
درد سے بیتاب کر کے پھر اسے سمجھاؤں گا

جس کا تو عابد ہے تیرا وہ خدا کچھ بھی نہیں
میں شفا دوں گا تجھے کر میری باتوں کا یقیں

رب نے یہ فرمایا کہ تیرا ہر جتن بیکار ہے
مجھ سے پھر سکتا نہیں ایوبؑ وہ دیندار ہے

بندۂ خالص ہے وہ بھی تجھکو اِس کا عِلم ہے
حامیِ صبر و رضا ہے اُسکی دولت حِلم ہے

اَلغرض ابلیس نے جو بھی کہا تھا وہ کیا
تھے مگر ایوبؑ ہر مُشکل میں عبدِ با وفا

---

[1] عہدنامۂ قدیم۔ایوبؑ۔باب۔۱ (۹تا۱۲)

اُن کو تنہا چھوڑکر کو کنبے والے ہٹ گئے — رحمتِ حق پر مگر شاکر تھے وہ شاکر رہے
دیکھ کر ایوبؑ کو کچھ لوگوں نے طعنہ دیا[1] — بالیقیں اِس سے ہوئی ہے کوئی ایسی ہی خطا
جس کے باعث یہ ہے مدّت سے مصائب کاشکار — ورنہ اچّھا کر چُکا ہوتا اِسے پروردگار
حضرتِ ایوبؑ نے یہ سُن کے حق سے کی دُعا — تجھ سے بڑھ کررحم کرنے والا ہے کب دوسرا
میں ہوں دُکھ میں علم اِس کا ہے تجھے پروردگار — خالقِ کونین ہے تو تجھ کو ہے ہر اختیار
میں تیرا باغی ہوں مجھ سے یہ سُنا جاتا نہیں — وَرنہ دُنیا کے کسی بھی دُکھ سے گھبراتا نہیں
خالقِ کونین نے جس دم سُنی انکی دُعا — ایڑھی سے ٹھکرا زمیں کو اُن سے اس نے یہ کہا
حضرتِ ایوبؑ کی ایڑھی زمیں پر جب پڑی — چشمہ پھوٹا جس میں ہر اک خُوبی اکسیر تھی
غُسل جب اس سے کیا اور اُس کا پانی جب پیا — ہر مَرض ایوبؑ کاپانی نے اچّھا کر دیا
بعدہٗ اللہ نے پھر آپکو اولاد دی — اور اُن کی نیکیوں اور صَبر کی تعریف کی
اس طرح اِبلیس ناکامِ ستم ہی رہ گیا — بیوفا آزُردۂ آلام و غم ہی رہ گیا
عبدِ خالص کو کسی صورت نہ وہ بہکا سکا — رہنا تھا ناکام اُسے ناکام ہی وہ رہ گیا
قصّۂ ایوبؑ اِن آیات[2] کی تفسیر ہے — جن میں واضح طور پر یہ حُکمِ رَب تحریر ہے
تجھ کو خالص بندوں پر ہوگا نہ ہرگز اختیار — کیونکہ میں ان کے تحفّظ کا ہوں خود ہی ذِمہ دار
حضرتِ ذوالکفلؑ تھے ایوبؑ کے وہ جانشیں — ذکر جن کا کرنے کو کہتا ہے قُرآنِ مُبین
دن میں کارِ خیر کرتے طاعتِ رب رات بھر — کامیابِ صبر تھے غُصّہ تھا اُن سے دُور تَر
دوپہر قیلولہ کرتے بس یہی آرام تھا — ورنہ اُن کو رات دن یادِ خدا سے کام تھا
حضرتِ ذوالکفلؑ کا تھا اتنا اعلیٰ مَرتبا — اُن کے ذِکر خیر کی تاکید کرتا ہے خدا[3]

حضرتِ یوسفؑ کا واقعہ

حضرتِ یعقُوبؑ تھے جس دور میں تھا وہ یہی — فرقتِ یوسفؑ میں اُن کی عمر رونے میں کٹی

---

[1] عہدنامہ قدیم۔ [2] سورۂ حجر۔آیت(۳۶تا۴۲) [3] سورۂ ص۔آیت(۴۸تا۴۹)

نیک سیرت تھا وُہ بیٹا جس کا یوسفؑ نام تھا
باپ کے نقشِ قدم پہ چلنا اُس کا کام تھا

آپ کے اس بیٹے پر تھا خاص کر لُطفِ خدا
حضرتِ یعقوبؑ کو بھی علم تھا اِس بات کا

حضرتِ یعقوبؑ کو اُس سے کچھ اتنا پیار تھا
آپ اپنے پاس سے اس کو نہ کرتے تھے جدا

دیکھا جب یہ رنگ تو شیطاں ستانے آگیا
بھائیوں پر حضرتِ یوسفؑ کے ظالم چھا گیا

حضرتِ یوسف کے بھائی ہوگئے اُن سے خفا
ماردیں یوسفؑ کو اُن سب نے یہ مل کر طے کیا

ایک دن اُن بھائیوں نے یہ کہا یعقوبؑ سے
جارہے ہیں آج ہم سب گھومنے کے واسطے

ساتھ میں یوسفؑ بھی ہو ہے یہ ہماری آرزو
گھر میں رہتے رہتے اب وُہ ہوگیا ہے زردرُو

وعدہ کرتے ہیں نہ ہوگی کوئی بھی تکلیف اسے
ہر خوشی قربان کر دینگے ہم اُس کے واسطے

ہم حفاظت خود کریں گے کھاتے ہیں اسکی قَسم
اور بخیر و عافیت واپس بھی لے آئینگے ہم

حضرتِ یعقوبؑ نے اِنکار پہلے تو کیا
بھائیوں کی ضد بڑھی تو اذن یوسفؑ کو دیا

ایک ویراں دشت میں یوسفؑ کو بھائی لے گئے
اور جب وہ قتل کرنے کے ارادے سے رُکے

دل میں اک بھائی کے رَب نے رحم پیدا کر دیا
پھر یہ کہہ کے قتل یوسفؑ سے گُریز اس نے کیا

ڈال دو اِس کو کُنویں میں قتل سے بہتر ہے یہ
خود بخود مر جائے گا اس میں کہ بد اختر ہے یہ

جب کُنویں سے بچ نکلنے کا کوئی اِمکاں نہیں
توڑ دے گا اپنا دم یہ بھوک کے مارے یہیں

جب کُنویں میں پھینک کر یوسفؑ کو بھائی چل دئے
ڈول اک تاجر نے ڈالا اُس میں پانی کے لئے

حضرتِ یوسفؑ نکل آئے اُسی میں بیٹھ کے
رَب نے اِس تاجر کو بھیجا تھا مدد کے واسطے

دیکھ کر یوسفؑ کو وہ تاجر بہت ہی خوش ہوا
حضرتِ یوسفؑ کو اپنے قافلے میں لے گیا

قافلے نے مصر میں نیلام اُن کو کر دیا
اور عزیزِ[1] مصر نے قیمت ادا کی لے گیا

بَن گئے یوں حضرتِ یوسفؑ زُلیخا کے غُلام
اُن کی آمد سے وہ رہتی تھی بہت ہی شاد کام

ہوگئے جب فضلِ رَب سے حضرتِ یوسفؑ جواں
شیطنت کے دام میں آئی زُلیخا ناگہاں

[1] مصر کا وہ گورنر جس کی بیوی زلیخا تھی۔

حُسنِ یوسف دیکھ کر کچھ اتنی وارفتہ ہوئی
یہ بُھلا بیٹھی کہ ہے کیا جوہرِ پاکیزگی

چاہتی تھی کھیلنا معصوم کے ایمان سے
پاکبازی پیاری تھی یوسف کو اپنی جان سے

تھی ہَوس ناکام اور معصومیت تھی کامیاب
انتقامی جذبہ نے پیدا کیا پھر پیچ و تاب

کی شکایت اُس نے یوسف کی عزیزِ مصر سے
بے خطا یوسف تھے لیکن وہ نہ بولے چُپ رہے

یک بیک اک دُودھ پیتے بچے کی آئی صدا
دامَنِ یوسف کو دیکھو کس طرف سے ہے پھٹا

گر پھٹا ہے سامنے سے تو ہیں یوسف بیوفا
چاک ہے پیچھے سے تو ہے پھر زُلیخا کی خطا

اِتنا گمسِن تھا وُہ بچہ بات کر سکتا نہ تھا
بالیقیں یہ فیصلہ اس کا تھا اعجازِ خدا

پیچھے سے دامن پھٹا تھا بات واضح ہوگئی
جو سمجھ میں آگئی فوراً عزیزِ مصر کی

مَعذرت یوسف سے کر اُس نے زُلیخا سے کہا
ورنہ تو پائے گی رَب سے جھوٹ کی اپنے سزا

عورتیں کہتی تھیں آخر کیا زُلیخا کو ہوا
جیتے جی شوہر کے جو خادم پہ ہے اپنے فِدا

طعنہ زن جوعورتیں تھیں کر کے اُن سب کوطلب
یہ زُلیخا نے کہا تم سب بھی دیکھو اُس کو اب

جس کا حُسنِ بے بہا ہے مجھ کو وا رفتہ کئے
جس کے باعث میں تماشا بن گئی سب کے لئے

شرط یہ ہے اُس کے رُخ پر ڈالو تم جس دم نظر
میں جو لیموں دیتی ہوں رکھ دینا ان کو کاٹ کر

دیکھ کر یوسف کا چہرہ عورتیں یوں کھو گئیں
اُنگلیاں ہر ایک کی چاقو سے زخمی ہو گئیں

اُنگلیاں اُن کی دکھا کر پھر زُلیخا نے کہا
میں تو دیوانی تھی تم ذی ہوشوں کو کیا ہوگیا

عورتوں نے ہوکے شرمندہ بتایا اپنا حال
اور کہا یوسف فرشتوں کی طرح ہے بے مثال

ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ بھی تھیں بےقصور
آپ کی وارفتگی تھی حُسنِ یوسف کا فتور

میں نہ بخشوں گی کبھی اُس کو زُلیخا نے کہا
ایک دن پائے گا نافرمان ہونے کی سزا

یہ ہوا معلوم تو یوسف نے کی حق سے دُعا
اِس محل سے قید بہتر ہے کہیں میرے خدا

قید خانے میں کسی صورت مجھے اب ڈال دے
جو بلا منڈلا رہی ہے اُس کو سر سے ٹال دے

اس دعا کے بعد یوسف قید میں ڈالے گئے
بے خطا ہو کر بھی زندانِ مصائب میں رہے

خالقِ اکبر کو تھا منظور ان کا امتحاں
امتحانِ صبر میں یوسفؑ بھی نکلے کامراں

بھائیوں کی کجروی دیکھی جدائی باپ کی
قید کی آفت اٹھائی بِکنے کی ذلّت سہی

ہر مصیبت میں خدا کا شکر ادا کرتے رہے
بیوفائی سب نے کی حضرت وفا کرتے رہے

فُرقتِ یوسفؑ میں ابتر حال تھا یعقوبؑ کا
کام انہیں کوئی نہ تھا بس اشکباری کے سوا

اس قدر روئے کہ روتے روتے اندھے ہوگئے
دُور تھی لیکن شکایت واسطہ تھا شکر سے

حضرتِ یوسفؑ کے بھائی طنز کرتے باپ پر
کہتے تھے گمراہ[1] انھیں نازاں تھے اپنے آپ پر

یہ بھی کہتے یادِ یوسفؑ سے نہ باز آئینگے آپ
اب[2] اِسی عالم میں اک دن ختم ہوجائیں گے آپ

اس کہانی سے خدا نے امر یہ واضح کیا
حضرتِ یوسفؑ کے بھائی کی طرح ہر بے وفا

فطرۃً ظالم ہے ظالم ہنستا ہے مجبور پر
رُوتا ہے مظلوم تو کُڑھتا ہے اس سے بدگُہر

حد یہ ہے گمراہ کہتا ہے پیمبر کو بھی وہ
بھول جاتا ہے عذابِ روزِ محشر کو بھی وہ

حضرتِ یوسفؑ اور مصری قیدیوں کی داستان

بعدہٗ اس قید خانے میں کہ یوسفؑ جس میں تھے
مصر کے دو اور قیدی ایک دن رکھّے گئے

قیدیوں نے مختلف دو خواب دیکھے ایک شب
بڑھ گیا جس کے سبب سے دونوں کا رنج وتعب

حضرتِ یوسفؑ نے اُن کا حال دیکھاتو کہا
مُضطرب ہوکس لئے کس غم میں ہوتم مُبتلا

ایک قیدی نے کہا دیکھا تھاشب میں میں نے خواب
جس کے باعث بڑھ گیا ہے آج میرا اِضطراب

تین خوشے مجھ کو انگوروں کے آئے تھے نظر
رکھ لیا تھا پاس اپنے میں نے جن کو توڑ کر

ان کا رس اس جام میں بھر کر پلاتا تھا اُسے
شاہ نے بنوایا ہے جو صرف اپنے واسطے

حضرتِ یوسفؑ نے فرمایا رہائی پاؤ گے
تین دن کے بعد ساقی شاہ کے ہو جاؤگے

جب یہ ہو جائے تو کہنا شاہ سے قصّہ مِرا
مجھ کو بھی اس قید میں ڈالا گیا ہے بے خطا

---

[1] سورۂ یوسف ۔آیت (۸) [2] سورۂ یوسف ۔آیت (۸۵)

دوسرے نے یہ کہا تھیں میرے سَر پر روٹیاں
روٹیاں تھیں تین تھالوں میں جو تھے کافی گراں

چیل کوّے کھاتے تھے اُن روٹیوں کو نوچکر
لاکھ ان سے بچتا تھا میں بچ نہ پاتا تھا مگر

اُس سے فرمایا کہ تم بھی اب یہاں سے جاؤ گے
ہاں مگر افسوس اِس کا ہے کہ سُولی پاؤ گے

چیل کوّے نوچیں گے ایک دن تمہاری بوٹیاں
تم ہو مجرم پا نہیں سکتے کسی صورت اَماں

قیدیوں سے آپ نے جو کچھ کہا تھا ہو گیا
ایک تو ساقی بنا اور دوسرا سُولی چڑھا

جو بنا ساقی رہائی سے وہ اتنا شاد تھا
حضرتِ یوسفؑ سے وہ ناآشنا سا ہوگیا

بادشاہِ مصر نے بھی دیکھا جب اک ایسا خواب
سب رہے تعبیر جسکی لانے میں ناکامیاب

بھولنے والے کو یوسفؑ یاد ازخود آگئے
اور اُن کی داستاں اُس نے کہی پھر شاہ سے

حضرت یوسفؑ سے ملنے کی اجازت اس نے لی
تاکہ تعبیر اُن سے پوچھے خواب شاہِ مصر کی

جاکے یوسفؑ سے ملا وہ جب اجازت پاگیا
ماجرا اُن کو سُنایا اُس نے شہ کے خواب کا

شاہ نے دیکھی تھیں موٹی سات گائیں خواب میں
چَر رہی تھیں دیر سے جو وادیِ شاداب میں

پھر بھی اُس وادی کے سبزے میں نہ آتی تھی کمی
جذبِ نشو نُما تھی اُس کے کھیتوں کی نمی

بعدۂ گیہُوں کی دیکھیں سات ایسی بالیاں
مل نہیں سکتیں کہیں بھی جن سے اچھی بالیاں

سات گائیں لاغرو کمزور پھر آئیں نظر
کھا گئیں جو ساتوں موٹی گایوں کو منھ کھول کر

سات ایسی بالیاں ظاہر ہوئیں پھر ناگہاں
جن میں اِک دانے کا بھی مِلتا نہ تھا کوئی نشاں

سُن لیا جب خواب یوسفؑ نے تو ساقی سے کہا
خواب کیا ہے شاہ پر ہے سَر بسَر لُطفِ خدا

پھر یہ فرمایا کہ موٹی گائیں تھیں وہ سات سال
ہونگے پیداوار میں جو آپ ہی اپنی مثال

قحط سالی کی علامت لاغرو کمزور تھیں
بھوک سے تنگ آکے جو ہم جنس کو بھی کھا گئیں

دو طرح کی بالیوں کی بھی حقیقت تھی یہی
ایک تھی افراطِ غلّہ دوسری اُس کی کمی

شاہ سے ساقی نے آکر جب کہی تعبیرِ خواب
اُس نے فرمایا یہاں لے آؤ یوسفؑ کو شتاب

تاکہ یہ معلوم ہو جائے کہ کیا ساماں کروں
قحط کی بربادیوں کا کس طرح درماں کروں

جب گیا وہ شخص یوسفؑ کو بُلانے کے لئے
عُذر اُنہوں نے یہ کیا زنداں سے جانے کے لئے

میں ہوں دنیا کی نظر میں ایک ملزم آج بھی
کیسے جاؤں جب نہیں الزام سے اب تک بری

شاہ نے یہ فیصلہ سُن کر طلب اُن کو کیا
جن کے باعث حضرتِ یوسفؑ نے پائی تھی سزا

شاہ نے اُن لوگوں سے جب پوچھی یوسفؑ کی خطا
یک زباں ہوکر یہی ہر ایک نے اُس سے کہا

بے خطا ہے قید میں یوسفؑ نہیں اِس کا قُصور
اُسکا سا معصوم انساں مل نہیں سکتا حضور

وہ ہے سچّا میں ہوں جھوٹی یہ زُلیخا نے کہا
میری ہی فطرت ہے یہ اِس کی نہیں کوئی خطا

بے گُناہی آپ کی جس وقت ثابت ہوگئی
اور ساقی سے خبر یوسفؑ کو جب اُس کی ملی

آپ اُس کے ساتھ آئے شاہ کے دربار میں
تھی نبیؑ کی شان اُن کی چال میں گفتار میں

آپ کو دیکھا تو شاہِ مِصر بیحد خوش ہوا
بیٹھنے کے واسطے پہلو میں مسند کی عطا

دیر تک پھر گفتگو وہ آپ سے کرتا رہا
مطمئن حضرت کی باتوں سے ہوا وہ خوش اَدا

اپنی ساری مملکت کا سونپا اُن کو اختیار
ہوگیا اس طرح ان کا ماتحت ہر اہلکار

وہ عزیزِ مِصرؔ بھی اب ان کا تابع ہوگیا
حضرتِ یوسفؑ کو برسوں قید میں جس نے رکھا

انتظامِ سلطنت وہ شان سے کرتے رہے
دَورِ شادابی تھا غلّہ لیکے وہ بھرتے رہے

مِصرؔ کے کودام میں کچھ اتنا غلّہ بھر لیا
جس نے دَورِ قحط کا پورا تدارُک کر دیا

قحط سالی آئی غلّہ کم ہوا بازار میں
مُبتلا ہونے لگے سب بھوک کے آزار میں

حضرت یوسفؑ مَدَد ہر شخص کی کرتے رہے
قحط کے عالم میں سب کا پیٹ وہ بھرتے رہے

حضرتِ یعقوبؑ کو غلّے کی جب حاجت ہوئی
اپنے بیٹوں کو بُلایا اور ان کو رقم دی

اُن سے فرمایا کہ جاؤ مِصرؔ غلّے کے لئے
حکم یہ پایا تو بیٹے غلّہ لینے چل دئے

اِس طرح وہ بھائی جو دشمن تھے اُن کی جان کے
حضرتِ یوسفؑ سے غلّہ مانگنے کو آگئے

وہ کفیل انکا بنا جسکو سمجھتے تھے حقیر
ہے خدا کے لُطف کی یہ بھی درخشاں تر نظیر

آگئے اُن کے قریں یوسفؑ انہیں پہچان کر
بھائیوں میں سے کوئی اُن کو نہ پہچانا مگر

آپ نے تعداد پوچھی اُن سے کُل افراد کی
اور طلب کی گھر کے سب افراد کی تفصیل بھی

نامِ یامین آیا اُن کے بھائیوں کے لب پہ جب
حضرتِ یوسفؑ نے فرمایا جواں ہوگا وہ اب

جب دُوبارہ آؤ تو اس کو بھی لے آنا یہاں
جان لو ورنہ کہ ہے اس دَور میں غلّہ گراں

وعدہ جب یامین کے لانے کا اُن سب نے کیا
حضرتِ یامین کا غلّہ بھی اُن کو دے دیا

بعدہٗ وہ رقم بھی غلّہ میں رکھدی آپ نے
قیمتاً بھیجی تھی جو کنعاں سے اُن کے باپ نے

رقم واپس آگئی جب یہ سنا یعقوبؑ نے
اپنے بیٹوں سے کہا یہ باوفا یعقوبؑ نے

یہ امانت ہے حفاظت سے اِسے اب رکھنا تم
ورنہ غلّہ پھر نہ پاؤ گے اگر یہ کردی گُم

مِصر سے لایا ہوا غلّہ بھی جب کم رہ گیا
بیٹوں سے یعقوبؑ نے پھر مِصر جانے کو کہا

باپ کا یہ حکم سُن کر بیٹوں نے اُن سے کہا
بھیج دیں یامین کو بھی آپ ہے یہ التجا

اُس کو لانا ساتھ میں حاکم کی یہ تاکید تھی
ورنہ میرا مُنھ بھی تم میں سے نہ دیکھے گا کوئی

دیکھنے میں مِصر کا حاکم بہت خورسند ہے
ہاں مگر اپنے اُصولوں کا بہت پابند ہے

کہہ چکا ہے وہ کہ غلّہ پا نہیں سکتے ہو تم
نوجواں بھائی کو بھی گر لا نہیں سکتے ہو تم

حضرتِ یعقوبؑ یہ سنتے ہی گھبرا سے گئے
اپنے فرزندوں سے برہم ہوکے یہ کہنے لگے

کیا گنوا آؤ گے یوسفؑ کی طرح اِس کو بھی تم
کس طرح زندہ رہوں گا ہوگیا جو یہ بھی گُم

مِصر کے حاکم سے تم نے ذکر کیوں اُس کا کیا
یہ بتاؤ آخرش یہ راز کیوں اِفشا کیا

بیٹے بولے یہ عیاں تھا اُسکی ہر اک بات سے
جیسے واقف ہو ہمارے گھر کے کُل حالات سے

اِس لئے کچھ بھی چھپانا ہوتا وجہ برہمی
اور یہ ہوتا تو غلّہ مل نہ سکتا تھا کبھی

اِس لئے جو کچھ بھی اس نے پوچھا سچ سچ کہہ دیا
آپ ہی فرمائیں اس میں ہے ہماری کیا خطا

بھیج دیں یامین کو بھی اب تو بہتر ہے یہی
ورنہ شاہِ مصر سے غلّہ نہ پائیں گے کبھی

میں ہوں ذمہ دار یامین اُن میں سے اک نے کہا
اور ضمانت اِس کی ہوگا آج سے بیٹا مرا

حضرتِ یعقوبؑ نے یہ شرط اُس کی مان لی
اور سب بیٹوں کو جلدی آنے کی تاکید کی

بعدہٗ سب بھائی ملکر غلّہ لینے پھر گئے
مِصر میں جب حضرتِ یوسفؑ سے وہ جاکر ملے

دیکھ کر یامینؔ کو یوسفؑ کا دل تھا شادماں
آپ کی خواہش تھی اُس کو چھوڑ جائے کارواں

جانتے تھے آپ یوں ہرگز نہ چھوڑے گا کوئی
اس لئے حضرت نے حُکم رب سے یہ ترکیب کی

آپ سے جس بورے میں یامینؔ نے غلّہ لیا
ایک چاندی کا پیالہ چُپکے سے رکھوا دیا

مِصرؔ سے جب غلّہ لے کر چل دیا وہ کارواں
آگئے یامینؔ کی جانب سپاہی ناگہاں

ہم تلاشی لینے کو آئے ہیں ان سے یہ کہا
چونکہ شاہِ مِصرؔ کا اِک جام چوری ہو گیا

حضرتِ یامینؔ کے سب بھائیوں نے یہ کہا
چور ہم میں سے نہیں کوئی بفضلِ کبریا

بھائیوں سے یہ سُنا تو اِک سپاہی نے کہا
جُرم کا جو مُرتکب ہو دیں اسے ہم کیا سزا

ایک بھائی بولا اِس مجرم کو دینا یہ سزا
تم غُلام اُس کو بنا کر رکھنا اپنے شاہ کا

حضرتِ یامینؔ کے بورے میں جب پیالہ ملا
وہ سپاہی بولا یہ مجرم ہے پائے گا سزا

حضرتِ یامینؔ کے بھائی یہ سُن کر ڈر گئے
اور تلاشی لینے والوں سے وہ یہ کہنے لگے

ہے یقین اس بات کا ہم کونہیں اِس کا قصور
اس میں شامل ہے ہماری بدنصیبی کا فتور

وعدہ کرکے آئے تھے ہم لوگ اپنے باپ سے
ہم جداہونے نہ دیں گے اِس کواپنے آپ سے

باپ کی نظروں میں ہم سب بیٹوں سے پیارا ہے یہ
تقویت ہے اُنکے دل کی آنکھ کا تارا ہے یہ

جب وہ پوچھیں گے اِسے تو کیا بتائیں گے اُنھیں
یہ نہ جائے گا تو مُنھ کیسے دکھائیں گے اُنھیں

اس لئے ہم میں سے جس کو چاہیں اُس کو روک لیں
بے خطا ہے یہ اسے ہم سب کی خاطر چھوڑ دیں

اتنے میں اک بھائی بولا جو تھا بے حد بیوفا
چوری کرسکتا ہے یہ بھی اِس کا بھائی چور تھا

پوچھا یوسفؑ نے کھڑے تھے بھائیوں کے جوقریں
اِس کے بھائی سے اشارہ سُوئے یوسفؑ تو نہیں

وہ یہ بولا آپ کا اندازہ ہے بالکل بجا
میرا مطلب تھا یہی جو آپ نے واضح کیا

چھوڑ کر یامینؔ کو جس وقت سب بھائی گئے
جو بڑا تھا رُک گیا وہ ساتھ میں یامینؔ کے

بھائیوں سے اپنے جاتے وقت یہ اُس نے کہا
آؤں گا اُس وقت میں جب چاہے گا میرا خدا

مِصر میں ہر دم رہوں گا ساتھ میں یامین کے
جان بھی قربان کردوں گا میں اِس کے واسطے

پہونچے جب یوسف کے بھائی شہر میں کنعان کے
واقعہ یامین کا یعقوب سے کہنے گئے

حضرتِ یعقوب نے بیٹوں سے یہ شکوہ کیا
اُس کو بھی لے جا کے تم نے مثلِ یوسف کھو دیا

ڈھونڈ کرلے آؤ اب یامین اور یوسف کو تم
جن کو میرے پاس سے لے جا کے کر آئے ہو گُم

مہرباں مجھ پر ہے اب بھی خالقِ جن وبشر
جو مجھے معلوم ہے تم کو نہیں اُس کی خبر

حضرتِ یوسف کے بھائی مِصر کی جانب گئے
کیونکہ آئے تھے وہیں یامین کو وہ چھوڑ کے

حضرتِ یوسف ملے تو بھائیوں نے یہ کہا
رہتی ہے تکلیف ہمکو غلّہ کی حد سے سِوا

غلّہ زائد چاہیئے پونجی ہے اپنے پاس کم
آپ اگر چاہیں تو ہم سے دُور ہو جائے یہ غم

بہکی بہکی باتیں کرتے تھے بُھلا کر وہ اُسے
حضرتِ یعقوب نے بھیجا تھا جس کے واسطے

جب پسند آئی نہ اُن کی بات یوسف نے کہا
آپ کے حالات سے اچھی طرح ہوں آشنا

یوسف و یامین سے جو آپ لوگوں نے کیا
یاد ہے کیا آپ کو وُہ بھی سُلوکِ نارَوا

نامِ یوسف پھر سُنا تو بھائی بولے چونک کر
کیوں نہیں ہم کو بتاتے تم ہی یوسف ہو اگر

آپ نے فرمایا میں یوسف ہوں اِس میں شک نہیں
آپ کو بھائی سمجھتا ہوں مگر میں بالیقیں

دیکھ کر یوسف کو زندہ ہو گئے وہ بدحواس
بھائیوں کہ دل پہ طاری ہوگیا خوف و ہراس

اُن کو خائف دیکھ کر یوسف کا دل غمگین تھا
مطمئن کرنے کی خاطر اُن سے بولے باوفا

آپ کیوں خائف ہیں مجھ سے میں ہوں بھائی آپ کا
مل گئے ہم سب بچھڑ کر یہ تو ہے فضلِ خدا

آپ نے پھینکا کنوئیں میں تھا یہ رَب کا انتظام
قحط سالی میں یہاں کرنا تھا مجھ کو اُس کا کام

رُوکا ہے یامین کو میں نے وُہ ہے مجھ کو عزیز
قیمتی اُس سے نہیں میرے لئے کوئی بھی چیز

میرے غم میں اب نہ روئیں آپ بابا سے کہیں
وُہ مُناسب سمجھیں تو اب مِصر میں آکر رہیں

اَپنا کُرتا دیتا ہوں اُن کے سُکوں کے واسطے
ڈال دیجئے گا اِسے چہرے پہ بابا جان کے

رَوشنی اِس کے اثر سے آنکھوں میں آجائے گی
دُور ہو جائے گا غم دل پر خوشی چھا جائے گی

حضرتِ یوسفؑ کا کُرتا لیکے جب بھائی چلے — پاس جو بیٹھے تھے اُن سے یہ کہا یعقوبؑ نے
آج خوشبو پارہا ہوں اپنے یوسفؑ کی یہاں — کاش یہ معلوم ہو جائے مجھے وہ ہے کہاں
یہ سُنا تو پاس جو بیٹھے تھے وہ کہنے لگے — آپ شاید جال میں وارفتگی کے پھنس گئے
ہاں مگر جب بھائی لائے ماہِ کنعاں کی خبر — اور اُن کا کُرتا ڈالا چہرۂ یعقوبؑ پر
اُن کی اندھی آنکھوں مین جب روشنی پھر آگئی — حضرتِ یعقوبؑ کی عظمت سبھی پر چھا گئی
اُن کا ہر فرزند پھر ان کا ادب کرنے لگا — حضرتِ یعقوبؑ کی اُلفت کا دم بھرنے لگا
حضرتِ یعقوبؑ نے فرمایا میں کہتا نہ تھا — جو مجھے معلوم ہے اُس سے نہیں تم آشنا
تم تو کہتے تھے کہ اِس کو کھا گیا ہے بھیڑیا — یہ بتاؤ اب مجھے یوسفؑ کہاں سے آگیا
جُھوٹ کا دامن خدا کے واسطے اب چھوڑ دو — دہر کی ہر اک بدی سے اپنا رشتہ توڑ دو
بولے یہ فرزند بے شک ہوگئی ہم سے خطا — اب ہماری مغفرت کی آپ ہی مانگیں دُعا
حضرتِ یعقوبؑ نے بیٹوں کو نادم دیکھ کر — یہ کہا بے شک دُعا مانگوں گا اب میں جلد تر
پھر کہا بیٹوں سے چلنے کا کرو اب انتظام — یوسفؑ و یامینؑ سے ملنا بھی ہے اک نیک کام
دیدِ یوسفؑ کے لئے مُدّت سے میں بیتاب ہوں — مضطرب ہے میرا دل اک ماہی بے آب ہوں
فضلِ رَب سے میرے دل کا غنچہ اب کِھل جائے گا — دیکھ لوں گا جب اُسے سب کچھ مجھے مل جائے گا
مِصرؔ کی جانب چلو جلدی کہ اُس کی دید ہو — قدر کی ہر رات ہو ہر صُبح صُبحِ عید ہو
حضرتِ یعقوبؑ اِدھر سے مِصرؔ کی جانب گئے — اُس طرف سے خیر مَقدم کے لئے یوسفؑ بڑھے
باپ بیٹے جب ملے تو دیر تک روتے رہے — اُن کی پلکوں کے گُہر غم کی دوا ہوتے رہے
اِس مِلن کے وقت کوئی تو گُلِ شاداب تھا — کوئی سُورج[1] کوئی تارا اور کوئی مہتاب تھا
تھی نگاہِ حضرتِ یوسفؑ کرم پر باپ کے — آپ نے آنکھیں بچھادیں ہر قدم پر باپ کے

[1] حضرت یوسفؑ نے بچپن میں یہ خواب دیکھا تھا کہ سورج، چاند اور گیارہ ستارے ان کو سجدہ کر رہے ہیں۔ اس خواب کا ذکر سورۂ یوسف (۴ تا ۶) میں ہے۔ ان کے اس خواب کے بعد ہی سے حضرت یعقوبؑ ان کی حفاظت کرنے لگے تھے اور ان کو اسی وجہ سے یقین تھا کہ حضرت یوسفؑ زندہ ہیں۔

جو بھی ان کے بس کی تھی عزّت وہ سب دی آپ کو | تختِ شاہی پر بٹھایا پاس ہی ماں باپ کو
اپنے خالق کے کرم سے شانِ یوسفؑ دیکھ کر | باپ، ماں، بھائی سبھی نے رکھ دیا سجدے میں سر
بولے یوسفؑ یہ مرے اُس خواب کی تعبیر ہے | جس کی بچپن سے ابھی تک آنکھ میں تصویر ہے
وقتِ آخر بیٹوں سے[1] یعقوبؑ نے جب یہ کہا | میرے بیٹوں کس کو تم سب مانو گے اپنا خُدا
بولے یہ فرزند اُسے سمجھیں گے ہم اپنا خُدا | باپ دادا نے جسے حضرت کے سمجھا تھا خُدا

قرآن کی روشنی میں حضرتِ اسمٰعیلؑ حضرتِ یعقوبؑ کے چچا تھے اور آزر حضرتِ ابراہیمؑ کے چچا تھے

حضرتِ اِسمٰعیلؑ تھے یعقوبؑ کے پیارے چچا | ہے مگر قرآن میں اُن کے لئے لفظِ 'ابا'[2]
باپ کہہ کر رَب نے اسمٰعیلؑ کو یعقوبؑ کا | کر دیا واضح تھا ابراہیمؑ کا آزر چچا
باپ بھی کہتے ہیں عم کو لہجۂ قرآن میں | یہ سمجھ لے عقل اتنی بھی نہیں انسان میں
ہیں نبیؐ اولاد کس کس کی ہے قرآں میں لکھا | کوئی بیدیں ہے نہ اِن ناموں میں کوئی بیوفا
ولدیت میں سب نبیّوں کی ہیں اہل دیں کے نام | کوئی بت گر ہے نہ مشرک ہے نہ کوئی بد لجام
اِس اُصولِ دین حق سے کرتا ہے جو انحراف | غور گر کیجئے تو مقصد اس کا ہو جاتا ہے صاف
پاکبازوں سے ملاتا ہے گنہگاروں کو وُہ | تقویت اس طرح پہونچاتا ہے بدکاروں کو وُہ
کَسبِ مقصد کرتا ہے قرآن کی تشریح وُہ | جُھوٹ کو سچائی پر بھی دیتا ہے ترجیح وُہ
چند ناقص حکمرانوں کو بڑھانے کے لئے | اپنے جُھوٹے علم کا سِکّہ جمانے کے لئے
بُت فروشوں کو بتاتا ہے پیمبرؑ کا پدر | پاسِ حق ہے اُس کے دل میں کچھ نہ ہے محشر کا ڈر

حضرتِ ابراہیمؑ کے والد کا نام تارخ تھا

شجرۂ مولا علیؑ جُھوٹا نہیں ہے لا کلام | اس میں بھی تارخ ہے ابراہیمؑ کے والد کا نام

---

[1] و [2] سورۂ بقر۔آیت (۱۳۳)

وہ صحیفہ نام پیدائش ہے جس کا آج بھی — تھے پسر تارخ کے ابراہیمؑ کہتا ہے[1] یہی
حکمِ خالق ہے کہ میری سب کتابیں ہیں بجا[2] — جس نے بھی ترمیم اُن میں کی وہ گھاٹے میں رہا
جب نبیوں کے پدر کو کہہ چکا رَب پارسا — بالیقیں آزر نہیں تھا باپ ابراہیمؑ کا

حضرتِ موسیٰؑ اور فرعون کا قصّہ

کاروانِ آلِ آدمؑ اس طرح بڑھتا رہا — اور یونہی دَورِ موسیٰؑ تک یہ بڑھ کر آگیا
حکمراں فرعون تھا ہر سُو تھا زُورِ ساحری — قومِ اسرائیل سے فرعون کو تھی دشمنی
علم تھا اُس کو وہ ہوگا قومِ اسرائیل میں — غرق کردے گا جو اِک دن اُس کو بحرِ نیل میں
قومِ اسرائیل سے تھا اتنا خائف بیوفا — خون کروا دیتا تھا وہ اس کے ہر فرزند کا
چونکہ موسیٰؑ کو چُنا تھا رَب نے اُس کے واسطے — رکھنا تھا محفوظ انہیں ہر ظلم سے فرعون کے
حضرتِ موسیٰؑ کی ماں کو یہ ہوا حکمِ خدا — بعد پیدائش بہا دینا پسر کو باوفا
مادرِ موسیٰؑ نے حکمِ رَب کی جب تعمیل کی — زوجۂ[3] فرعون تھی محوِ نظارہ نیل کی
لُطفِ خالق سے مِلا اُس کو یہ جوشِ مادری — حضرتِ موسیٰؑ کو بیٹا مان کر وہ لے گئی
قَصر میں پھر اُس کے اُن کی پرورش ہوتی رہی — حضرتِ موسیٰؑ کو جاں کا اب نہ خطرہ تھا کوئی
لُطفِ خالق سے ہوئے جب حضرتِ موسیٰؑ جواں — قومِ اسرائیل کی مشکل ہوئی اُن پر عیاں
دیکھ کر اُس قوم کی حالت دل افسردہ ہوا — فکر یہ لاحق ہوئی کیسے کریں اِس کی دَوا
بے خطا جب خوں بہایا جاتا تھا اُس قوم کا — دل کو لاحق ہوتا تھا اک صدمۂ لا انتہا
ظُلم سے گھبرا کے نکلے قصر سے فرعون کے — جو گرفتارِ اَلم تھے جا کے اُن میں مِل گئے
جو گروہِ خاص اُٹھا اُن کی مدد کے واسطے — کہتا تھا فرعون طنزاً شیعۂ موسیٰؑ اُسے
اُس گروہِ خاص پر ڈھاتا تھا ہر مصری ستم — حضرتِ موسیٰؑ تھے بس اُس کے شریکِ رنج وغم

---

[1] عہدنامۂ قدیم۔ پیدائش۔ باب ۱۱ (۲۷) [2] سورۂ بقر۔ آیت (۱۲۰ تا ۱۲۱) [3] زوجۂ فرعون حضرت آسیہؑ تھیں جو حسب قرآن مومنہ ہیں

اِس سے ثابت ہے گروہِ حق کا شیعہ نام تھا
اور اُس پر طنز کرنا ظالموں کا کام تھا

ایسے ہی شیعہؑ سے اِک دن لڑتا تھا اِک بد لجام
کردیا موسیٰؑ نے اس ظالم کا قصّہ ہی تمام

ڈر کے پھر فرعون سے رُوپوش حضرت ہوگئے
دشمنوں کے واسطے اِک تازہ آفت ہوگئے

چونکہ تھے انسانِ کامل قتل پر نادم تھے آپ
کیوں نہ ہو انسانیت کی بزم کے ناظم تھے آپ

دُوسرے دن شام کو نکلے تو یہ آیا نظر
لڑرہا ہے پھر اُسی شیعہ سے کوئی بد گُہر

شیعہ نے فریاد کی تو بولے یہ وہ باوفا
تیری خاطر ہو چکا ہوں مُرتکب کل قتل کا

کیا تری خواہش ہے اِس نادان کی بھی جان لوں
کل کی طرح آج بھی میں تیرا کہنا مان لوں

ہاں مگر جب دیکھی مصری کی جفائے نارَوا
قتل کردیں اُس کو بھی حضرت نے پھر یہ طے کیا

اُس کی جانب بڑھنے والے تھے کہ آئی یہ صدا
بھاگ جاؤ ورنہ موسیٰؑ سر پہ آتی ہے بلا

ہیں تمہاری جستجو میں مِصر کے حُکّام سب
مار ڈالیں گے تمہیں وہ اُن پہ حاوی ہے غضب

یہ سُنا تو چل دئے دونوں کو لڑتا چھوڑ کے
جب مدیَن آیا تو حضرت تھک چکے تھے رُک گئے

بُھوک سے تھے مضمحل اور پیاس سے بیتاب تھے
دھوپ کی شدّت سَہی تھی ماہی بے آب تھے

حضرتِ موسیٰؑ اور حضرتِ شعیبؑ کا قصّہ

ناگہاں دیکھا کہ کچھ مَردُود ہیں اک چاہ پر
جَبر و استبداد پر باندھے ہوئے ہیں جو کمر

لڑکیوں نے جو بھرا تھا پانی جبراً لے لیا
اپنی بھیڑوں کو پلایا ظالموں نے خود پیا

لڑکیوں پر چھایا تھا اُن کے تشدُد کا اثر
چھیڑتے جاتے تھے اُن کو بانیِ بیداد و شَر

حضرتِ موسیٰؑ نے یہ دیکھا تو اُن سے بھڑ گئے
اور بھگایا چاہ سے اُن ظالموں کو مار کے

لڑکیوں نے باپ سے جب تذکرہ اِس کا کیا
جاکے لے آؤ اُنھیں بولے شعیبؑ باوفا

دیکھا جب موسیٰؑ کو شاداں ہوگئے حضرت شعیبؑ
رحمتِ خالق پہ نازاں ہوگئے حضرت شعیبؑ

۱؎ سورۂ قصص۔آیت (۱۴)

لُطفِ خالق سے شعیبؑ باوفا بھی تھے نبی
حضرتِ موسیٰؑ کی منزل آپ کو معلوم تھی

کر دیا موسیٰؑ سے اپنی پیاری بیٹی کا[1] نکاح
کارِ حق کے واسطے یہ بھی تھی اِک راہِ فلاح

کوہِ طُور پر حضرتِ موسیٰؑ اور اللہ کی باتیں

ایک دن موسیٰؑ نے جلوہ دیکھا کوہِ طُور پر
ہوگئی پُر نور جس کو دیکھ کر اُن کی نظر

کہتا ہے قُرآن موسیٰؑ آگ لینے کو گئے
تھی مسافت سخت تر لیکن وہ بڑھتے ہی رہے

جب قریبِ جلوہ پہونچے آپ کوہِ طُور پر
آئی یہ آواز موسیٰؑ آؤ اور نزدیک تر

بولتا ہے کون موسیٰؑ نے کیا جب یہ سوال
آئی یہ آواز میں ہوں سب کا رَبِّ ذوالجلال

بولے موسیٰؑ تو خدا ہے تو بتا دے یہ مجھے
بھول بیٹھا قومِ اسرائیل کو کس واسطے

رات دن اُس پر جفائیں ہو رہی ہیں بے شمار
کس لئے ہے بے خبر تو اس سے اے پروردگار

یہ ندا آئی کہ میں نے خود بلایا ہے تجھے
اور اُن مجبوروں کا ہادی بنایا ہے تجھے

جا کے لے آ اُن کو اس وادیِ مُلکِ مصر سے
ساتھ میں تیرے رہوں گا میں مدد کے واسطے

بولے یہ موسیٰؑ میں کیسے جانوں گا تو ساتھ ہے
بے وفا فرعون سے مضبوط میرا ہاتھ ہے

یہ صدا آئی زمیں پر ڈال دے اپنا عَصا
میں ہوں تیرے ساتھ تجھ کو یہ پتہ چل جائے گا

جب عصَا نیچے گرا تو بن گیا وہ اژدہا
یہ نشانی ہے مِری موسیٰؑ سے یہ رب نے کہا

اب پکڑ کر اژدہے کو ہاتھ سے اوپر اُٹھا
ایسا کرنے پر یہ بنجائے گا پھر تیرا عَصَا

اِس نِشانی کو دکھا کر کہنا یہ فرعون سے
چھوڑ دے اب قوم کو میری خدا کے واسطے

وہ نہ مانے گا تو اک دن آپ ہی پچتائے گا
نیل کی موجوں میں پھنس کر خود بخود مر جائے گا

قومِ اسرائیل کو آزاد کرنا ہے مجھے
پھر نئے انداز سے آباد کرنا ہے مجھے

بولے یہ موسیٰؑ کہ لُکنت کرتی ہے میری زباں
اس لئے ہارونؑ کو میرا بنا دے ترجماں

[1] حضرت صفیہؑ

حُکمِ خالق یہ ہوا پیغمبری اُس کو بھی دی ساتھ ہی تیری زباں سے میں نے لکنت دُور کی
بولے یہ موسیٰؑ کہ شاہِ مصر ہے مجھ سے خفا خون اک قبطی کا جو ظالم تھا میں نے کر دیا
وہ مجھے سُولی نہ دیدے ڈرتا ہوں اِس واسطے آئی یہ آواز موسیٰؑ ڈر نہ تو فرعون سے
ہاتھ کو رکھ کے گریباں میں ذرا باہر نِکال وہ بھی ہے میری نشانی جو نظر آئے کمال
سُن کے حُکمِ حق عمل موسیٰؑ نے جب اُس پر کیا روشنی وہ پھوٹی جیسے مہر ہو جلوہ نُما
دیکھ کر یہ معجزہ موسیٰؑ نے سر خم کر دیا نقشِ ایمانی میں رنگِ سر فروشی بھر دیا

حضرتِ موسیٰؑ کا فرعون کے جادوگروں سے مقابلہ

وادیِ ایمن سے پھر وہ مِصر کی جانب گئے اور کیا آگاہ سب کو رَب کے ہر پیغام سے
جب پیام حق سُنا فرعون نے ہنس کر کہا ہے کہاں موسیٰؑ دکھا لا کر مجھے اپنا خدا
بولے یہ موسیٰؑ وہ نظروں کی حدوں سے دور ہے پاس ہے شہرگ سے لیکن آنکھ سے مُستور ہے
ہاں نشانی عظمتِ خالق کی ہے میرا عَصَا آنِ واحد میں جو بن جاتا ہے لمبا اژدہا
رکھ دیا موسیٰؑ نے یہ کہہ کر زمیں پر جب عَصَا حُکمِ خالق سے وہ فوراً بن گیا اک اژدہا
دیکھ کر فرعون یہ بولا کہ ہے یہ ساحری میرے جادوگر دکھا سکتے ہیں تجھ کو بھی یہی
الغرض تھے جتنے جادوگر اُنھیں لایا گیا اور اک اک اژدہا اُن سب سے بنوایا گیا
اژدہا موسیٰؑ کا لیکن بڑھ کے سب کو کھا گیا ساحروں نے دیکھا یہ تو ہوش ان کو آگیا
گر پڑے سجدے میں سب اور پھر انہوں نے یہ کہا مانتے ہیں آج سے موسیٰؑ کے رَب کو ہم خدا
ساحروں کی بات سے فرعون برہم ہوگیا شُعلہ رُو پہلے ہی تھا نارِ مجسّم ہوگیا
بولا موسیٰؑ سے کہ تو اِن لوگوں کا اُستاد ہے تیرا جادو ہے جو اِن جادوگروں کو یاد ہے
جو کہا تھا تُو نے پہلے اُس کو دوہراتے ہیں یہ ہے مجھے معلوم تیرے فَن سے بہکاتے ہیں یہ
حُکم پھر اُس نے دیا جادوگروں کے قتل کا حضرتِ موسیٰؑ سے اِس کے بعد بولا بے حیا

قومِ اسرائیل تو مُدّت سے ہے میری غُلام
اس لئے بھیجا ہے اُس کے واسطے تیرا کلام

پھر کہا ہامان سے اونچی عمارت اک بنا
تا کہ اس پر چڑھ کے دیکھوں ہے کہاں اِس کا خدا

جب عمارت بن گئی تو بے وفا چھت پر گیا
اُس عمارت کو بھی ثانی سمجھا تھا وہ طُور کا

تیر پھینکا آسماں کی سَمت اور دیکھا کیا
بعدہٗ بولا یہ ظالم مَر گیا اِس کا خُدا

اِتنے میں وہ تیر جو پھینکا تھا واپس آگیا
سب نے یہ دیکھا کہ پیکاں اُس کا خون آلود تھا

بولا یہ فرعون اُس کا خوں ہے ناوک میں لگا
مَر گیا وہ جس کو موسیٰؑ کہتا تھا اپنا خدا

بات یہ سَفّاکیِ فرعون کا تھی اِمتحاں
قادرِ مطلق کہاں ورنہ کہاں اک ناتواں

بیوفا کا ظلم جب بڑھنے لگا حد سے سِوا
حضرتِ موسیٰؑ نے یہ فرعونِ بد بیں سے کہا

مِصر پر عتابِ حق

ڈر یہ ہے ظالم عتابِ حق نہ آجائے کہیں
مِصر پر طوفاں کی بربادی نہ چھا جائے کہیں

حُکمِ رَب سے مِصر پر طوفان ہر سو چھا گیا
اور جو بدکار تھے اُن کے گھروں کو ڈھا گیا

قہر یہ نازل کیا تھا حق نے اُن کے واسطے
اب ستمگر بھی کُھلے میدانوں میں رہنے لگے

بعدہٗ حُکمِ خدا سے یہ تباہی آگئی
ٹِڈّیوں کی فوج اُن کی ساری کھیتی کھا گئی

ٹِڈّیوں کے غول ہر سُو مِصر پر جب چھا گئے
ساکنانِ مِصر اُن کو دیکھ کر گھبرا گئے

بولے وہ فرعون سے اب جاں بچانا ہے محال
قومِ اسرائیل ہے اپنے لئے اب اک وبال

ہے یہی بہتر چلی جائے یہاں سے دُور یہ
توڑ ڈالے گی نہیں تو تیرا ہر دستور یہ

ان کی باتیں سُن کے موسیٰؑ کو کیا اُس نے طلب
اور بولا ٹِڈّیوں سے ہیں پریشاں سب کے سب

چھوڑ دوں گا قوم کو تیری انھیں پہلے ہٹا
حضرتِ موسیٰؑ نے کی اللہ سے اُس کی دُعا

ٹِڈّیاں جب ہٹ گئیں تو قول سے وہ پھر گیا
پستیِ کردار کی خندق میں ظالم گر گیا

قول سے جب پھر گیا ظالم تو موسیٰؑ نے کہا
میرے دل کے حال سے آگاہ ہے میرا خدا

ننّھے ننّھے کیڑے اب تجھکو ستانے آئیں گے
تیرے ہر پیرو کا سارا خُون وہ پی جائیں گے

مِصر کے دامن پہ جب یہ کیڑے آکر چھا گئے
اپنے پچھلے وعدے پھر فرعون کو یاد آگئے

بولا وُہ موسیٰؑ سے تیری قوم اب آزاد ہے
دُور کر اِس کو کہ قاتل کیڑوں کی اُفتاد ہے

حضرتِ موسیٰؑ نے پھر اللہ سے کی یہ دُعا
دور کردے اے مرے رب مِصر سے یہ بھی وبا

مِصر سے جب ننّھے کیڑوں کی وبا بھی ہٹ گئی
سمجھا یہ فرعون ہر آفت کی بدلی چھٹ گئی

یہ کہا موسیٰؑ سے اُس نے اب کسی کا ڈر نہیں
جو کسی کے آگے جُھک جائے وہ میرا سَر نہیں

قوم کو تیری نہ چھوڑا ہے نہ چھوڑوں گا کبھی
اُس کی زنجیروں کو توڑا ہے نہ توڑوں گا کبھی

حضرتِ موسیٰؑ نے فرمایا خُدا کے حُکم سے
مینڈک آجائیں گے تیری سرزنش[1] کے واسطے

حکم ہے اللہ کا ہو کر رہے گا یہ ضرور
خاک میں مل جائے گا اک روز تیرا ہر غرور

پھر عذاب آیا تو لا تعداد مینڈک آگئے
ظالموں کے کانوں کے اندر بھی جو گھسنے لگے

ظالموں کا کھانا بھی برباد انھوں نے کردیا
اِس عذابِ حق نے جب فرعون کو عاجز کیا

بولا وہ موسیٰؑ سے ہٹ جائے اگر یہ بھی وبا
قومِ اسرائیل کو کردوں گا میں فوراً رہا

حضرتِ موسیٰؑ نے پھر اللہ سے کی یہ دُعا
ختم کردے میرے مالک مینڈکوں کی بھی وبا

ہٹ گئے مینڈک تو پھر فرعون یہ کہنے لگا
میں نہیں کرتا کبھی اپنے غُلاموں کو رہا

بولے یہ موسیٰؑ کہ اب پانی لہو ہو جائے گا
میرا خالق قطرے قطرے کو تجھے ترسائے گا

اُٹھ گیا فرعون یہ کہہ کر کہ دیکھا جائے گا
یہ اگر سچ ہے تو پھر تو بھی نہ پانی پائے گا

بولے یہ موسیٰؑ کہ میرا تو نگہباں ہے خدا
مجھ کو پانی دے گا وہ یہ وعدہ ہے اُس نے کیا

میں تو جاتا ہوں مگر اب خیریت تیری نہیں
غرق ہو جائے گا اک دن نیل میں تو بالیقیں

حضرتِ موسیٰؑ کا کہنا کام اپنا کر گیا
خون کے سیلاب سے ہر چاہ و دریا بھرگیا

دیکھا جب یہ حال تو فرعون نے ڈر کر کہا
دُور ہو جائے ہماری مملکت سے یہ وَبا

کہہ دو یہ موسیٰؑ سے اپنی قوم کو لے جائے وہ
اِس طرف لیکن نہ پھر ہرگز پلٹ کر آئے وہ

[1] سورۂ اعراف آیت ۔(۱۳۳)

یہ عذابِ حق بھی موسیٰؑ کی دُعا سے جب ہٹا حَسبِ سابق ہٹ گیا پھر قول سے وہ بیوفا
دیکھ کر یہ سرکشی فرعون کی حق نے کہا اپنی نادانی پہ پچتائے گا اک دن بے حیا

حضرتِ موسیٰؑ کا مِصر چھوڑ کر جانا

بارگاہِ حق میں تم اک گائے اب قرباں کرو قومِ اسرائیل کو لے جانے کا ساماں کرو
اب فرشتہ موت کا فرعون کے گھر جائے گا ذرّیت کا اُس کی ہر اک فرد اب مر جائے گا
آج کی شب مصر کے ذی رُوح سب سو جائیں گے اور غافل قومِ اسرائیل سے ہو جائیں گے
مِصر سے لیکر چلے جانا اُسے تم رات میں کوئی بھی خطرہ نہ پیش آئے گا اب اس بات میں
حُکمِ خالق کی کلیم اللہ نے کی پیروی قوم کو اپنی لیا اور شب میں بستی چھوڑ دی
صُبح ہو جانے پہ جب فرعون جاگا خواب سے یہ سُنا اُس نے کہ سب ہی فرد اُس کے مَر گئے
دیکھ کر یہ رنگ وہ آپے سے باہر ہو گیا یہ کہا اس نے کہ اَب موسیٰؑ بھی پائے گا سزا
جب نہ پایا قومِ اسرائیل کا اُس نے نشاں سوچتا تھا آخرش ڈھونڈے اُسے جا کر کہاں

فرعون کا بلعَم بنِ یاعوَر سے مدد لینا

تھا اِسی غم میں کہ اُس کو یاد اک شخص آگیا اور پھر بلعَم بنِ یاعوَر سے اس نے کہا
جانتا ہوں میں کہ ہے تیری دُعا میں یہ اثر خشک ہو جائے سمندر تو دُعا کر دے اگر
جُستجو موسیٰؑ کی ہے لے چل مجھے وہ ہے جہاں یہ دُعا کر قومِ اسرائیل آجائے یہاں
ساتھ میں فرعون کے جسدم چلا وہ بیوفا بلعَمِ بَد بیں کا خَر اپنی جگہ پر اُڑ گیا
مارتا تھا خَر کو وہ آگے بڑھانے کے لئے خَر نہ تھا تیّار لیکن ساتھ جانے کے لئے
پٹتے پٹتے جس گھڑی خَر ادھ مَرا سا ہو گیا دے زباں یارب مجھے مظلوم نے کی التجا
لُطفِ رَب سے پائی جب خَر نے زباں تو یہ کہا دُشمنی پیغمبرِ حق سے نہیں ہرگز رَوا

اٹھ نہیں سکتے خلافِ حُکمِ رَب میرے قدم — اس عمل میں چاہے میرا سر بھی ہو جائے قلم
تو مجھے کرتا ہے آخر کیوں شریکِ بد دعا — حضرتِ موسیٰؑ کا اے نادان حافظ ہے خدا
خَر کی باتیں سُن کے بھی بلعَم نہ مانا جس گھڑی — دولتِ آیاتِ حق اُس بے وفا سے چھن گئی
سایۂ شیطان اُس کے بعد ناداں پر پڑا — اِس قدر مارا ستمگر نے کہ وہ خَر مَر گیا
خَر کے مرتے ہی عذابِ حق نے اُس کو آلیا — جس زمیں پر وُہ کھڑا تھا اُس نے اُس کو کھالیا
کہتی ہیں تفسیریں وہ بلعَم بنِ یاعور تھا — حسبِ[1] قُرآں آیتیں جس کو خدا نے کیں عطا
اِسمِ اعظم لُطف سے اللہ کے جِس کو ملا — اور پھر اِن خوبیوں سے دُور تر جو ہو گیا
بعدۂ شیطان نے اُس شخص کا پیچھا کیا — آخرش دوذخ کا لقمہ بن گیا وہ بیوفا
بلعَم یاعور کے قصّے نے واضح کر دیا — ذہن بد اِنساں سے بہتر ہے کہیں حیوان کا
بعدِ بلعَم جس گھڑی فرعون سر پر آگیا — موت کا ڈر قومِ اسرائیل پر پھر چھا گیا
بولے سب موسیٰؑ سے تو نے اچھی یہ تدبیر کی — ہم کو مَروا ڈالا کڑیاں توڑ کر زنجیر کی
کیا خبر تھی ہمکو تو بھی دوست ہے فرعون کا — اِس طرح کٹوائے گا میدانِ میں سب کا گلا
بولے موسیٰؑ کیوں ہو خائف رَب ہمارے ساتھ ہے — حوصلہ رکھّو کہ یہ میداں بھی اپنے ہاتھ ہے

حضرتِ موسیٰؑ کا دریائے نیل پار کرنا اور فرعون کا غرق ہونا

کہہ کے یہ موسیٰؑ نے دریا پر رکھا جس دم عَصا — پھٹ گیا پانی نمایاں ہو گیا اک راستا
لشکرِ فرعون کا ہر ایک گھوڑا رُک گیا — اور مُناسب وقت تک اپنی جگہ ٹھہرا رہا
قومِ اسرائیل اُس رَستے سے پھر بڑھنے لگی — اور وہ فرعون کے ہر ظلم سے محفوظ تھی
جب ستمگاروں کی زَد سے دُور موسیٰؑ ہوگئے — اَڑ گئے تھے مِصر کے جو گھوڑے وہ چلنے لگے
آگئی جب نیل کے دامن میں کل فوجِ ستم — اسکی موجوں میں ہوا پیدا غضب کا زیر و بم
نیل میں جو راستہ پیدا ہوا تھا مِٹ گیا — پھنس گیا وہ نیل میں دریا کے اندر جو بھی تھا

[1] سورۂ اعراف آیت ۔(۱۷۵تا۱۷۶) عہدنامۂ قدیم میں بھی بلعَم کا ذکر ہے۔

غرق سب فوجی ہوئے فرعون خود بھی بہہ گیا
اور لعنت کے لئے بس نام اُس کا رہ گیا

موت سر پر دیکھی تو اُس کو بھی یاد آیا خدا
ہاں مگر اُس کا صلہ پایا نہ کچھ اِس کے سوا

لاش عبرت کے لئے از خود کنارے آگئی
اک حنوطی شکل اس مقصد سے وہ بھی پاگئی

لے لیا تھا مصر کے موسیٰ نے ہر حق کا نشاں
تا کہ ہو جائے نہ کچھ ظالم کے ہاتھوں رائیگاں

مصر میں تابوتِ یوسف تھا اُسے بھی لے لیا
ہر نشانی حق کی لے کر اجر اُس کا دے دیا

اس طرح موسیٰ رواں تھے سوئے ایمن رُوز و شب
قومِ اسرائیل اُن کو چھیڑتی تھی بے سبب

گاہ کہتی تھی کہ اب پیدل چلا جاتا نہیں
گاہ کہتی تھی کہ ہم کو یہ سفر بھاتا نہیں

گاہ کہتی تھی خدا سے یہ کہو اور یوں کہو
گاہ دھمکاتی کہ ہم جاتے ہیں تم تنہا رہو

حضرتِ موسیٰ اسے ہر رُورز سمجھاتے رہے
گتھیوں پر گتھیاں ہر رُوز سُلجھاتے رہے

وادیِ ایمن میں پہونچے جب گئے وہ طُور پر
چھا گیا شیطان آکر ہر دل بے نور پر

قومِ اسرائیل کا سیم و زر کا بچھڑا بنانا اور اُس کی پُوجا کرنا

بیوفا چلنے لگے پھر کافروں کی راہ پر
خالقِ اکبر کے الطاف و کرم کو بھول کر

سیم و زر کے زیوروں سے گائے کا بچھڑا گڑھا
بدعمل کہنے لگے اس بچھڑے کو حاجت روا

چونکہ بولا کرتا تھا شیطان اُس کے پیٹ سے
تھے جو ناداں دیکھ کر یہ رادِ دیں سے ہٹ گئے

کرتے تھے نادان اُس بچھڑے کی دل سے بندگی
کہتے تھے یہ مورتی ہے باعثِ عیش و خوشی

لے کے احکامِ خُدا جب طُور سے پلٹے کلیم
دیکھا یہ عالم کہ کافر بن چکا ہے ہر لعیم

آپ نے غصّہ میں دامن پکڑا جب ہارونؑ کا
وہ یہ بولے اے میرے بھائی نہیں میری خطا

جان و دل سے اب بھی ہوں میں جاؤہ حق پر نثار
کیا کروں سُنتا نہیں میری کوئی بھی نابکار

چھوڑ دو مجھ کو نہیں تو یہ ہنسیں گے اور بھی
اور بدل ڈالیں گے ظالم اہلِ دیں کے طور بھی

سُن کے یہ ہارونؑ سے موسیٰؑ نے ان سب سے کہا
کافرو تم کو مِٹا ڈالے نہ اب قہرِ خُدا

آپ کو اُس وقت مانیں گے یہ بولے بد لجام
اپنے کانوں سے سُنیں گے جس گھڑی رَب کا کلام

حضرتِ موسیٰؑ نے سَتّر مَرد اُن میں سے چُنے
اور قریبِ طُور اپنے ساتھ اُن کو لے گئے

اُن کو نیچے چھوڑ کر خود طُور پر حضرت گئے
وہ سبھی سُنتے رہے جو باتیں کیں اللہ نے

موسیٰؑ جب پلٹے تو نادانوں نے ان سے یہ کہا
ہم نے جب دیکھا نہیں تو کیسے مانیں ہے خدا

آگیا جب قادرِ مُطلق کو یہ سُن کر جلال
بَرق چمکی مر گئے جو کر رہے تھے قیل و قال

کوہِ طُور اُٹھ کر بڑھا اور اُنکے سر پر آگیا
اُس سے دُور اُستادہ تھے میدان میں جو بیوفا

دیکھ کر یہ حضرتِ موسیٰؑ پریشاں ہو گئے
گِڑ گڑا کر یہ دُعا کرنے لگے اللہ سے

دشمنانِ دیں کہیں گے تو نے موسیٰؑ کیا کیا
مِصر سے لے جا کے اپنی قوم کو مَروا دیا

کُفر کی تبلیغ ہو گی اس طرح دیں کے خلاف
میری رُسوائی نہ ہو یارب اِنھیں کردے معاف

رَب نے موسیٰؑ کی دُعا پر سب کو زندہ کردیا
فِطرۃً تھے بدعمل بدلے نہ پھر بھی بے وفا

اِن کو لے جاؤ یہاں سے یہ ہُوا حکمِ خدا
شاید اُس کو امتحاں اِن لوگوں کا منظور تھا

آپ جب قادِسؔ میں پہونچے تو ملا حکمِ خدا
سامنے جو ملک ہے وہ ہم نے تم کو دے دیا

قوم سے اپنی کہو حملہ کرے اِس مُلک پر
قتل کردے اُن کو اس میں رہتے ہیں جو اہلِ شر

قوم والوں نے سنا موسیٰؑ سے جب حکمِ خدا
بدعمل کہنے لگے اِس ملک کا ہے حال کیا

مُخبروں کو بھیجئے دیکھ آئیں راہیں مُلک کی
ورنہ آفت میں نہ پھنس جائے ہماری زندگی

حضرتِ موسیٰؑ نے بارہؔ آدمی بھیجے اُدھر
تا کہ خُفیہ طُور پر لے آئیں وہ جا کر خبر

مُلک ہے شاداب تر جب مخبروں نے دی خبر
اور دکھائے اُسکے پھل بھی سب کو جو تھے خوب تر

قوم والوں نے کہا ہم کو ملی ہے یہ خبر
جو بھی ہے اِس مُلک میں قوّت میں ہے وہ شیر نر

جب یہ صورت ہے تو اُن کے ہاتھوں زک ہم پائینگے
مِصر سے بچ آئے اب کی بار مارے جائینگے

۱؎ حسب عہد نامۂ قدیم جب موسیٰؑ قادِسؔ پہونچے تو خدا کا حکم ہوا کہ پہاڑ کی پشت پر جو ملک ہے اس پر حملہ کر کے اسے اپنے قبضہ میں لے لو۔ ۲؎ حضرت موسیٰؑ کے ساتھ بارہ قبیلوں کے آدمی تھے آپ نے ہر قبیلے سے ایک ایک آدمی بھیج دیا تھا۔

ہم کو مروانے کا ساماں کس لئے ہو تم کئے
کیوں لئے جاتے ہو آخر ہم کو لڑنے کے لئے

حضرتِ موسیٰؑ نے سمجھایا خدا جب ساتھ ہے
ساری دُنیا سے کہیں مضبوط اپنا ہاتھ ہے

جس طرح فرعون سے اُس نے بچایا ہے تمہیں
اور اپنے ساتھ اِس منزل پہ لایا ہے تمہیں

اِس جہادِ راہِ حق میں بھی کرے گا کامراں
مُلک جب مِل جائے گا ہو جاؤ گے تم شادماں

یہ سُنا تو بولے وہ ناداں کلیم اللہ سے
تم خدا کو ساتھ لے کر جاؤ لڑنے کے لئے

قومِ اسرائیل نے جب تنگ موسیٰؑ کو کیا
اُس گھڑی نازل ہوا حضرتِ پہ یہ حکمِ خدا

میں نے چاہا تھا کہ اچھّی مملکت دے دوں اُنھیں
کچھ نہ پائیں گے یہ اب جائیں بیاباں میں پھریں

سُن کے یہ حکمِ خدا جب قوم لڑنے کو چلی
یہ ہدایت غیب سے موسیٰؑ نے پائی اُس گھڑی

رُوک دو اب اُن کو ورنہ قتل یہ ہو جائیں گے
بیوفا ہرگز نہ مجھ کو ساتھ اپنے پائیں گے

کر چکے یہ رَد جسے وہ بھی تو میرا حکم تھا
اب سزا اپنے عمل کی پائیں گے یہ بیوفا

روکا گیا جب اُن کو تو نادان لڑنے کو گئے
قتل سب کے سب ہوئے جا کر عدو کی تیغ سے

ہو چکا تھا حضرتِ موسیٰؑ کو حکمِ ذوالجلال
جنگلوں میں اب گھماؤ ان کو تم چالیس سال

رہ گئے تھے جتنے موسیٰؑ ان کو لے کر چل دئے
حکمِ رَبّ العالمیں کے سامنے سر خم کئے

اِس طرح پھرتے رہے صحرا بہ صحرا کُو بہ کُو
ذرّے ذرّے کو دکھا دی رہنمائے حق کی خُو

اَبر جب چلتا تو چل دیتا تھا ان کا کارواں
اَبر رُکتا تھا جہاں رک جاتے تھے موسیٰؑ وہاں

رہنمائی اَبر کرتا دن میں شب میں رَوشنی
ہر قدم پر خالقِ اکبر کی رحمت ساتھ تھی

دشت میں ہوتی تھی اکثر مَن وسلویٰ پر بَسر
گاہ تھا صرصر کا خطرہ گاہ تھا طوفاں کا ڈر

ہاں مگر موسیٰؑ رہے ہر حال میں ثابت قدم
راہِ حق میں آج تک ہے اِس لئے اُن کا بھرم

قومِ موسیٰؑ کا ایک آدمی کو قتل کرنا
اور حضرت موسیٰؑ سے طالبِ انصاف ہونا

آج تک شہرت ہے ہر سُو آپ کے انصاف کی
آپ نے یہ راہ بھی حکمِ خدا سے صاف کی

قتل کر ڈالا تھا ان کی قوم نے اک آدمی
اک شہادت بھی مگر ملتی نہ تھی اُس قتل کی

لُطف تو یہ تھا کہ قاتل طالبِ اِنصاف تھے
عُقدۂ پیچیدہ تھا موسیٰؑ طُور کی جانب گئے

کی دُعا اللہ سے اِس قتل کا جو راز ہے
کھول دے مجھ پر اسے تجھ پر ہی مجھ کو ناز ہے

حُکم موسیٰؑ کو مِلا مُشکل کو یوں آساں کرو
گائے لا کر نام پر اللہ کے قرباں کرو

بعدِ قربانی نکالو پارچہ اک ران کا
مَس کرو اُس پارچے سے جسم پھر بے جان کا

زندہ ہوکر نامِ قاتل خود بتا دے گا وہی
ورنہ تم کچھ بھی کہو قاتل نہ مانیں گے کبھی

کہہ دیا پیغامِ حق ہر مُدّعی سے آپ نے
قتل کرنے والے یہ پیغام سن کر ڈر گئے

بولے وہ موسیٰؑ سے کیسی گائے ہم قرباں کریں
پوچھ آئیں یہ بھی رَب سے اتنا اور احساں کریں

حضرتِ موسیٰؑ کو پھر حکمِ خُدا لینا پڑا
گائے ہو بے عیب آئی غیب سے بس یہ صدا[1]

حضرتِ موسیٰؑ نے جب یہ حکمِ رب اُن کو دیا
گائے کی رنگت ہو کیسی پوچھ بیٹھے بیوفا

خالقِ اکبر سے موسیٰؑ نے کیا جب یہ سوال
رب نے فرمایا کہ گائے زرد ہو بھوری تہ[2] لال

زرد گائے اُس کے مالک کو تھی بیحد ہی عزیز
ماسوا اس کے میسّر تھی نہ اُس کو کوئی چیز

قاتلوں میں سے کوئی وہ گائے لینے جب گیا
دولتِ ہستی ہے یہ کہنے لگا وہ باوفا

بیچ دی یہ گائے تو زندہ رہوں گا کس طرح
انتظام اپنی غذا کا کر سکوں گا کس طرح

بولا وہ ظالم جو مانگو گے تمہیں مل جائے گا
ہم اِسے قرباں کریں آیا ہے یہ حکمِ خدا

نوجواں نے دام جب مانگے تو حیراں ہو گئے
بنتے تھے چالاک جو ناداں پشیماں ہو گئے

---

[1] تفسیر قرآن پارہ اول (ص ۱۷۹) از سید العلماء مولانا علی نقی نقوی، مطبوعہ امامیہ مشن لکھنؤ، سورۂ بقر آیت (۷۱) [2] البقر آیت (۶۹)

تھی وہ گائے اک جواں کی جس کو تھا خوفِ خدا
کرتا تھا ماں باپ کی خدمت نہایت نیک تھا

اُس کی رُوزی کا ذریعہ بس یہی اک گائے تھی
اسلئے غربت سے تھی دوچار اُس کی زندگی

کام لیتا تھا مگر پھر بھی وہ صبر و شکر سے
وقف اُس کی زندگی تھی کارِ حق کے واسطے

تھا پسند اللہ کو اس نیک خُو کا یہ عمل
اُس نے دینا چاہا اُس بندے کو بھی نعم البدل

غیب سے اُس نے کیا اُس کے لئے یہ انتظام
دُور عُسرت ہوگئی جب پا گیا مُنھ مانگے دام

بعدِ قربانی کیا مَس پارچہ جب نعش سے
مُردہ زندہ ہوگیا سب محوِ حیرت ہوگئے

ہو گیا مقتول جس دم زندہ اِس اعجاز سے
سب ہی واقف ہو گئے اُس قتل کے ہر راز سے

مجرموں کی پست فطرت کا یہ قصّہ ہے ثبوت
قادرِ مطلق کی عظمت کا یہ قصّہ ہے ثبوت

قومِ اسرائیل کے ظالموں کو خالقِ اکبر کا بندر بنانا

قومِ اسرائیل پر ممنوع تھا جس دن شکار
مچھلیاں ساحل پہ آجاتی تھیں اس دن بے شمار

دیکھ کر للچایا کرتے تھے اُنھیں کچھ بد عمل
کہتے تھے اے کاش یہ ساحل پہ پھر آجائیں کل

دوسرے دن خوف سے آتی نہ تھیں وہ مچھلیاں
کس طرح پکڑیں اُنھیں یہ سوچتے تھے بدگماں

آخرش اک رُوز ان سب نے کیا یہ فیصلہ
روک دیں اُن کے پَلٹ کر جانے کا ہم راستہ

اس طرح وہ دوسرے دن بھی یہیں رہ جائیں گی
اور بے محنت کئے ہاتھوں میں اپنے آئیں گی

اپنی اس سازش پر اُن سب نے عمل جس دن کیا
ظالموں کو خالقِ اکبر نے بَندَر کر دیا

کر دیا محروم اُن کو مچھلیوں اور کوشت سے
اب ہمیشہ ترسیں گے وہ اس غذا کے واسطے

حضرت موسیٰؑ اور قارونؔ کا قصّہ

آپ پہونچے بیکس و مظلوم کی فریاد کو
آپ نے غارت کیا عوجِ ستم ایجاد کو

آپ ہی کے دَور میں قارونؔ بنتا تھا غنی
جس کی دولت حکمِ خالق سے زمیں میں دھنس گئی

جب دَھنسی دولت تو وہ نیچے تھا دولت سر پہ تھی
حشر تک ایزا اُٹھائے گا وہ اس کے بوجھ کی

بعد اُس کے نارِ دوذخ میں جلایا جائے گا
کہتا تھا خود کو غنی اِس کی سزا وہ پائے گا

کہتا ہے قرآں غنی کوئی نہیں رَب کے سوا
اُس ستمگر کا عمل احکام رَب سے تھا جُدا

حضرتِ موسیٰؑ اور حضرتِ خضرؑ کا قصّہ

حضرتِ موسیٰؑ نے رَب سے یہ کیا اک دن سوال
بخشا ہے وہ بھی کسی کو جو نہیں مجھ میں کمال

آئی یہ آواز موسیٰؑ ہے بجا تیرا سوال
علم یہ جس کو دیا ہے وہ ہے خضرؑ باکمال

بولے یہ موسیٰؑ ملا دے اُن سے اے پروردگار
کس جگہ پاؤں گا اُن کو ہیں کہاں وہ باوقار

رَب نے فرمایا تلاش اُس کی اگر ہے خوش سیر
ماہی بریاں کا توشہ ساتھ لے اور کر سفر

جس جگہ ماہی نکل کر چل دے توشہ دان سے
مل سکے گا تو وہیں اُس باکمال انسان سے

حضرتِ موسیٰؑ ہدایت کے مطابق چل دئے
اَور ہر منزل پہ توشہ دان کو دیکھا کئے

ایک منزل پر تھکن سے چور تھے وہ سو گئے
توشہ دان و ہمسفر سے بے خبر وہ ہوگئے

حضرتِ موسیٰؑ کے ساتھی[1] نے یہ دیکھا ناگہاں
ماہی بریاں نکل کر سوئے دریا ہے رواں

جس طرف جاتی ہے وہ بن جاتی ہے اُجلی لکیر
تھا وہ حیراں دیکھ کر بیجاں کے جینے کی نظیر

دیکھ کر یہ ماجرا کو دل میں وہ حیران تھا
ہاں مگر پاسِ ادب سے چُپ رہا وہ باوفا

حضرتِ موسیٰؑ اٹھے اور اُٹھ کے فوراً چل دئے
حسرتِ دیدار خواجہ خضرؑ پہلو میں لئے

بُھوک نے جب چلنے سے معذور اُن کو کردیا
روک کر ساتھی کو توشہ دان اس سے لے لیا

کھولا توشہ دان تو مچھلی اُنھیں غائب ملی
ساتھی سے پوچھا وہ مچھلی کیا ہوئی جو اس میں تھی

یہ جواب اس نے دیا حضرت تھے جس دم محوِ خواب
توشہ داں سے نکلی اور چلدی نکل کر سوئے آب

بولے موسیٰؑ ختم ہونا تھا وہیں میرا سفر
جس جگہ مچھلی گئی تھی ساتھ میرا چھوڑ کر

کہہ کے یہ فوراً ہی پلٹے اور آئے اُس جگہ
جس جگہ مچھلی نکل کر ہوگئی تھی لاپتہ

تھی ابھی تک بحر کے دامن پہ اک اُجلی لکیر
چشمِ بینا کے لئے جو آپ تھی اپنی نظیر

---

[1] یوشع بن نون

چھوڑ کر ساتھی کو موسیٰؑ اُس کی جانب چل دئے
پھول کی مانند آبِ بحر پر تیرا کئے

بحر کے دامن پہ اک کشتی اُنہیں آئی نظر
دی صدا موسیٰؑ نے میں آتا ہوں خضرِؑ نامور

حضرتِ موسیٰؑ کو جب دیکھا تو اُن سے یہ کہا
ڈرتا ہوں تم چھوڑ دوگے دامنِ صبر و رضا

بولے موسیٰؑ ایسا ہو تو پھر نہ اپنانا مجھے
چھوڑ دینا تم نہ اپنے ساتھ لے جانا مجھے

خِضرؑ نے یہ سُن کے اپنے ساتھ اُن کو لے لیا
صبر سے تم کام لینا یہ سبق اُن کو دیا

اُن کی کشتی ایک ساحل کی طرف بڑھنے لگی
دیکھتے تھے غور سے موسیٰؑ جسامت خِضرؑ کی

خِضرؑ نے اتنے میں اک سُوراخ کشتی میں کیا
حضرتِ موسیٰؑ کو اِس حرکت نے برہم کر دیا

خضرؑ سے کہنے لگے یہ کیا کیا ، مردِ خدا
کیا یہی انعام ہے مَلّاح کے احسان کا

خضرؑ بولے میں تو کہتا تھا کہ تم صابر نہیں
ہے یہی بہتر کہ ناؤ سے اُتر جاؤ یہیں

سُن کے یہ تنبیہ موسیٰؑ دل میں نادِم ہو گئے
اب نہ ٹوکوں گا کبھی یہ خضرؑ سے کہنے لگے

ہو اگر ایسی خطا پھر تو بھگا دینا مجھے
اپنی شاگردی سے فوراً ہی ہٹا دینا مجھے

آگیا ساحل تو خواجہ خضرؑ اک جانب گئے
حضرتِ موسیٰؑ بھی اُن کے ساتھ ہی چلتے رہے

اک جگہ پر چند لڑکے کھیلتے آئے نظر
خِضرؑ نے ان میں سے پکڑا اس کو جو تھا خُوب تر

بعدہٗ خنجر سے فوراً قتل اُس کو کردیا
حضرتِ موسیٰؑ نے یہ دیکھا تو طنز اُن پر کیا

کیسے رہبر ہو تمہیں اللہ کا بھی ڈر نہیں
بے سبب یوں خُون کرنا شیوۂ رہبر نہیں

خضرؑ بولے صبر عاری ہے تمہاری ذات سے
پھر گئے تم چند ساعت میں پھر اپنی بات سے

حضرتِ موسیٰؑ کو اپنا وعدہ پھر یاد آگیا
آپ نے گردن جُھکالی اور کی یہ التجا

ساتھ میں اپنے نہ رکھنا اب اگر بولوں کبھی
میں نے کی وعدہ خلافی ہے مجھے شرمندگی

حضرتِ موسیٰؑ کو لے کر خِضرؑ اک جانب گئے
حضرتِ موسیٰؑ کا عالم غیر سا تھا بھوک سے

راہ میں اک گاؤں آیا تو گئے دونوں وہاں
گفتگو جس سے بھی کی پایا اُسی کو بدزباں

گاؤں میں اک گھر تھا ٹیڑھی جس کی اک دیوار تھی
خطرہ یہ تھا چند دن میں خود بخود گر جائے گی

خضرؑ نے دیکھا اُسے تو جُو سے سیدھا کر دیا
خضرؑ کی اس بات پر پھر ہو گئے موسیٰؑ خفا

خضرؑ سے بولے کہ یہ احسان بھی ہے نارَوا
ظلم میں یہ گاؤں ہے شیطاں کی بستی سے سِوا

کام یہ کرنا ہی تھا تو اَجر لے لیتے ضرور
اس طرح کھانا ہمیں مل جاتا ہوتی بھوک دُور

خضرؑ نے جب یہ سُنا تو ہنس کے موسیٰؑ سے کہا
چھوڑ بیٹھے آخرش پھر دامنِ صبر و رضا

میں نے پہلے ہی کہا تھا صبر تم سے دُور ہے
پاتا ہے وہ اُتنا جس کا جس قدر مقدُور ہے

میں نے جو کچھ بھی کیا وُہ حُکمِ خالق سے کیا
ہے یہی وہ علم جو اللہ نے مجھ کو دیا

چھید کشتی میں کیا میں نے بھلائی کے لئے
ورنہ لے جاتی سپاہِ شاہ اپنے واسطے

اب نہ چھینے گا کوئی بھی ٹوٹا اُس کو جان کر
جوڑ کر اُس چھید کو ملّاح کر لے گا بسر

ضبط ہو جاتی تو وہ کیا کرتا جو نادار تھا
پھر تو زندہ رہنا بھی ملّاح کا دشوار تھا

دیکھ کر یہ چھید اُس کو چھوڑ دیں گے بد شعار
اِس طرح اہلِ تشدّد کی نہ ہوگی وُہ شکار

قتل جس کو کر دیا لڑکا نہ تھا شیطان تھا
باپ ماں کو تنگ کرتا اِس قدر نادان تھا

اِس کے بدلے ایسا بیٹا دے گا اب پروردگار
بندۂ رَب ہوگا جو ماں باپ کا خدمت گُزار

نیک بچّوں کی تھی وُہ دیوار جو ٹیڑھی سی تھی
دولت اُس کے نیچے ہے اُن بچّوں کے اجداد کی

گرتی وہ دیوار ابھی تو کچھ نہ پاتے نونہال
آگے چل کر مُفلسی اُن کے لئے ہوتی وبال

جب جواں ہوں گے تو وہ دولت انھیں مل جائے گی
اور پھر کُل پونجی کارِ خیر میں کام آئے گی

ہے یہی وہ علم جو خالق نے بخشا ہے مجھے
آپ آئے تھے یہاں تک جس کی خاطر دُور سے

کہہ کے یہ موسیٰؑ سے خواجہ خضرؑ غائب ہو گئے
اور موسیٰؑ وادیِ شرمندگی میں کھو گئے

خضرؑ سے موسیٰؑ کو دَرس اِس بات کا بھی مل گیا
قتلِ ظالم پر عَبَث دل اُن کا شرمندہ ہوا

جس کا حافظ ہو خدا اُس سے گنہ ہوتا نہیں
جو خدا سے ڈرتا ہے دُنیا سے ڈرتا ہے کہیں

حضرتِ ہارونؑ، یوشعؑ اور حزقیلؑ کا ذکر

حضرتِ ہارونؑ موسیٰؑ کے شریکِ کار تھے — زندگی بھر کفر سے برسرِ پیکار تھے
دَورِ موسیٰؑ ہی میں رحلت ہوگئی تھی آپ کی — کارِ راہِ حق میں گذری آپ کی بھی زندگی
بعدِ موسیٰؑ حضرتِ یوشعؑ تھے اُن کے جانشیں — کہتا ہے جن کو پیمبر خالقِ دُنیا و دیں
کارِ حق کے واسطے دُنیا پہ یہ مامور تھے — خادمِ موسیٰؑ تھے یہ دانائی سے معمور تھے
دُشمنانِ دینِ حق سے آپ نے بھی جنگ کی — آپ کی کوشش سے دیں کی آبرو قائم رہی
زوجۂ[1] موسیٰؑ تھی اُن سب دشمنوں کی سَرغنہ — حضرتِ یوشعؑ سے لڑنے کا ہُوا جن سے گُنہ
خوں ہوا اُس جنگ میں ستّر ہزار انسان کا — کامراں تھا فضلِ رَب سے کارواں ایمان کا
بعدِ یوشعؑ حضرتِ حزقیلؑ تھے حق کے نبیؑ — تھا زمانہ ان کا جب پھیلی وبا طاعُون کی
قومِ اسرائیل سے فرمایا جب یہ آپ نے — جنگ کرنا ہے ہمیں اعلانِ حق کے واسطے
جنگ سے ڈرتے تھے جو نادان چھپ کر چل دئے — دُور اپنے شہر سے وادی میں رہنے کے لئے
یک بیک اک دن عذابِ حق نے آ پکڑا اُنھیں — مَوت کی زنجیر میں یکبارگی جکڑا اُنھیں
جاں بچانے کے لئے بھاگے تھے بیجاں ہوگئے — دُورِ حق کی برکتوں سے خود یہ ناداں ہوگئے
حضرتِ حزقیلؑ اس وادی میں اک دن آگئے — اور اُن کے واسطے حق سے دُعا فرما گئے
کہہ گئے انکو جِلا دے سب کی عبرت کے لئے — طاعتِ حق کے لئے ایماں کی عظمت کے لئے
جی اُٹھے یہ سب دُعائے حضرتِ حزقیلؑ سے — بَن گئے تصویرِ عبرت ہر بشر کے واسطے

حضرت الیاسؑ اور حضرت شمویلؑ کا قصّہ

چل دئے حزقیلؑ تو الیاسؑ پیغمبر ہوئے — کاروانِ دینِ حق کے ہادی و رہبر ہوئے

---

[1] تاریخ ائمہ۔ از حجۃ الاسلام سید علی حیدر صاحب قبلہ (یہ قصہ جنگ جمل پر روشنی ڈالتا ہے جس میں پیغمبرِ اسلام کی ایک زوجہ نے حضرت علیؑ جانشین رسولؐ کے خلاف جنگ میں حصہ لیا تھا)

آپ پیغمبر تھے جب تو بُت پرستی عام تھی
تاروں کی پُوجا تھی ہر سُو کُفر و مَستی عام تھی

آبرُو پتّھر کی تھی اور خون کی ارزانیاں
بُت کی خاطر ہوتی تھیں انسانوں کی قُربانیاں

آپ اہلِ کُفر کو دیں کا سَبَق دیتے رہے
دین و ایماں کا سفینہ اس طرح کھیتے رہے

بُت پرستوں نے مگر کہنا نہ مانا آپ کا
تنگ آکر آپ نے اللہ سے کی بد دُعا

آپ بستی چھوڑ کر خود جابسے اک کوہ پر
قحط میں ظالم پھنسے تھا بَد دُعا کا یہ اَثر

حُکم جب اُن کو پکڑ لینے کا حاکم نے دیا
آپ کو رَب نے اُٹھا کر آسماں پر رکھ لیا

حکمِ رَب سے الیسعؑ تھے جانشیں الیاعل کے
جو مَسیحائے زماں تھے کوڑھیوں کے واسطے

حضرتِ شمویلؑ تھے جب الیسعؑ بھی چل دئے
کارہائے دیں جنہوں نے غزّہ میں رہ کر کئے

طالوتؔ اور جالوتؔ کا قصّہ

آپ ہی کے دَور میں وہ بدصفت جالوتؔ تھا
لوٹ لیتا تھا غریبوں کو جو آکر بَر مَلا

قومِ اسرائیلؑ نے اِس راہ میں مانگی مدد
تا کہ بڑھ کر حملۂ جالوتؔ کو کر دے وہ رَد

اِلتجا اِس قوم کی تھی آپ چُن دیں بادشاہ
ورنہ پھر جالوتؔ آکر ہم کو کردے گا تباہ

آپ نے فرمایا کب ہے مجھ کو اِتنا اختیار
کارِ حق کے واسطے چُنتا[1] ہے خود پروردگار

جو خدا کا حکم ہو گا وہ بتادوں گا تمہیں
اِس طرح فتح وظفر کی رہ دکھادوں گا تمھیں

حضرتِ شمویلؑ نے جب چاہی خالق کی رِضا
خالقِ اکبر نے نام اُن کو دیا طالوتؔ کا

قوم بولی وہ بنے حاکم یہ کچھ اچھا نہیں
آپ جس کو چُن لیں کیا ہم میں کوئی ایسا نہیں

بولے یہ شمویلؑ تم میں ہمّت و قوّت نہیں
علم میں بھی کم ہو تُم دولت کوئی عظمت نہیں

جب خدا[2] کا حکم ہے طالوتؔ ہی ہو رہنُما
پھر بھلا اس اَمرِ حق میں دخل ہے کیا عقل کا

قومِ اسرائیل بولی ہے ثبوت اِس کا کوئی
آپ جو فرماتے ہیں حُکمِ خُدا بھی ہے وُہی

---

[1] یہ قصہ بھی مسئلہ خلافت پر روشنی ڈالتا ہے۔ [2] سورۂ بقر۔آیت (۲۴۸)

حُکمِ خالق یہ ہوا اب کہہ دو ان سے اے نبیؑ
اُن کو مل جائے گا تابوتِ سکینہ آپ ہی

جب یہ ہو جائے تو کہنا آپ کا یہ مان لیں
اور پھر طالوتؑ کے کہنے پہ یہ ہر دم چلیں

خود بخود اک روز تابوتِ سکینہ آگیا
قومِ اسرائیل پر اللہ کا ڈر چھا گیا

الغرض طالوتؑ کو اس[1] نے بنایا اپنا شاہ
ہو گئی ہموار یوں جالوت سے لڑنے کی راہ

لشکرِ طالوتؑ کی پھر آزمائش کی گئی
حُکمِ خالق یہ ہوا گھیرے گی اس کو تشنگی

سَیر ہو کر جو پیے پانی کسی قابل نہیں
فطرۃً مُشرک ہے وہ ایمان کا حامل نہیں

جو ہوئے سیراب کھو بیٹھے وہ خود اپنا بھرم
رہ گئے وُہ پیاسے جو تھے عشق میں ثابت قدم

فوجِ دشمن آئی تو جالوتؑ نے بڑھ کر کہا
جس کو مرنا ہو لڑے آکر وہ مجھ سے سُورما

ڈر گئے وہ تھے جو واقف قوّتِ جالوتؑ سے
کوئی بھی باہر نہ آیا لشکرِ طالوتؑ سے

دیکھا جب یہ حالِ لشکر حضرتِ داؤدؑ نے
جانبِ طالوتؑ اِذنِ جنگ لینے کو گئے

آپ نے فرمایا مجھ سے یہ سُنا جاتا نہیں
کہتا ہے جالوتؑ کوئی کیوں اِدھر آتا نہیں

بولے یہ طالوتؑ تم کمسن[2] ہو وہ ہے سخت جاں
سوچ کر آگے بڑھو ہے سخت تر یہ امتحاں

جب نہ آیا کوئی تو داؤدؑ نے پائی رِضا
اور اک پتّھر سے شق جالوت کا سَر کر دیا

دیکھ کر جالوت کا انجام بھاگا ہر شریر
جو قوی تھے وہ نظر آنے لگے بالکل حقیر

دینِ حق کا خلیفہ چننے کا حق صرف خدا کو ہے

ذِکر سے طالوتؑ کے اللہ نے واضح کیا
بادشاہِ اہلِ دینِ حق بھی چُنتا ہے خدا

کرتا ہے اِعلان جس کا اُسکی جانب سے نبیؐ
حَسبِ قُرآں اور کسی کو حق نہیں اِس کا کبھی

علم وقوّت میں جو یکتا تھا اُسے رَب نے چُنا
لازمی یہ خوبیاں ٹھہریں برائے رہنما

[1] قومِ اسرائیل۔ [2] یہ واقعہ جنگِ خندق کے واقعہ پر روشنی ڈالتا ہے اور حضرت علیؑ کی خلافت کی دلیل ہے۔حضرت علیؑ ہی نے عمرو بن عبدِ ود کو قتل کر کے تنہا معرکہ فتح کیا تھا جس طرح داؤدؑ نے جالوتؑ کو قتل کیا۔خداوند دو عالم نے حضرت داؤدؑ کو خلیفہ کہا ہے اور رسولؐ نے یہ کہا تھا کہ علیؑ تم کمسن ہو۔آخر مسن کیوں نہیں بڑھے۔

اب اگر کوئی کسی ایسے کو چُن لے رہنما
راہِ دیں میں جنگ کے میداں سے جو بھاگا کیا

یا خلافِ حُکمِ قُرآں فیصلہ جس نے کیا
یا عُدُو کو دیکھ کر جو ڈر کے مارے رُو دیا

حسبِ قُرآں ایسا کرنے والا حق سے دُور ہے
بالیقیں یہ قصۂ طالوتؔ میں مذکور ہے

اِک میں ہمّت کی کمی ہے دوسرے میں علم کی
شاہِ ایماں کے لئے ہیں دونوں باتیں لازمی

عِلم کے معیار سے بیگانہ ہوتے ہیں عوام
اِنتخابِ عالمِ دیں ہوگا کیوں کر اُن کا کام

ان کو کب یہ علم ہے توحید کا مطلب ہے کیا
سُنّتِ پیغمبرِ دیں کیا ہے کیا حکمِ خُدا

حضرتِ داؤدؑ اور جالوتؔ کا قصّہ

قصۂ داؤدؑ ہے حق کی خلافت کی مِثال
مَردِ مومن کے لئے خالق کی رحمت کی مثال

حضرتِ داؤدؑ تھے ہر نیک و بد سے آشنا
ابتدا ہی سے تھے وہ با عزم مومن پارسا

ڈر گئے تھے جب سبھی جالوت کی آواز سے
اور نہ جب کوئی بڑھا اس سے وغا کے واسطے

حضرتِ داؤدؑ ہی وہ تھے کہ جو لڑنے گئے
مار ڈالا آپ نے جالوت کو اک سنگ سے

جنگِ خندقؔ میں بھی بالکل ایسا ہی اک وقت تھا
ابنِ عبدِ وَد کے ڈر سے جب تھے لرزاں سُورما

وہ تنِ تنہا اٹھا کہتے ہیں سب جس کو علیؑ
اور اس نے شہرگِ کفّار بڑھ کر کاٹ دی

خاتمہ اُس نے کیا کفّار کی اُس ساکھ کا
ابنِ عبدِوَد اُڑا سکتا ہے سَر اک لاکھ کا

ڈرتے تھے جب دیکھتے کافر مدینے کی طرف
خوفِ حیدرؑ سے نہ آئے پھر مدینے کی طرف

مِلتا جُلتا کارِ دیں تھا حیدرؑ و داؤدؑ کا
قادرِ مُطلق نے دونوں کو خِلافتؔ[1] کی عطا

عہدِ طفلی سے تھی ان کو نیک و بد کی ہر خبر
ہو گئے داؤدؑ بعدِ فتح دیں کے راہبر

چُن لیا اللہ نے اُن کو خلافت کے لئے
اور عظمت کے لئے پھر معجزے اُن کو دئے

آپ کی آواز کو بخشا عجب سوز و گداز
دنگ رہتے آپ کے نغموں کو سُن کر نغمہ ساز

[1] سورۂ مریم آیت (۵۸ تا ۶۱) نیز سورۂ ص آیت (۲۶) ''یَا دَاوُدُ اِنَّا جَعَلْنٰکَ خَلِیْفَۃً فِی الْاَرْضِ۔''

معجزہ یہ بھی مِلا تھا رَب سے اُس کے مائوا
اُن کے دستِ پاک میں لوہا[1] بھی مثلِ موم تھا

آپ نے وزنی زِرہ کے بار کو ہلکا کیا
پتلے اور مضبوط تاروں کا جہاں کو فَن دیا

خالقِ اکبر کا لُطفِ خاص تھا داؤدؑ پر
طاعتِ حق میں تھا ساتھی اُن کا ہر بَرگ و حَجَر

طائر و حیوان و جن سب اُن کے تابع دار تھے
اُن کا کلمہ وہ بھی پڑھتے تھے کہ جو خونخوار تھے

جھومتا تھا اُن کے نغمے سُن کے ہر اک ذی حیات
سامنے آجاتی تھی انسان کے راہِ نجات

تھی زباں میں وُہ روانی جس کا مُشکل تھا جواب
بسکہ اپنے دَور میں داؤدؑ بھی تھے بُو تُرابؑ

حضرتِ داؤدؑ جس دم زین کستے اَسپ پر
اِبتدا کرتے زبورِ پاک کی وہ نامور

زین کستے کستے ہی پڑھ جاتے تھے پوری زبور
تھا تلاوت کے بھی فن پر آپ کو حاصل عُبور

جب پیامِ حق سُنایا حضرتِ داؤدؑ نے
با اثر آواز سے سب حق کی جانب آگئے

جب خُدا کے فضل سے سب حق کی جانب آگئے
تھے شیاطیں جتنے دل اُن سب کے پھر مُرجھا گئے

حضرتِ داؤدؑ کو حق نے حُکومت کی عطا
دُور تک پھیلا ہوا تھا جسکا دلکش سِلسِلا

یادِ خالق میں تھے سب ہی سب ہی کو آرام تھا
شَیطنت تھی دَور ہر لب پر خدا کا نام تھا

حضرت سلیمانؑ کا قصّہ

ان کے بعد ان کی جگہ حضرت سُلیمانؑ[2] کو مِلی
جن پہ بارش تھی خدائے عزوجل کے فضل کی

وارثِ داؤدؑ قُرآں نے بتایا آپ کو
باپ کے ہر ترکہ سے حصّہ[3] دلایا آپ کو

کی خدائے پاک سے حضرت سُلیمانؑ نے دُعا
اے مرے مالک مجھے ایسی حکومت کر عطا

جس کی ہم پلّہ نہ ہو کوئی حکومت میرے بعد
یادگارِ کُل جہاں ہو تاقیامت میرے بعد

خالقِ اکبر نے اُن کی یہ دُعا کرلی قبول
دے دیا بہرِ حکومت آپ کو ہر عَرض و طول

[1] خیبر کے در کا لوہا حضرت علیؑ کی انگلیوں کے لمس سے موم ہوگیا تھا۔ [2] ۔ [3] سورۂ نمل۔آیت(۱۶)اس آیت کی روشنی میں وہ سچے نہیں جو کہتے ہیں رسولوں کے وارث نہیں ہوتے۔

اب حکومت پر کوئی اِترائے اِس کے بعد گر — جادۂ حق پر کہیں کیسے اُسے اہلِ نظر
جب بنایا رب نے انکو دینِ حق کا شہریار — دے دیا اُن کو ہوا و روشنی پر اختیار
کی عطا مُہر نبوّت کے لئے انگشتری — زیر کر دیتی تھی اِنس و جاں کو جسکی روشنی
خالقِ اکبر نے اُن کو علمِ حیواں بھی دیا — ان کی خدمت کے لئے مامور ہر طائر کیا
آپ کو معلوم تھی ہر مُور و ماہی کی زباں — کتنے ہی طائر تھے اُن کی مملکت کے پاسباں
حسبِ خواہش آپ کو پہونچاتے رہتے تھے خبر — اہلِ عالم کے دلوں پر چھایا تھا اُن کا اَثر
ایک دن حضرت سے اک ہُدہُد نے آکر یہ کہا — آج میں نے دیکھی ہے وہ ملکۂ[1] اہلِ سبا
جس کا ثانی آج تک مجھ کو نظر آیا نہیں — مُلک اُس کا ایسا ہے جیسا کہیں پایا نہیں
زندگی کی ہر ضروری چیز حاصل ہے اُسے — تخت عالی شان وَجہِ اَوجِ محمل ہے اُسے
مرکزِ سجدہ ہے لیکن اُس کا اب بھی آفتاب — جس کا مطلب تھا کہ شیطاں آج تک ہے کامیاب
یوں تو اس کے چہرے پر ہے ہر ذہانت کا نشاں — پھر نجانے کیوں طریقِ کار ہے اُس کا زیاں
سجدہ کیوں کرتی نہیں وہ خالقِ خورشید کو — کیوں ترستی ہیں نگاہیں اُس کی حق کی دید کو
اس کے درباری اسی کی طرح سے گمراہ ہیں — بے خبر انجام سے ہیں ظالم و بد خواہ ہیں

حضرت سلیمانؑ کا ملکۂ سبا کو خط لکھنا

سُن کے ہُدہُد کا بیاں ملکہ کو حضرت نے لکھا — بَرتَری کا زَعمِ ناقص ہے کہ بَرتَر ہے خدا
ہے غلط اظہار قوّت اہلِ حق کے سامنے — ہیچ تر ہے کِبر و نخوت اہلِ حق کے سامنے
چھوڑ دے سُورج کی پوجا رَبط رکھ اسلام سے — آکے فوراً درس لے اللہ کے پیغام سے
لکھ چکے جب خط تو حضرت نے یہ ہُدہُد سے کہا — ہوشیاری سے تو اِس کو قربِ ملکہ پھینک آ
بات تو جب ہے نہ دیکھے تجھ کو مَلکہ کی نظر — کون لایا خط رہیں اس بات سے سب بے خبر

[1] ملکہ کا نام بلقیس تھا۔

غیب سے خط پا کے وہ حیرت زدہ سی ہو گئی
ہوگئی پھر مطمئن مُہرِ سلیماں جب ملی

ملکہ نے درباریوں سے مسکرا کر یہ کہا
اُس کا خط ہے یہ جو کہتا ہے کہ واحد ہے خُدا

لکھا ہے اِس خط کے پڑھتے ہی چلی آؤ یہاں
گر خلاف اس کے چلیں تو یہ سمجھ لو ہے زیاں

میری مرضی ہے کہ تحفے میں اُسے زَر بھیج دوں
خُشک میوہ جات اور لَعل و جَواہر بھیج دوں

ورنہ ڈرتی ہوں کہ نوبت جنگ کی آجائے گی
اور بربادی ہمارے ملک پر چھا جائے گی

ہے سُلیماں کو ہوا اور روشنی پر اِختیار
جو لڑے گا اُس سے ہو جائے گا ذلّت کا شکار

بولے یہ اہلِ سبا قوّت میں ہم بھی کم نہیں
جنگجو ہیں لڑنے مرنے کا ہمیں کچھ غم نہیں

ملکہ دُور اَندیش تھی قاصد روانہ کر دیا
مال و زَر دے کر، نہ آنے کا بہانہ کر دیا

مال و زَر دیکھا تو قاصد سے سُلیماں نے کہا
مال و زَر کی آرزو رکھتے نہیں حق آشنا

ایسے تحفوں سے جو خوش ہوتے ہوں دیدو یہ اُنہیں
اِن کو لے جاؤ یہاں سے اِن سے نفرت ہے ہمیں

ملکہ سے کہنا نہیں درکار ہم کو مال و زَر
اپنی دَولت سے نہ بہلائے ہمیں وہ بے خبر

اب پیامِ حق سُنانے کے لئے ہم آئیں گے
ہر سَرِ مَغرور کو حق آشنا ٹھکرائیں گے

جب سُلیماں کا پیامِ جنگ ملکہ کو دیا
ہو کے خائف اُس نے ملنے کا ارادہ کر لیا

آپ کو پہونچائی اُس نے اپنے آنے کی خبر
آپ نے چاہا دکھا دیں حق کا اُس کو کچھ اثر

تا کہ اُس کی فطرتِ باطل میں آئے انقلاب
خود بخود کہہ دے نہیں سجدے کے لائق آفتاب

جب سُلیماں کی طرف ملکہ روانہ ہو گئی
بولے یہ حضرت سُلیماں ہے یہاں ایسا کوئی

جو اٹھالائے ابھی مُلکِ سبا سے تخت کو
تا کہ علمِ زورِ حق ہو ملکۂ خوش بخت کو

سُن کے یہ اک دیو پیکر جن یہ بولا بَرمَلا
اِختتامِ بزم سے پہلے ہی تخت آجائے گا

بعدہٗ وہ بولا حاصل تھا جسے علمِ کتاب
پل جھپکتے ہی یہاں ہوگا وہ اے عالی جناب

جب سُلیماں نے یہ دیکھا تخت ہے پیشِ نظر
بولے ہے یہ بات بھی فضلِ خدائے بحر و بَر

شُکر جو کرتا ہے اُس پر ہوتا ہے اُس کا کرم
مُنحصر اُس کی نوازش پر ہے ہر شے کا بھرم

ملکہ تھی حیرت زدہ سی تخت اپنا دیکھ کر
تازہ آرائش سے دلکش تر جو آتا تھا نظر

سوچتی تھی کس طرح یہ آگیا آخر یہاں
تھے محافظ اِس کے جب قلعے میں میرے پاسباں

کچھ سمجھ کر آخرش حضرت سے وہ کہنے لگی
اعتراف اِس کا ہے مجھ کو آپ ہیں سچّے نبی

آپ اُس کو لے کے قصرِ نُور کی جانب گئے
یعنی اک حُسنِ بہارِ طور کی جانب گئے

آبگینوں کی چمک سے قصر تھا بدرِ مُنیر
تھے دَر و دیوار رَوشن راستے تھے بے نظیر

راستے نہرِ رَواں تھے دامنِ بلُّور میں
گُم نگاہِ ہوش تھی اِس جلوہ گاہِ نُور میں

ملکہ کو ایسا لگا ہے راہ میں پانی رواں
اس نے اُونچا کر لیا ملبوس اپنا ناگہاں

ساق اُس کی کُھل گئی جب تو سُلیمانؑ نے کہا
فرش یہ بلُّور کا ہے ، ملکۂ اہلِ سَبا

لُطف سے اُس کے بنا ہے جو خدائے عرش ہے
جِس کی رحمت سے ، مثالِ آب ، پُختہ فرش ہے

یہ سُنا تو ملکہ تصویرِ ندامت ہوگئی
آنکھ اُس کی کُھل گئی ، مدّاحِ وحدت ہوگئی

بولی اب تک پوجا اُس کو تھا جو حق کے ماسِوا
آج سے مجھ کو خدا کا سچّا رستہ مل گیا

آفتاب ایسا نہیں انساں جِسے سجدا کریں
ہے خدا موجود تو سُورج کی کیوں پوجا کریں

ہے وُہی بے شک خُدا حضرت پہ ہے جِس کا کرم
آپ کی محفل میں جِس کے لُطف سے سب ہیں بہم

فضلِ رَب سے طائروں کے غُول ہیں حیوان ہیں
ہیں کہیں جنّ و مَلائک اور کہیں انسان ہیں

غوطہ زن دَریا میں ہیں خشکی پہ شیر و مُور ہیں
جِس کا قبضہ ہے جنوں پر آپ وہ شہزور ہیں

ہے مجھے پورا بھروسہ اب خُدا کی ذات پر
شرم آتی ہے مجھے اَب اپنی پہلی بات پر

سُن کے یہ حضرت سُلیمانؑ نے کیا شُکرِ خُدا
الغرض کافر تھی جو اُس کو مُسلماں کردیا

نا سمجھ تھی فوجِ ملکہ اُس نے حملہ کر دیا
مہر کی کِرنوں نے گہرے کھڈ کو اُن سے بھر دیا

بیوفا سمجھے تھے جِس سُورج کو اپنا دیوتا
حُکمِ رَب سے اُس نے اُن کو نذرِ دوزخ[1] کردیا

---

[1] جب کفار نے حملہ کیا تو حضرت سلیمانؑ نے اللہ کے حکم سے، اپنی فوج کے سپاہیوں کی چمک دار ڈھالیں سورج کی روشنی کی طرف کردیں اس روشنی کا عکس جب کفار کی آنکھوں پر پڑا تو وہ چندھیا گئے اور پوری فوج ایک گہرے کھڈ کی طرف بڑھتی اور گرتی گئی یہاں تک ختم ہوگئی۔ اس طرح خدا کی مدد سے حضرت سلیمانؑ فتحیاب ہو گئے۔

ہوگیا یوں دُشمنانِ دینِ حَق کا فیصلا — اور نئی تعمیر کی حضرت نے کی پھر اِبتدا
بہتے معدنیات کے چشمے تھے ظاہر آپ پر — آپ کُل ذرّات کے اَسرار سے تھے باخبر
کوہ سے ہیرے نِکالے اور موتی بحر سے — کر دیا آگاہ دولت ہائے بزمِ دہر سے
آپ کی برکت سے انساں رَاز دارِ فَن بنے — آپ کی محفل کے ساماں شاہکارِ فَن بنے
آپ کے کردار نے یہ دَرس انساں کو دیا — عیش کا سامان پا کر بھی رہو عَبدِ خُدا

حضرت عُزیرؑ کا قصّہ

تھے پسِ حضرت سُلیمانؑ دین کے رہبر عُزیرؑ — ہے کلامِ پاک میں مَوجُود جن کا ذکرِ خیر
درج ہے قُرآن[1] میں اُن کے دَور کا یہ ماجرا — دہر میں اک شہر تھا مُدّت سے جو برباد تھا
ایک شخص اُس کی طرف سے گذرا تو اُس نے کہا — یہ بَھلا آباد ہوگا کس طرح میرے خُدا
دیکھا استعجاب اُس کا تو ہوا حکمِ خُدا — آج سے طاری ہو اِس انساں پہ غلبہ مَوت کا
ہاں مگر پہنچے نہ اس کے جسم کو کوئی ضَرَر — سو برس تک یہ رہے دنیا سے بالکل بے خبر
سو برس کے بعد حکمِ رب سے وہ زندہ ہوا — ہوگیا جب زندہ تو یہ غیب سے آئی صَدا
یہ بتا آخر یہاں تو کب سے محوِ خواب تھا — مطمئن تھا یا تیرا دل ماہیِ بے آب تھا
ایک دن سوتا رہا میں یہ دیا اسنے جواب — تھک چکا تھا میں تھکن سے تھی مری حالت خراب
آئی یہ آواز کھانے کی طرف کر اب نظر — بولا وہ محفوظ ہے اب تک خدائے بحر و بَر
آئی یہ آواز اپنے خَر کی جانب کر نگاہ — بولا اُس کی ہڈیاں بھی ہوچکی ہیں اب تباہ
آئی یہ آواز اب بستی کی جانب کر نظر — بولا وہ آباد ہے اے خالق ہر بحر و بَر
ماجرہ کیا ہے مرے سوتے ہی یہ کیا ہوگیا — ہے یقیں اعجاز تیرا کار فرما ہوگیا
آئی یہ آواز یہ بستی بھی ہے میرا نشاں — اہلِ حق کو درسِ ایماں دے گی اِس کی دَاستاں

[1] سورۂ بقر آیت (۲۵۹)

دیکھ لے مٹی میں زندوں کو ملا دیتے ہیں ہم
مر چکے ہیں جو اُنھیں پھر سے جِلا دیتے ہیں ہم

سب کے سب مُردہ تھے جن سے شہر یہ آباد ہے
ہو چکا ہے خاک تیرا خرؔ یہ تجھ کو یاد ہے

دیکھ اب اس خرؔ کو پھر سے تازگی دیتا ہوں میں
ہاں یونہی مُردوں کو اکثر زندگی دیتا ہوں میں

یک بیک اُس خرؔ کی بکھری ہڈّیاں اڑنے لگیں
اور خرؔ کے جسمِ پارینہ سے پھر جڑنے لگیں

ہڈّیوں پہ گوشت چمکا اور رگیں پیدا ہوئیں
خوں رگوں میں دوڑا خرؔ کی بند آنکھیں وا ہوئیں

دیکھتے ہی دیکھتے بے جان زندہ ہو گیا
ہوگیا رازِ بدالخلق[1] بھی پھر آئینا

درج یہ روداد ہے قرآن میں جس شخص کی
وہ عُزیرؑ پاک تھے تاریخ کہتی ہے یہی

ہے عُزیرؑ پاک سے منسوب اک اور داستاں
مِلتا ہے قرآن کی تفسیر میں جس کا بیاں

اہلِ بابُل نے فلسطیں کو کیا برباد جب
ظالموں نے نذرِ آتش کیں کتابیں سب کی سب

نذرِ آتش کردئے توریتؔ کے نُسخے تمام
اور بظاہر کردیا برباد حق کا ہر پیام

ہوگئے توریتؔ کے حافظ بھی جب نذرِ قضا
مالکِ کونین حافظ بن گیا توریتؔ کا

اہلِ بابُل آلِ اسرائیل کو بھی لے گئے
جس کے کُل افراد مدّت تک غلامی میں رہے

بعدِ مُدّت جب رہائی پاگئے اہلِ کِتاب
اور چُھٹ کر قید سے جب آگئے اہلِ کِتاب

وہ نہ پاتے تھے کہیں توریتؔ کا ناموں ونشاں
آلِ اسرائیل پر یہ بات تھی بے حد گراں

اس پریشانی میں اُن کے کام آئے تھے عُزیرؑ
دینِ حق کا پھر وہی پیغام لائے تھے عُزیرؑ

لطفِ حق سے آپ کو توریتؔ پوری یاد تھی
آلِ اسرئیل کو جو آپ سے پھر مِل گئی

گھیرا پھر شیطان نے آکر قومِ اسرائیل کو
بولا تم ہو ہوش میں یا آج بھی بے ہوش ہو

کون ہے یہ آخرش توریتؔ اُسے کیوں یاد ہے
کون ہے یہ جس کے باعث دل تمہارا شاد ہے

یاد ہو توریتؔ جس کو تم میں جب ایسا نہ تھا
اُس کا لکھنے والا آخر تم میں کیسے آگیا

بھیس میں اِنسان کے ہے سامنے سب کا خُدا
جو نہ مانو گے خُدا اس کو تو پھر ہو گا بُرا

[1] اس دور میں کچھ مسلمان بدالخلق کا مذاق اڑاتے ہیں سورۂ عنکبوت آیت (۲۰ تا ۲۱)

یہ وہ ہے جس نے ہزاروں مُردوں کو زندہ کیا — کون مُردوں کو جِلا سکتا ہے خالق کے سِوا
سن کے یہ باتیں فریب اُن میں سے کچھ پھر آ گئے — قبضۂ شیطانِ بد بیں میں وہ پھر سے آ گئے
سمجھے یہ اپنا خُدا جس دم عُزیرؑ پاک کو — بھول بیٹھے بے وفا پھر خالقِ لولاک کو
آ گئے تھے اِس طرح وہ قبضہ میں شیطان کے — ذکر اِن لوگوں کا ہے صفحات پہ قرآن کے
سُنتے ہیں آباد ہیں یہ سب فلسطیں کے قریب — اب بھی ہیں یہ قومِ اسرائیل کے ظالم رقیب
ہر طرح کے ظلم ڈھاتے رہتے ہیں انسان پر — اِن کا تکیا ہے ابھی تک بَد عمل شیطان پر

حضرت دانیالؑ کا ذکر

دانیال اَلطاف رَب سے تھے نبیؑ بعدِ عُزیرؑ — آپ کے ذمّہ تھی سب کی رہبری بعدِ عُزیرؑ
شاہِ دوراں آپ کے درسِ عمل سے تھا خفا — اُس ستمگر نے گرفتار آپ کو کروا لیا
شیرنی کے ساتھ پھر اُن کو کنوئیں میں رکھ دیا — شیرنی کھا جائے اُن کو تھا یہ اُس کا مُدّعا
ہاں مگر وہ شیرنی قدموں پہ اُن کے جُھک گئی — اور بدلی رَب نے پھر تاثیر اُس کے دودھ کی
جو اسیری کے زمانے میں بنی اُن کی غذا — بن گیا حضرت کا حافظ دونوں عالم کا خُدا
شاہِ دوراں کو ہوا معلوم جب یہ ماجرا — آپ کو قیدِ ستم سے کردیا اس نے رہا
پھر وزیر اپنا بنا کر ان کی رائے پر چلا — بن گیا شاگرد جو دشمن تھا پہلے جان کا
آپ عقل وعلم میں رکھتے نہ تھے اپنا جواب — کیوں نہ ہوانوارِ خالق سے تھے حضرت فیضیاب

حضرت یونسؑ کا ذکر

بعدۂ یُونسؑ ہوئے اللہ کے پیارے نبی — آپ نے تبلیغ کی دنیا میں پھر اسلام کی
کہتے تھے یُونسؑ یہی ہر شرک و بدعت چھوڑ دو — حق کی جانب آؤ اور باطل سے رشتہ توڑ دو
قوم والے اُن کے بھی سب دشمنِ جاں بن گئے — چھوڑ کر انسانیت کی راہ شیطاں بن گئے

بولے وہ یُونسؑ سے مانے گے نہ تم کو پیشوا — تم ہمارے جیسے ہو بنتے ہو پھر کیوں ناخدا
گر پیمبرؑ ہو تو لاؤ ہم پہ اب کوئی عذاب — ورنہ یونہی ہو نہیں سکتے کبھی تم کامیاب
ایک دن یُونسؑ نے فرمایا عذاب آجائے گا — اور بستی سے نکل آئے بغیر اذنِ خدا
جاکے ایک کشتی میں بیٹھے پھر سفر کے واسطے — چاہتے تھے دُورتر ہو جائیں وہ اِس مُلک سے
ہوگئی ساحل سے جب یُونسؑ کی کشتی دُورتر — گھیرا اُس کشتی کو ایک طوفان نے المختصر
ناخدا بُولا کوئی مالک سے بھاگا ہے ضرُور — کود جائے وہ نہیں تو یہ بلا ہوگی نہ دُور
ہے یقیں وہ شخص کودے گا تو یہ ٹل جائے گی — ورنہ سب ڈوبیں گے یہ کشتی کہیں ٹکرائے گی
یہ خیال آتے ہی بولے ہوگئی مجھ سے خطا — پھینک دوموجوں میں مجھ کو ہے یہی میری سزا
اہلِ کشتی کو نہ آیا ان کی باتوں پر یقیں — سب کے ناموں پر ہوئی پھر قُرعہ اندازی وہیں
قُرعہ اندازی میں بھی جب نام نکلا آپ کا — بحر کے دامن میں کشتی سے انھیں پھینکا گیا
بحر میں جب وہ گرے تو ایک مچھلی آگئی — اور جھپٹ کر حضرتِ یُونسؑ کو فوراً کھا گئی
تھی لبِ یُونسؑ پہ لیکن اب بھی تسبیحِ خُدا[1] — دیکھا یہ اللہ نے تو اُن کا حافظ بن گیا
حُکم مچھلی کو ہوا پہنچے نہ یُونسؑ کو ضَرَر — اور رہنا ہے تجھے تا حُکم اب گرمِ سفر
یہ نئی ہے اب دکھا دے اِس کو ہر شے بحر کی — شورشیں طوفان کی اور خوبیاں ہر لہر کی
لفظِ کُن کی وُسعتوں کا یہ بھی ایک اعجاز تھا — جس سے انساں کو ملا وہ بحر میں جو راز تھا
پائی اُس کی وُسعتوں کی آگہی اِنسان نے — اندرونِ آب کشتی[2] ڈال دی اِنسان نے
کرلیا کامل نظارہ آپ نے جب بحر کا — چھوڑ دے ساحل پہ مچھلی کو ہوا حکمِ خُدا
اُوگلا جب یُونسؑ کو مچھلی نے تو سورج سر پہ تھا — دھوپ کی شدّت سے تھے بیتاب سے وہ باوفا
حکمِ خالق سے اُگی ایک بیل ان کے واسطے — جس کی ٹھنڈی چھاؤں میں آرام سے یُونسؑ رہے
حضرتِ یُونسؑ میں جب چلنے کی طاقت آگئی — تیز آندھی آئی جس سے بیل وہ اڑنے لگی

[1] لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ (قرآن) [2] سب میرین (Submarin)

آندھی کی تیزی سے وہ برباد جب ہونے لگی
حضرتِ یُونسؑ نے رَب سے اُس گھڑی فریاد کی

یہ مٹی جاتی ہے اب اِس کو بچالے یا خُدا
اِس کے سائے کی بدولت جلنے سے میں بچ گیا

آئی یہ آواز اے یُونسؑ یہ جدّت کس لئے
ایک معمولی سی شئے سے یہ محبت کس لئے

تیرے دل میں اُس گھڑی آیا نہ اِتنا بھی خیال
میری ہی رحمت نے بخشا ہے تجھے ہر ایک کمال

یاد آخر کیوں نہ آیا اُس گھڑی میرا کرم
جب تری امّت نے پہونچایا تھا تیرے دل کو غم

اور تو نے چاہا تھا آجائے امّت پر عذاب
آج اُن کمزور پتّوں کے لئے یہ اِضطراب

اِن کا بھی خالق ہوں میں نے ہیں یہ پیدا کئے
آخرش اتنا پریشاں کیوں ہے تو اِن کے لئے

وہ مرے بندے تھے جن پہ تو نے چاہا تھا عذاب
بے سبب آتا نہیں مجھکو کسی پر بھی عتاب

قہرِ حق سے جب ڈرا کر تو اُنھیں چلتا بنا
اُن کی آنکھیں کُھل گئیں وہ ہوگئے حق آشنا

سب کے سب ایمان لائے اور مؤمن بن گئے
ہے تجھے لازم کہ جا کر تو بھی اب اُن میں رہے

حضرتِ یُونسؑ یہ بولے ہوگئی مجھ سے خطا
طابِ لطف و کرم ہوں بخش دے مجھ کو خُدا

دامنِ یُونسؑ کو رب نے رحمتوں سے بھر دیا
ان کا ذکر خیر پھر قرآن میں بھی کردیا

حضرت زکریّا کے حالات

بعدِ یُونسؑ رب کی جانب سے زَکریاؑ تھے نبیؑ
زندگی بھر آپ نے تبلیغ کی ایمان کی

جب نبیؑ تھے آپ تو باطل پرستی عام تھی
کجروی تھی ہر طرف انسانیت بدنام تھی

اِصطلاحاتِ کلیسا میں وہ سب کے باپ تھے
حضرتِ مریمؑ کے بھی سچّے محافظ آپ تھے

حضرتِ مریمؑ سے مل سکتا نہ تھا جا کر کوئی
کیونکہ ہر ایک کو زَکریاؑ کی یہی تاکید تھی

کمرۂ مریمؑ میں تھا بس ایک زَکریاؑ کا گذر
ما سوا اُن کے کوئی انساں نہ جاتا تھا اُدھر

حاملہ مریمؑ ہوئیں جس دم بحکمِ کبریا
قوم والوں نے یہ سمجھا ہے زَکریاؑ کی خطا

کیوں کہ اُن کے ما سوا جاتا نہ تھا کوئی وہاں
رہتی تھیں محوِ عبادت حضرتِ مریمؑ جہاں

جہل کی آتش سے یہ نادان جب جلنے لگے — آگئے اک رُوز اُن کو مارنے کے واسطے
بھاگے جب حضرت زَکریاؑ حفظِ جاں کے واسطے — اک شجر شق ہوگیا اُن کو پریشاں دیکھ کے
تھا شِگاف ایسا کہ پورا جسم ان کا چُھپ گیا — آپ کے دامن کا اک حصّہ مگر باہر رہا
مل گیا دامن سے اعداء کو زَکریاؑ کا پتا — کر دیا آرے سے بد کاروں نے خونِ با وفا
اے زَکریاؑ صبر کر اُن کو ہوا حکمِ خدا — سب سے بہتر اجر میری راہ میں ہے صبر کا
اُف نہ کی حضرت نے آرہ جسم پر چلتا رہا — دیکھا جب یہ صبر تو شیطاں پریشاں ہوگیا
جال جو اُس نے بچھایا تھا نبیؑ کے واسطے — ہوگئے وہ زندۂ جاوید اُس کو توڑ کے

حضرت یحییٰؑ کے حالات

کار گاہِ دہر سے جس دم زَکریاؑ اٹھ گئے — آپ کے فرزند یحییٰؑ ٹھہرے وارث آپ کے
حضرتِ یحییٰؑ کی پیدائش کا ہے یہ ماجرا — حضرتِ مریمؑ کو کچھ پھل اِک فرشتہ دے گیا
آئے جب حضرت زَکریاؑ اور پڑی اُن پر نظر — پوچھا یہ مریمؑ سے آئے ہیں کہاں سے یہ ثمر[1]
بولیں رَب کے فضل سے آجاتے ہیں یہ خود یہاں — ورنہ بے موسم کے پھل دُنیا میں ملتے ہیں کہاں
اِس خبر سے دل زَکریاؑ کا کچھ اِتنا شاد تھا — اک نیا ارمان اُن کے دل میں پیدا ہوگیا
آپ نے اُس دن دُعا کی اے خدائے کائنات — ایک مدّت سے ہے تشنہ کام سی میری حیات
اے مرے مالک کرم ہو اب یہ میرے واسطے — مجھ کو ایک فرزند دیدے جو میرا وارث بنے
رنگ لایا ایک دن اُن کی دعاؤں کا اثر — اک فرشتے نے سنائی یہ زَکریاؑ کو خبر
خالقِ اکبر نے حضرت کی دُعا کرلی قبول — ہے تمنّا آپ کو جس کی ملے گا اب وہ پھول
آپ ہوں گے شادماں فرزند کے دیدار سے — پاک ہوگا جس کا دل باطل کے ہر آزار سے
بولے یہ حضرت زَکریاؑ چاہئے اُس کا نشاں — تا کہ دل سے دُور تر ہوجائے پیری کا گماں

[1] سورۂ مریم آیت (۵ تا ۶)

حکمِ خالق یہ ہوا ہوگا یہی اُس کا نشاں
چند دن پہلے سے رُک جائے گی خود تیری زباں

آمدِ یحییٰؑ سے پہلے جب رُکی اُن کی زباں
ہوگئے حضرت زکریاؑ دل میں بے حد شادماں

تھی لبوں پر مسکراہٹ سجدہ ہائے شُکر تھے
اور فضلِ رَب سے یحییٰؑ اِس جہاں میں آگئے

لُطف سے اللہ کے جب ہو گئے یحییٰؑ جواں
حُکمِ خالق سے بنایا اُن کو دیں کا پاسباں

آپ کا پیغام تھا اب خواب سے بیدار ہو
راہ کو ہموار کرنے کے لئے تیّار ہو

اُس کو مانو جس نے بخشی ہے تمہیں یہ زندگی
بادشاہی جس کے قبضہ میں ہے رُوزِ حشر کی

بَستیوں سے تنگ جب آئے تو صحرا میں گئے
اور رنگِ عالمِ فانی پہ وہ روتے رہے

دیکھنے اک دن گئے حضرت زکریاؑ آپ کو
بولے جب روتے ہوئے صحرا میں دیکھا آپ کو

اے مرے فرزند محوِ گریہ و زاری ہے تو
جُستجو تیری لئے پھرتی تھی مجھ کو کُو بکُو

بولے یحییٰؑ آپ پر میں جان و دل سے ہوں نثار
آپ ہی نے تو بتایا تھا مجھے یہ ایک بار

ہے وہی انسان اِس دنیا میں جو رُوتا رہے
داغہائے دل کو اپنے اشکوں سے دھوتا رہے

دل کو ہر دم خالقِ اکبر کے ڈر سے کام ہو
تاکہ دُنیا اور عُقبیٰ میں بخیر انجام ہو

جو ہنسا کرتے ہیں دُنیا میں وہ بد انجام ہیں
مثلِ شیطاں زندگی کی راہ میں ناکام ہیں

سُنکے یہ باتیں زکریاؑ خود بخود رونے لگے
بیٹے کی پاکیزہ باتوں پر فدا ہونے لگے

عہد نامہ میں بھی یحییٰؑ کا یہ قصّہ ہے لکھا
آب و دانہ چھوڑ کر صحرا میں روتے تھے سدا

دُور کرتے شہد اور ٹڈّی سے اپنی بھوک پیاس
پوچھنے والوں سے یہ کہتے تھے وہ ہو کر اُداس

میں نہ عیسیٰؑ ہوں نہ ایلیٰ[1] ہوں نہ وہ دم ساز ہوں
جو پکارے گا سرِ دشت[2] اُس کی اک آواز ہوں

شاید اُن کے سامنے تھی کربلا کی رَوشنی
یاد آتی تھی اُنہیں تشنہ لبی شبّیرؑ کی

تھے پیامِ حضرتِ شبّیرؑ سے وہ آشنا
دَشت کی آواز کہہ کر جس کو ظاہر کر دیا

ہر یہودی کے لئے یحییٰؑ کی باتیں تھیں گراں
اُن کو اِک دن ظالموں نے آکے گھیرا ناگہاں

---

[1] حضرت علیؑ [2] حضرت امام حسینؑ اور دشتِ کربلا کی طرف اشارہ ہے۔

اُن سے پوچھا تو مسیحاؑ ہے کہ ایلیاؑ یہ بتا
دعوتِ حق کی منادی سے ہے تجھ کو ربط کیا

یا ہے وہ جس کا ہر اِک دینداؑر کو ہے اِنتظار
جس کی ممنونِ کرم ہے خُلد و جنّت کی بہار

آپ نے پھر یہ کہا اُس شخص کا میں راز ہوں
جو پکارے گا سرِ دشتؑ اُس کی میں آواز ہوں

آپ کہتے تھے کہ اِک بہتر نبیؐ آنے کو ہے
ہاں بہت بہتر جو مجھ سے ہے وہی آنے کو ہے

اُس نبیؐ کے کفشِ پا کا تسمہ مجھ سے پاک ہے
یعنی اُس کی جُوتیوں کی عرش پر بھی خاک ہے

خود کو کہتے تھے حُسینؑ ابنِ علیؑ کی اِک صدا
جس نے دینِ مصطفیٰؐ کو دائمی رُتبہ دیا

جانتے تھے آب و دانہ بند ہوگا شاہؑ پر
اس لئے بس شہد اور ٹڈّی پہ کرتے تھے بسر

آپ کے بھی دَور کا حاکم تھا ہمرنگِ یزید
دیں کی خاطر اُس کو ٹھکرا کر ہوئے یحییٰؑ شہید

حضرتِ عیسیٰؑ کو خود یحییٰؑ نے بپتسمہ دیا
کرتے اُن کی جوتیوں کے تسمہ کی تعریف کیا

قدر کے قابل تھے جوتے صاحبِ معراج کے
عرش تک جو خالقِ اکبر کی رحمت سے گئے

حضرتِ عیسیٰؑ تو تھے موجود اُن کے دَور میں
آنے والے کس طرح ٹھہریں وہ چشمِ غور میں

آپ کی باتوں سے بدظن اتنے تھے بیدادگر
ہر طرح کا ظلم ڈھایا کرتے تھے وہ آپ پر

دَورِ یحییٰؑ میں ہروڈس بادشاہِ وقت تھا
ہوگیا وہ عشق میں اپنی بہن کے مُبتلا

حَسبِ منشا فتویٰ چاہا اُس نے اُس کے واسطے
چونکہ رشتہ تھا غلط حضرت نہ فتویٰ دے سکے

شاہِ دوراں ہوگیا ناراض بس اِس بات پر
اور اُس کے حُکم سے کاٹا گیا حضرت کا سر

آپ بھی دیں کی حفاظت میں شہادت پاگئے
اِس طرح رازِ صدائے شاہِ دیں سمجھا گئے

دشت کی آواز کا ٹکڑا بھی حق کا راز تھا
جس کے باعث حذف کر پائے نہ اُس کو بیوفا

ورنہ ہٹ جاتا کتابِ حق سے شہ کا تذکرا
جس طرح توریتؔ سے نامِ محمدؐ ہٹ گیا

کہہ گئے ہیں یہ رسولِ مغربین و مشرقین
میں حُسینؑ ابنِ علیؑ سے ہوں تو مجھ سے ہے حسینؑ

جس کے لب پر آئے گا ذکرِ شہ کرب و بلا
اُس کے لب پر ذکرِ شاہِ انبیا آجائے گا

۱؎ حضرت محمد مصطفیٰؐ مراد ہیں ۲؎ انجیل یوحنا باب(۱) فقرہ (۲۱ تا ۲۷)

کیوں کہ حفظِ دینِ احمدؐ میں کٹا اُن کا گلا
آپ کا بھی ذکر ہے ذکرِ شہ کرب و بلا

اِس طرح انجیلؔ میں ہے آج بھی نامِ نبیؐ
فہم سے عاری ہے وُہ اِس کو نہ مانے گر کوئی

آدمؑ و حوّا کی خِلقت زَوج کی ممنوں نہ تھی
ہنستے تھے بیدیںؔ جب یہ کہتا تھا کوئی نبیؐ

حضرت عیسیٰؑ کی پیدائش

کہتے تھے ہم دن کو آخر کیسے کہہ دیں رات ہے
خِلقتِ انساں بغیر زَوج مُہمل بات ہے

حَق نے اُن کی اِس حماقت کو جتانے کے لئے
اپنی قُدرت کا کرشمہ پھر دکھانے کے لئے

چُن لیا مریمؑ کو جو تھیں پاکباز و باوفا
اور اپنی قوم میں تھیں سب سے بہتر پارسا

تھیں کُنواری ہی ابھی شوہر کی وُہ حامل نہ تھیں
اور اُصولِ عام سے ماں بننے کے قابل نہ تھیں

اُن کے بطنِ پاک سے عیسیٰؑ کو پیدا کر دیا
اک نئے اِسرار کو دُنیا[1] پہ افشا کردیا

حضرتِ مریمؑ پہ طعنہ زن ہوئے جب بیوفا
طفلِ نو مولود تھے عیسیٰؑ نے لیکن یہ کہا

میری پیدائش خدائے پاک کا اعجاز ہے
بالیقیں اس میں بھی اُس کی حِکمتوں کا راز ہے

پاک دامن میری ماں ہے احترام اُس کا کرو
ابنِ آدمؑ ہو تو پھر انساں بَو حق سے ڈرو

سُن کے بچّے کی یہ باتیں آگیا سب کو یقیں
بولے یہ معصوم ہے سچ کہتا ہے جُھوٹا نہیں

طفلِ نَو مولُود اور باتیں یہی اعجاز ہے
بالیقیں یہ بچّہ وہ ہے ہم سے جو ممتاز ہے

ان کی یہ باتیں سُنیں تو اُن پہ شیطاں چھا گیا
اک نئے انداز سے نادانوں کو بہکا گیا

بولا عیسیٰؑ روحِ حق ہے روحِ حق بھی ہے خدا
رُوح ہے جبریلؑ بھی وُہ بھی نہیں رَب سے جدا

اِس لئے بہتر ہے اِن تینوں کو ہم اک جان لیں
ہے تقاضہ عقل کا تثلیث کے قائل بنیں

پھنس گئے شیطان کے اس فلسفے میں کم نظر
ابنِ مریمؑ کو سمجھ بیٹھے خدا کا وہ پسر

ہاں مگر اس اَمر کی قُرآن کرتا ہے نفی
اور دکھاتا ہے ہمیں خالق کی سچّی رَوشنی

---

[1] سورہ آل عمران آیت (۵۹)

درسِ وحدت درج ہے توریت میں انجیل میں
اِس لئے بھی بَطل ہے تثلیث کی تاویل میں

دورِ عیسیٰؑ میں حکیموں کا بہت ہی زُور تھا
اسلئے عیسٰیؑ کو حق نے بخشا ایسا معجزا

جس سے مرتے کوڑھیوں کو اچھا کر دیتے تھے آپ
گہرے گہرے زخموں کو بس چھُو کے بھر دیتے تھے آپ

حکم حق سے آپ نے مُردوں کو زندہ کر دیا
پھُونک کر مٹّی کی چڑیوں کو پَرندہ کر دیا

رُوبرو اُن کے نہ تھا کچھ بھی حکیموں کا وقار
اپنے رُتبے کی کمی سے تھے یہودی بے قرار

یہ سبھی مِل جُل کے اُن کی جان کے دشمن بنے
حافظِ دیں بنتے تھے ایمان کے دشمن بنے

حضرت عیسیٰؑ کے حالات اور سولی دینے کا واقعہ

کی شکایت اُس کی سب نے بادشاہِ وقت سے
اور ڈرایا تو اُتارا جائے گا اب تخت سے

کہتا ہے عیسیٰؑ خدا کے ہیں زمین و آسماں
اور اِس دُنیا میں ہے وہ اَمرِ حق کا پاسباں

بڑھتے ہی جاتے ہیں اُس کے ماننے والے یہاں
جو یہی صورت ہے تو ہو جائے گا اُس کا جہاں

پھر کبھی رہنے نہ دے گا تیرے سر پر وہ یہ تاج
تُو جھکے گا اُس کے آگے جو ترا خادم ہے آج

سب سے بہتر کہتا ہے وہ مفلس و مجبور کو
شاہ سے بڑھ کر سمجھتا ہے وُہ ہر مزدور کو

تیرا رُتبہ اُس کی نظروں میں ہے مزدوروں سے کم
کھائے جاتا ہے ہمیں عیسیٰؑ کی ان باتوں کا غم

کہتا ہے یہ شخص اپنے آپ کو رُوحِ خُدا
یہ بھی اک انداز ہے تبلیغِ کُفر و شرک کا

رُوحِ حق کہتا ہے خود کو پَیروِ باطل ہے وہ
عالموں کا ہے یہ فتویٰ قتل کے قابل ہے وہ

بادشاہِ وقت کو مجبور انہوں نے یوں کیا
آخرش گھبرا کے اُس نے حُکمِ سُولی دیدیا

حضرتِ عیسیٰؑ کے نو شاگرد اُن کے ساتھ تھے
کہتی ہے انجیلؔ عیسیٰؑ کے یہ سچے ہاتھ تھے

کہتے تھے ہم چلتے ہیں حضرت کے ہر فرمان پر
رکھتے ہیں ایمانِ کامل ہم خدا کی شان پر

کہتے تھے حضرت سے وقت آیا تو جاں دیدیں گے ہم
پائیے گا آپ ہر غم میں ہمیں ثابت قدم

[1] انجیل (متی) باب ۲۶ (۶۴ تا ۶۷)

کچھ سپاہی آئے عیسیٰؑ کی گرفتاری کو جب — چھوڑ کر اُن کو اکیلا چھپ گئے یہ سب کے سب
اِس حقیقت سے ہے ظاہر عہد کے پکّے نہ تھے — ان پہ لغزش کا اثر تھا اِس لئے یہ چھپ گئے
تھا اِنہی لوگوں میں وہ جس نے پتہ اُن کا دیا — حضرتِ عیسیٰؑ کو دستِ ظُلم تک پہونچا دیا
لے گئے عیسیٰؑ کو جب سفّاک سُولی گاہ میں — ہر قدم پر اُن کو پہنچائی اذیّت راہ میں
صبر سے تکتے تھے سوئے آسماں خاموش تھے — ہوش میں حضرت تھے گرچہ ظلم بارِ دوش تھے
دار تک حضرت پہ یہ ظلم وستم ہوتے رہے — ہر نفس پر کچھ زیادہ رنج وغم ہوتے رہے
ظالموں نے جبر یہ سُولی پہ جب لٹکا دیا — بولے عیسیٰؑ کیوں بُھلا بیٹھا مجھے میرے خدا
حکمِ خالق یہ ہوا ایذا نہ اب پہنچے کوئی — اے فرشتوں اِس کو لے آؤ یہ ہے میرا نبیؑ
اُس کی راحت کے لئے ہے آج سے یہ آسماں — چھوڑ دو سُولی پہ اُس کی شکل کا کوئی جواں
تا کہ ظالم اپنی نادانی پہ خوش ہوتے رہیں — ہے جہنّم جس کا پھل وہ بیج خود بوتے رہیں
میں نے جواُن سے کہا تھا اُس نے وہ سب کردیا — اپنے خونِ دل سے ہر نقشِ وفا کو بھر دیا
زندۂ جاوید ہے یہ بزمِ کاروبار میں — مرتبہ اعلیٰ ہے اِس کا میرے بھی دربار میں
درج ہے انجیلؔ میں جن کا بیاں تھے سب وہی — حضرتِ عیسیٰؑ سے پیاری جن کو اپنی جان تھی
وقتِ مشکل چل دئے تھے حق سے جو مُنھ موڑ کر — چھپ گئے تھے حضرتِ عیسیٰؑ کو تنہا چھوڑ کر
حسبِ قرآنؔ[1] اس طرح جو بھاگیں وہ بچے نہیں — اِن کو بہکا سکتا ہے جب چاہے شیطانِ لعیں
کہہ چکے تھے جن سے عیسیٰؑ چھوڑ دو گے تم مجھے — توبہ کر لو ہے یہی بہتر تمہارے واسطے
تھے وہی عیسیٰؑ کو جو ابنِ خُدا کہنے لگے — عبدِ صالح کو بھی مُشرک بے وفا کہنے لگے

توریتؔ اور انجیلؔ کے بیانات میں تضاد ہے

آئینہ قرآن میں ہے مشرکوں کی گمرہی — ہو نہ ہو وہ آگئے تھے چال میں شیطانؔ[2] کی

[1] سورۂ آل عمران آیت (۱۵۳ تا ۱۵۴) [2] سورۂ ہود آیت (۱۲ تا ۱۳)

ہے ثبوت اِس کا کہ ہے قرآن خالق کا کلام
ہیں وہی جھوٹے سمجھتے ہیں جو اِس کو اتہام

رَد نہ کر پایا کوئی اِس آیتِ قرآن کو
آیتیں ایسی بنا دے شک ہو جس انسان کو

مدّتوں اہلِ عرب کوشاں رہے اس امر کے
آیتیں گڑھ لائیں وہ قرآں کی رَد کے واسطے

تشنۂ تکمیل ہی لیکن رہا اُن کا خیال
چل سکی اس راہ میں لیکن نہ اُن کی کوئی چال

آج تک حاوی ہے ہر مُنکر پہ یہ قولِ خدا
کوئی ثانی لا نہیں سکتا کبھی قرآن کا

ربط ہے توریت کو بس اِس قدر ایمان سے
جس قدر پیغام اُس کا ملتا ہے قرآن سے

وہ غلط ہے جس کی بھی تنسیخ ہو قرآن سے
کوئی بھی نسبت نہیں اس بات کو ایمان سے

ہے یہی انجیل کی صورت جو دیکھو غور سے
اختلاف اُس میں ہے ابراہیم کے ہر طور سے

یہ صحیفے کہتے ہیں اِک جا تو باللہ کو بُرا
دوسری جا پر انہی میں مئے پرستی ہے رَوا

آخرش اب اہلِ ایماں حکم مانیں کون سا
عقل کہتی ہے کہ حُکمِ آخری ہوگا بجا

حضرتِ عیسیٰؑ نے خود مئے نوشوں کی تنقیص کی
نشہ میں دیکھا تو باطل کوشوں کی تنقیص کی

آج بھی یہ قولِ عیسیٰؑ درج ہے انجیل میں
میرے بعد آئیں گے کاذب میری ہی تاویل میں

بیوفا[1] کہتے پھریں گے میں یہاں ہوں میں وہاں
تم مگر تسلیم کر لینا نہ اُن سب کا بیاں

اس ہدایت کو بُھلا بیٹھے مگر اہلِ کتاب
مان بیٹھے یہ اُسے جس نے کیا اُن سے خطاب

درج[2] ہے انجیل میں عیسیٰؑ سے شیطاں نے کہا
ریگ کو روٹی بنا دے تو ہے گر ابنِ خُدا

اِس سے ظاہر ہے کہ شیطاں نے اُنھیں بہکا دیا
بعد میں کہنے لگے عیسیٰؑ کو جو ابنِ خُدا

یہ بھی لکھا[3] ہے کہ بد رُوحیں بھی کہتی تھیں یہی
ایسی رُوحیں کرتی ہیں شیطان ہی کی پیروی

یہ بھی ہے بدرُوح[5] نے جس دم کہا ابنِ خدا
بات یہ ظاہر نہ کرنا اُس سے عیسیٰؑ نے کہا

اِس سے ثابت ہے کہ عیسیٰؑ نے یہی تنبیہ کی
بے وفا ابنِ خُدا کہنا نہ مجھ کو اب کبھی

---

1. انجیل ۔لوقا ۔باب ۷ ۔ص (۳۲ ۔۳۴) یوحنا باب ۲ ۔ص (۸ تا ۱۰) لوقا ۔باب ۲۸ ۔ص (۷ تا ۸) انجیل ۔متی ۔باب ۲۵ ۔ص (۳۱ تا ۳۵) 2. لوقا ۔باب ۱۶ ۔ص (۲۲) ۔باب ۲۴ ۔ص (۱۵ تا ۱۶) 3. انجیل ۔مرقس ۔باب ۳ ۔ص (۱۱) 4. انجیل ۔متی ۔باب ۲۵ ۔ص (۳۱ تا ۳۵) 5. مرقس ۔باب ۳ ۔ص (۱۱ تا ۱۲)

بعد میں وُہ خود کو کیوں کہنے لگے ابنِ خُدا — آج تک انجیل سے بھی یہ نہ واضح ہو سکا
کیوں کہ ہے انجیل کی تحریر میں کافی تضاد — ایک منزل پر ہے کچھ تو دوسری جا کچھ مَواد
باپ[1] ہوں میں۔باپ مجھ میں ہے لکھا ہے ایک جا — دوسری منزل پہ ہے یہ باپ ہے مُجھ سے بڑا
کہتی ہے انجیل یہ وہ بھی ہے فرزندِ خُدا — جس[2] نے عیسیٰؑ کو قبول اُستاد اپنا کر لیا
کیونکہ عیسیٰؑ سے ہوا بیٹے کا حق اُس کو عطا — خون سے ہے وہ نہ انساں کے ارادے سے بنا
جو خُدائے دو جہاں ہے اس سے وُہ پیدا ہوا — جس کا مطلب ہے کہ عیسائی ہیں سَب ابنِ خدا
غور کرنے پر نظر آئے گا یہ دعویٰ غلط — ورنہ ہو جائے گا کہنا ہر پیمبرؑ کا غلط
لا شریک اللہ کو ہر اک پیمبرؑ نے کہا — سوچئے تو کس طرح پھر اُس کا بیٹا آگیا

رسمِ ختنہ اور حضرت عیسیٰؑ

حُکمِ ختنہ آلِ ابراہیم کو تھا دائمی[3] — دائمی احکام ہر گز رَد نہیں ہوتے کبھی
درج ہے یہ حضرت عیسیٰؑ کا بھی ختنہ[4] ہوا — پھر جوازِ ترکِ ختنہ کس طرح پیدا ہوا
خالقِ اکبر نے ٹھہرایا تھا اُس کو دائمی — پیروی اِس حکم کی تھی تا قیامت لازمی
بالیقیں یہ بھی نتیجہ ہے اسی تحریف کا — جِس کے باعث کہتے ہیں عیسیٰؑ کو لوگ ابنِ خُدا
حضرت عیسیٰؑ بنے تھے کمسنی میں رہنُما — آپ کی آواز کے دَر پَردہ حق کا راز تھا
خالقِ اکبر نے رد کی تھی بزرگی عُمر کی — ہونے والے تھے جہاں میں پیدا جس کے مُدّعی
قصۂ عیسیٰؑ سے واضح کر دیا اللہ نے — قیدِ عُمر و قَد غلط ہے علمِ دیں کے واسطے
الغرض اِنسان کو شیطان جب بہکا گیا — بعدِ عیسیٰؑ رفتہ رفتہ کفر پھر سے چھا گیا
کاروبارِ دہر میں پھر سے ستم ہونے لگے — کٹ گئیں لاکھوں زبانیں سَر قلم[5] ہونے لگے

---

[1] یوحنا باب۱۰۔ص (۱۱ تا ۱۴) و باب۱۴۔ص (۲۸) [2] یوحنا باب۱۔ص (۱۲ تا ۱۴) [3] عہدنامہ قدیم۔ پیدائش باب۱۷۔ص (۹ تا ۱۴) [4] لوقا۔باب۲۔ص (۲۱) [5] اعجاز التنزیل۔ص (۴۷۲ تا ۴۷۴) مصنف وزیر الدولہ مدیر الملک خلیفہ سید محمد حسن خان بہادر۔سی۔آئی۔ای (۱۹۰۴ء ایڈیشن)

تھا یہ عالم پیتا تھا انسان انساں کا لہو گُرگ سے بھی وہ بُرا تھا رکھتا تھا عقرب کی خو
ہر کس و ناکس سے لڑنا بھڑنا اُس کا کام تھا نیک ہونا اُس کی دُنیا میں بڑا الزام تھا
دفن کر دیتے تھے زندہ بیٹیوں کو خود پدر خوفِ مادر تھا نہ اُن کے دل میں تھا خالق کا ڈر
بد چلن تھے اور شیوہ اُن کا تھا آوارگی ڈھالتے تھے مورتی وہ اپنے اپنے کام کی
سَر جھکا کر اس کے آگے مانگا کرتے تھے مدد کوئی سمجھاتا تو کہتے ہے یہ کارِ ابّ و جَد

حضرت محمّد مصطفےٰؐ اور اَبرہا کا واقعہ

رہنمائے دین و ملت بن گئے شیطان جب اس نے بھیجا مصطفےٰؐ کو ہے جو سب کا سچا رَب
جب محمدؐ مصطفےٰ کا دَورِ آمد تھا قریں کیا کرے اِس فکر میں رہتا تھا شیطانِ لعیں
تھا یمن کا بادشاہ اُس دورِ بَد میں ابرہا اُس کو ظالم پاکے قبضہ اس پہ شیطاں نے کیا
ہوتا ہے کعبہ کا حج کیوں اس سے شیطاں نے کہا سب سے اچھا ہو جو گرجا ڈال تو اُس کی بِنا
حاجیوں کے ٹھہرنے کا خوب تر سامان کر حج کریں آکر یہاں سب اِس کا پھر اعلان کر
مملکت میں تیری جب حج کے لئے سب آئینگے تیری آمد کے وسائل اور بھی بڑھ جائینگے
اُن کی دَولت سے اضافہ ہوگا تیرے مال میں اس سے زائد آئے گا آتا ہے جو بھی سال میں
اِس طرح ڈالی گئی تازہ عمارت کی بِنا کعبہ میں جانے سے اہلِ حج کو پھر روکا گیا
ہاں مگر جب اَبرہا کی بات ٹھکرائی گئی غیض میں آیا وہ ظالم چل گئی شیطان کی
دیکھا غُصّہ میں اُسے شیطان نے تو دَھر لیا اَبرہا کو کعبے کے ڈھانے پہ راضی کر لیا
یہ خبر تھی اُس کو ہیں سَردار جَدِّ مُصطفاؐ سوچتا تھا وہ لڑیں گے جائے گا جب اَبرہا
ایسا جب ہوگا تو سارا مکّہ روندا جائے گا وہ بھی مَر جائے گی جس کے بطن میں ہیں مصطفاؐ
حشر تک پھر چین سے ہر اک کو وہ بہکائے گا گھیر کر دوزخ کی جانب سب کو وہ لے جائے گا
اِس لئے بھیجے یمن سے اُس نے ایسے اہلِ شَر لے گئے جو اونٹ جَدِّ مُصطفےٰ کے ہانک کر

یہ نہ سمجھا حافظِ حضرت محمدؐ ہے خُدا
ان کا جو بدخواہ ہوگا خود ہی وُہ مٹ جائے گا

اونٹ واپس لینے پہونچے وہ یمن میں جس گھڑی
اَبرہا نے بات جَدِّ مصطفےٰؐ سے یہ کہی

خانۂ کعبہ کو ڈھانے والا ہوں میں جلد تر
کیا تمہاری نظروں میں کعبہ سے بہتر ہیں شُتر

دیکھ کر یہ رنگ بولے جَدِّ[1] شاہِ انبیا
خانۂ کعبہ کا مالک میں نہیں ہوں اَبرہا

اس کا جو مالک ہے وہ خود ہی بچائے گا اُسے
اونٹ میرے ہیں میں آیا ہوں بس اِن کے واسطے

اَبرہا یہ بات سن کر مطمئن سا ہوگیا
اور واپس کر دیا ظالم نے گلّہ اُونٹ کا

جس گھڑی وہ ہاتھی لے کر کعبہ کو ڈھانے چلا
حکم رَب سے طائروں کا غول اس پر چھا گیا

اپنے پنجوں میں سبھی طائر تھے کچھ کنکر لئے
جب اُنھوں نے کنکروں سے فوج پر حملے کئے

چھوٹے چھوٹے کنکروں میں اِس غضب کا زور تھا
جس پہ کنکر پڑ گئے فوراً وہ بھوسا[2] ہو گیا

ہوگئی بیکار فصلِ رب سے جب شیطاں کی چال
چڑھ گیا پھر بولہب کے کاندھے پر وہ بدخصال

حضرت محمدؐ کی پیدائش اور دیگر واقعات

بزمِ عالم میں ہوا حضرت مُحمدؐ کا ظہور
ظلمتیں چھٹنے لگیں چھانے لگا ہر سمت نُور

بُت گرے سجدے میں فوراً طاقِ کسرا گر گیا
بُجھ گیا سب سے بڑا آتش کدہ ایران کا

پوجتے تھے جس کو وہ دریائے سادہ اُڑ گیا
تین دن رَقصاں رہی مکّہ میں جنّت کی ہوا

اِس طرح چاروں عناصر نے یہ ظاہر کر دیا
جس کی طاعت لازمی ہے وہ ہُوا جلوہ نُما

ہو گئے راہب ظہورِ مصطفےٰؐ سے آشنا
بن گیا جس کی گواہی واقعہ سلمانؓ کا

رہ گئے جو بے خبر ایسے بھی کچھ انسان تھے
بولہب تھا اُن میں بوجہلؔ و ابو سفیانؔ تھے

غور کیجیے تو وہ ندوہ[3] ہے ثبوت اِس بات کا
جس کے اک جلسے میں تاجر بن کے شیطاں آگیا

جس میں یہ تجویز ابوجہلِ لعین نے پیش کی
قتل کر ڈالو محمدؐ کو مُناسب ہے یہی

---

[1] حضرت عبدالمطلب [2] سورۂ فیل ۔آیت (۱ تا ۵) [3] ندوہ مکہ کی وہ عمارت تھی جس میں کفار قتلِ محمد مصطفےٰؐ کی سازشیں کرتے تھے۔

آمنہ تھیں آپ کی ماں باپ عبدُاللہ تھے
جد تھے عبدُالمطلب جو مردِ حق آگاہ تھے

ہو چکا تھا قبلِ پیدائش پدر کا انتقال
جد ہوئے رُخصت تو تھے چھ سال کے یہ نونہال

بعدِ جد حضرت ابیطالبؑ بنے اُن کے ولی
وہ ابیطالبؑ کہ جن کے بیٹے تھے حضرت علیؑ

دو چچا تھے اور لیکن وہ چچا تھے نام کے
تیسرے تھے حمزہؓ شیدائی تھے جو اِسلام کے

نورِ احمدؐ سے کُھلے انساں پہ اسرارِ حیات
اک نئے انداز سے سجنے لگی پھر کائنات

اَز سَرِ نَو خانۂ کعبہ نے پائی روشنی
بُت گرے سجدے میں ظُلمت کُفر کی ہٹنے لگی

حکمِ خالق سے وہ پھر اک مرکزِ سجدہ بنا
اس کا جو رُتبہ تھا پہلے پھر اُسے وہ مِل گیا

آپ بچپن ہی سے اہلِ مکّہ میں ممتاز تھے
کیوں نہ ہو جب بارگاہِ حق میں وجہِ ناز تھے

آپ کی ایمانداری شہرۂ آفاق تھی
سب ادب کرتے تھے ایسی خوبیِ اخلاق تھی

ہر جوان و پیر کہتا تھا اِنھیں اپنا امیں
رحمت اللعالمیں کہتا تھا رَبّ العالمیں

حضرت خدیجہؑ کا حضورؐ کو اپنی تجارت کے لئے چننا

شہر مکّہ میں خدیجہؑ ملکۂ تجّار تھیں
آپ نے جب خوبیاں حضرت مُحمد کی سُنیں

خوش ہوئیں یہ سوچ کر شاید وہی اب آگیا
جس کی بابت کان میں آئی تھی اک دن یہ صدا

سَر زمینِ مکّہ میں ہونے کو ہے جس کا ظہور
ہوگا جو محبوبِ حق باطل رہے گا جس سے دُور

لڑکیوں میں سے کرے تقدیر جس کی یاوری
اُس نبیؐ کو آج سے سمجھے شریکِ زندگی

خواہشِ دیدِ نبیؐ میں کب سے ہوں مخمور میں
اِنتظار اُن کا ہے اب تک عقد[1] سے ہوں دُور میں

---

[1] علامہ شیخ مفید۔ شریف مرتضیٰ۔ علم الہدیٰ۔ شیخ ابوجعفر طوسی وابن آشوب نے دعوے کے ساتھ لکھا ہے کہ جب حضرت خدیجہؑ کا عقد محمد مصطفیٰؐ سے ہوا تو وہ کنواری تھیں کیونکہ ان کے کسی بھی دوسرے شوہر کا ذکر ان تاریخوں میں نہیں ہے جو بنی امیہ کے دورِ سلطنت سے قبل لکھی گئی ہیں۔ آپ کے دو فرضی شوہر بتانا بنی امیہ کا کام ہے جو اعلانِ بعثت کے بعد سے رسولؐ مقبول کی ذات والا صفات کو گرانے کی کوشش میں لگے تھے اور رسولؐ اور آلِ رسولؐ کو جھوٹی باتوں سے پریشان کرتے تھے۔ ابوسفیان رسولؐ خدا سے لڑتا رہا۔ اس کا بیٹا معاویہ حضرت علیؑ سے لڑتا رہا اور معاویہ کے بیٹے یزید نے امام حسینؑ کو شہید کرادیا اور عترتِ اطہار کی توہین کی۔ اس سلسلے میں سورۂ بقر کی آیت (۲۱۷) بھی دیکھیں جس کا ترجمہ یہ ہے ''یہ (مکہ والے) کافر (اے رسول) تم سے ہمیشہ لڑتے رہیں گے'' ہمیشہ کے معنیٰ اور اس حدیث پر غور کریں (حسینؑ مجھ سے ہے اور میں حسینؑ سے ہوں) تو مفہوم اور واضح ہو جائے گا۔

رات دن اِس فکر میں تھیں آئے گا کب وہ نبیؐ — چُن چکی ہوں جس کو میں اپنا شریکِ زندگی
جس کی خاطر ہر پیام عقد پر "لا" کہہ دیا — ہو نہو اب آگیا وہ دینِ حق کا رہنُما
اپنے دل کے اِس گماں کو آزمانے کے لئے — گوہرِ مقصود کے نزدیک جانے کے لئے
عاتکہ سے آپ نے پوچھا ہے کون ایسا امیں — جس کی سچائی کا مکّہ میں کوئی ثانی نہیں
عاتکہ نے نام جب محبوبِ خالق کا لیا — بولیں یہ حضرت خدیجہؑ تم نے مجھ کو خوش کیا
ہوں اگر تیّار حضرتؐ بھی تجارت کے لئے — میرا مال وزَر ہے اُن کی نیک خدمت کے لئے
ہو گئے راضی محمدؐ جب تو اِتنا خوش ہوئیں — پا گئی ہوں جیسے وہ دُنیا میں ہی خُلدِ بریں
جب تجارت کے لئے ساماں فراہم کر لیا — جانبِ شام آپ نے حضرتؐ کو رُخصت کر دیا
آیا جب بعدِ تجارت مکّہ میں یہ قافلہ — سب کو حیرت تھی ہوا تھا اب کی اِتنا فائدہ
کارگر ثابت ہوا تھا آپ کا حُسنِ سُلوک — دُور کر دیتے تھے حضرتؐ گاہکوں کے سب شُکوک

جناب خدیجہؑ کا حضورؐ سے شادی کے لئے پیام بھیجنا

اور حضرت ابو طالبؑ کا عقدِ حضورؐ پڑھنا

جب خدیجہؑ نے سنی حضرت کے آنے کی خبر — چھت پہ پہونچیں خوش ہوئیں وہ اُن کا جلوہ دیکھ کر[1]
ہیں مُحمدؐ ہی نبیؐ جب ہوگیا اس کا یقیں — اک کنیز آزاد کر دی آپ اِتنا خوش ہوئیں
آپ نے بھیجا نفیسہؑ کے ذریعہ یہ پیام — جو ابیطالبؑ سے یہ کہنے لگیں بعدِ سلام
عقد احمدؐ سے کریں ہے یہ خدیجہؑ کی خوشی — مشورہ احمدؐ سے بھی اسکے لئے میں کر چکی
اب اِجازت آپ کی اس راہ میں درکار ہے — ہنس کے فرمایا ابیطالبؑ نے کب انکار ہے
عصمتِ حضرت خدیجہؑ ہے سبھی پر آشکار — پیکرِ صبر و رضا ہیں اور ہیں طاعت گذار
آپ نے عقدِ مُحمد جب خدیجہؑ سے کیا — دونوں کے دامن کو حق نے برکتوں سے بھر دیا

[1] بعد تجارت جب محمد مصطفیٰؐ شہر مکہ میں داخل ہوئے تو شام کا اندھیرا چھا چکا تھا۔ حضرت خدیجہؑ ان کی واپسی کا منظر مکان کی چھت سے دیکھ رہی تھیں۔ آپ نے دیکھا کہ رسولؐ کے سر کے اوپر ہوا کے دوش پر ایک روشن قندیل جل رہی ہے۔

ابتدا ہی سے نبیؐ کو تھا عبادت کا خیال
اس کا شاہد ہے حرا کا غار اور چالیس سال

آپ ہیں حق کے رسول اِس سے بھی تھے آپ آشنا
لوہا منوانا تھا لیکن عظمتِ کردار کا

کام تھا ایمان سے انصاف سے اخلاق سے
اتنی مدت تک رہے خاموش اسی کے واسطے

آپ کو اپنا امیں کہنے لگے جب خود عرب
مل گیا جب قوم سے حضرتؐ کو صادق کا لقب

جب رسالت کی شہادت دینے والا آگیا
حضرتِ جبریلؑ نے پہونچایا یہ حکم خدا[1]

نام سے اس رب کے پڑھنے کی کرو اب ابتدا
خون سے جس رَب نے ہر انسان کو پیدا کیا

ہے وہی رَب بالیقیں سب سے بڑا صاحب کرم
اک ذریعہ علم کا جس نے بنایا ہے قلم

علم جس نے بخشا ہے ان باتوں کا انسان کو
جن کی آگاہی نہ تھی رُوزِ عطا انسان کو

قادرِ مطلق کی جانب سے تھا یہ پہلا پیام
اس حقیقت سے ہیں واقف راہِ دیں کے خاص و عام

دعوتِ ذوالعشیرہ

بعدہٗ نازل ہوئیں وہ آیتیں قرآن[2] کی
روشنی میں جن کی ذوالقربیٰ کی دعوت کی گئی

تھی تواضع انکی جو کرتے تھے دیں کی پیروی
اور ڈرانا تھا اُنہیں تھی جنکی فطرت میں بدی

جُز بنی ہاشم نہ تھا اس خاص دعوت میں کوئی
غیر کا امکاں نہ تھا کارِ رسالت میں کوئی

تھے وہی دعوت میں بس جو وارثِ قرآن[3] تھے
حامل نیکی تھے کچھ ، کچھ پیروِ شیطان تھے

حسبِ حکمِ حق محمد نے کیا تھا انتظام
آئے تھے دعوت میں جو ان کو سنایا یہ پیام

ہے خدا واحد یہ مانو بُت پرستی چھوڑ دو
میں رسولِ حق ہوں میرا ساتھ دو بُت توڑ دو

آج میرا ساتھ جو دے گا وہی ہوگا وصی[4]
حکمِ خالق ہے خلیفہ بھی مرا ہوگا وہی

بولہبؔ بولا بلایا تھا اسی کے واسطے
ہم بڑے ہو کر بھی ہوں پابند تیرے حکم کے

ہے بزرگی علم سے یہ جانتا تھا کج ادا[5]
پھر بھی ظالم خود کو حضرتؐ سے بڑا سمجھا کیا

---

[1] سورۂ علق کی پہلی پانچ آیتیں۔ [2] سورۂ شعراء آیت (۲۱۴) [3] سورۂ فاطر۔آیت (۳۲) [4] تاریخ طبری۔جلد۔۲۔ ص۔۲۱۷۔تاریخ کامل جلد۔۲۔ص۔۲۲۔تاریخ ابوالفدا۔جلد۔۱۔ص۔۱۱۶۔ [5] سورۂ تبت یدا۔نیز سورۂ زمر۔آیت (۳۲)

یہ وہی تھا ظلم کرتا تھا جو اپنے نفس پر ۔۔۔ لے گیا جس کا عمل دوذخ میں جس کو کھینچ کر
وہ بھی تھے اس کی طرح جو ساتھ میں اس کے چلے ۔۔۔ اور اسکے بعد رہبر ظالموں کے بن گئے
جس نے اٹھ کر یہ کہا وہ تھے فقط حضرت علیؑ ۔۔۔ میں مَدَد کرتا رہوں گا اس مُہم میں آپکی
ماسوا اللہ کے کوئی خدا ہر گز نہیں ۔۔۔ اس کا میں شاہد ہوں پیغمبر ہیں حضرت بالیقیں
نیکوں میں سب سے آگے بڑھنے والے تھے یہی ۔۔۔ تھے علیؑ مرتضٰی نفسِ نبیؐ حق کے ولی
جو رہے خاموش اس دعوت میں کچھ ایسے بھی تھے ۔۔۔ آگئے پھر دامنِ رحمت میں کچھ ایسے بھی تھے
یہ وہی تھے درمیانی جنکو کہتا ہے خدا ۔۔۔ اور وارث بھی بتاتا ہے جنہیں قرآن کا
جب مدد کرنے نہ آیا کوئی حیدر کے سوا ۔۔۔ سینے سے انکو لگا کر مصطفےؐ نے یہ کہا
یہ مرا بھائی ، وَصی اور جانشیں ہے جان لو ۔۔۔ ہے اطاعت اسکی لازم آج سے یہ مان لو
بو لہب نے یہ سنا تو تلملا کر اُٹھ گیا ۔۔۔ اور ابوطالبؑ سے یہ کہنے لگا وہ بیوفا
آج سے بیٹے کو اپنے مانو اپنا رہنما ۔۔۔ وہ پیمبرؐ کا وصی ہے حَسبِ قولِ مصطفےؐ
بو لہب کا طنز ابیطالبؑ کے دیں کا ہے ثبوت ۔۔۔ کُفر کا الزام جہل اہل کیں کا ہے ثبوت
قبل بعثت دینِ حق جو تھا اُسی پر آپ تھے ۔۔۔ بعدِ بعثت حامیِ دینِ مُحمدؐ بن گئے
ہو گئے خوش جب ابیطالبؑ نے یہ مُژدہ سُنا ۔۔۔ فضلِ رب سے ان کا بیٹا ہے وصیِ مصطفاؐ
آپ ہی نے تو پڑھا تھا صیغۂ عقدِ نبیؐ ۔۔۔ کیا نبیؐ کا عقد کافر نے پڑھایا ہے کبھی
آپ کے ایماں کے شاہد وہ قصیدے بن گئے ۔۔۔ شاہپارے اب بھی ہیں جو دین کی تبلیغ کے

حضرت ابیطالبؑ مومن تھے

تھے ابیطالبؑ بھی مومن آئینہ یہ بات ہے ۔۔۔ جو اُنھیں کافر کہے مشکوک اُس کی ذات ہے
کہتے تھے حضرت ابیطالبؑ کو کافر بس وہی ۔۔۔ کفر جن کے دل میں تھا رُخ پر نقاب اسلام کی
بولہب بوجہل کی جو پیروی کرتے رہے ۔۔۔ مُدّتوں تک ہر سُخن سے جھولیاں بھرتے رہے

کوئی بھی عزّت نہ تھی جن کی نبیؐ کے دَور میں
چھن گیا تھا جن کا ہر عُہدہ علیؑ کے دَور میں

کہتا ہے قُرآن[1] یہ کافر نہ بدلیں گے کبھی
اِن کی باتوں کا یقیں ہرگز نہ کیجئے گا نبیؐ

بس چلے اِن کا تو یہ کافر بنا دیں آپ کو
اپنی جانب کھینچ لیں مجھ سے ہٹا دیں آپ کو

جاں بچانے کے لئے کافر مسلماں ہوگئے
اُن پہ قابو پا لیا جِس دم رسُول اللہ نے

اس لئے بخشی نجائے گی کبھی اُن کی خطا
اُن کی بابت ہے یہی قُرآن میں حکمِ خُدا[2]

کیونکہ حاوی ہوگئے پوری طرح سے جب نبیؐ
جاں بچانے کے لئے مُسلم بنے یہ اس گھڑی

لاتے گر ایمان پہلے بخش دی جاتی خطا
حُکم رَب ٹھکرانے کی پائیں گے یہ ظالم سزا

یہ جتاتے رہتے تھے بدؔر و اُحدؔ کی دشمنی
کہتے تھے قاتل ہمارے بھائیوں کے ہیں علیؑ

ہے ثبوت اِس بات کا صُفّین کی خونیں جدل
کربلاؔ کا معرکہ اور فتنۂ جنگِ جملؔ

بے وفا حضرت علیؑ کا دل دُکھانے کے لئے
کافر اُن کے باپ ابیطالبؑ کو لکھوایا کئے

اُس زمانے کے مؤرخ اُن کے تھے زیرِ اثر
جاں بچانے کے لئے وہ لکھ گئے جھوٹی خبر

ہے مگر قُرآن کے دامن میں یہ حکمِ خُدا[3]
جس میں وہ حضرت ابیطالبؑ کو مومن کہہ چکا

حُکمِ رب آیا تو دعوت ذوالعشیرہؔ کی ہوئی
اقربا کے ماسوا جس میں نہ شامل تھا کوئی

آئے تھے دعوت میں جتنے بھی نبیؐ کے اقربا
سب بنی ہاشم ہی تھے کوئی نہ تھا اُن کے سِوا

اس لئے ان ہی میں سے وہ صاحب کردار تھے
حسب حکمِ حق تواضع کے بھی جو حق دار تھے

غور کیجئے گا اگر تو راز یہ کُھل جائے گا
اک ابیطالبؑ تھے مومن دوسرے شیرؑ خُدا

وہ تھے کافر حکم تھا جن کو ڈرانے کے لئے
بعدِ دعوت زَعمِ باطل میں جو اُٹھ کر چل دئے

بدؔر میں جو باندھ کر لائے گئے پیش نبیؐ
اور پھر جن کو سزا تاوان دینے کی ملی

بولہب سے مشرکوں اور مُنافقوں کی ہمدردی

وہ اِنھیں مشکوک کے حامی تھے جن کا تھا خیال
بولہب پر لُطفِ[4] خالق ہوتا ہے ہر ایک سال

---

[1] سورۂ بقر۔آیت (۲۱۷) [2] سورۂ مائدہ۔آیت (۴۴) [3] سورۂ شعراء۔آیت (۲۱۴) [4] "فتاویٰ قیام الصلوٰۃ والدین" (باقی آگے)

گرچہ رَد کرتا ہے اِس کی سورۂ ''تبّت یدا''
ہاں مگر اُن کی نظر میں ہیچ تھا حُکمِ خُدا

حُکمِ رَب یہ ہے جلے گا وہ ہمیشہ نار میں
کھینچ لاتے تھے اُسے یہ وہم کے گلزار میں

کہتے تھے پیدا ہوئے جس دم محمد مُصطفےٰؐ
دودھ دو میری طرف سے بچّے کو اُس نے کہا

اُس کی اِس اک بات کو حق نے پسند اتنا کیا
دامنِ رحمت میں اُس ظالم کو اپنے لے لیا

ایک دن کے واسطے آزاد کرتا ہے اسے
اِس طرح ہر سال اک دن یاد کرتا ہے اسے

تھی قیاس آرائیوں پر اُن کے ایماں کی اساس
جبکہ قُرآں[1] میں یہ لکھا ہے بُری شے ہے قیاس

زندگی بھر ساتھ ابیطالبؑ نے حضرت کا دیا
پوچھئے اُن لوگوں سے اِن کا صلہ پھر ہوگا کیا

یہ کبھی اُن کے صلہ کا ذکر کیوں کرتے نہیں
بولہب کی چاہ میں کیا رب سے بھی ڈرتے نہیں

راہ سے انصاف کی ہیں اُن کی باتیں دُورتر
مُہرِ نادانی لگی ہے جیسے اُن کی عقل پر

اقربا کو جب نبیؐ پیغامِ ایماں دے چکے
حُکم بھیجا خالقِ اکبر نے سب کے واسطے

کوہِ صفا پر حضورؐ کا مشرکوں اور کافروں سے خطاب

ایک دن جب نزدِ کعبہ جمع تھے کفّار سب
چڑھ گئے کوہِ صفا پر حضرتِ اُمّی لقب

آپ نے فرمایا مانو گے کہوں میں یہ اگر
آتی ہے فوجِ عینم اِس کوہ کے پیچھے نظر

اہلِ ملّہ بولے ہم کیسے نہ مانیں گے بھلا
تم اَمینِ قوم ہو اور حاملِ صدق و صفا

سُن کے یہ حضرتؐ نے فرمایا تو پھر یہ جان لو
میں رسولِؐ خالقِ اکبر ہوں تم بھی مان لو

اک خدا کو مان لو اور بت پرستی چھوڑ دو
ہے یہی بہتر کہ تم دوزخ سے رشتہ توڑ دو

(پچھلے صفحہ کا بقیہ) کے صفحہ (۱۱۳) پر مولانا قیام الدین عبدالباری صاحب فرنگی محلی (لکھنؤ) رقم طراز ہیں کہ ''خاتم المحدثین مولانا شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے مدارج النبوت میں لکھا ہے چوں حضرت تولد شد بشارت رساند با ابولہب کہ در خانۂ عبداللہ برادر تو پسرے متولد شد۔ ابولہب اور بمرد گانی آزاد کردو امر کرد کہ اوراشیر دہند وحق تعالیٰ بایں شادی وسرور کہ ابولہب بہ ولادتِ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کرد در عذاب تخفیف کرد۔ در روز دوشنبہ ازو بے عذاب برداشت۔''

[1] سورۂ یونس۔ آیت (۳۶)

مُشرکوں نے جب سُنا محبوب حق کا یہ پیام
ہو گئے وہ لاف زن تھے جمع جتنے بد لجام

کوہ سے اُترے نبیؐ اور اپنے گھر میں آگئے
آپ پر جو ہنس رہے تھے دیر تک ہنستے رہے

بعدہٗ مسجدؔ[1] میں اک دن جب نبیؐ نے یہ کہا
ماسوا اللہ کے ہرگز نہیں کوئی خدا

اہل مکّہ نے نبیؐ پر حملہ اُس دن کر دیا
کہہ گیا حضرت خدیجہؓ سے کوئی یہ ماجرا

آپ نے حارثؔ کو بھیجا اُن کی نُصرت کے لئے
کر دیا قرباںؔ[2] جنھوں نے خود کو حضرتؐ کے لئے

یہ شہادت وجہِ عظمت ہے خدیجہؓ کے لئے
کیونکہ یہ حارثؔ بنِ ہالہؔ تھے اُن کے بھانجےؔ[3]

مر گئے جب باپ ان کے آپ نے پالا انھیں
اور کہا کرتی تھیں حضرت پیار سے بیٹا انھیں

تھیں انہی حارثؔ کی بہنیںؔ[4] وہ بھی دونوں لڑکیاں
بولہب کے بیٹوں کی جو رہ چکی تھیں بیویاں

حضورؐ کی شکایت لے کر حضرت ابیطالبؑ کے پاس کفّار کے وفد کا آنا

مصطفیٰؐ کا تذکرہ ہونے لگا تھا چار سُو
ان کی بابت کرتے تھے کُفار پیہم گفتگو

تھے سراسیمہ سے عیسائی پریشاں تھے یہود
مشرکوں کے دل پہ تھا بارِ گراں ان کا وجود

وفد لیکر آئے وہ اک دن ابیطالبؑ کے گھر
اور یہ کہنے لگے ہے ناز ہم کو آپ پر

آپ ہیں ہم سب سے بہتر آپ ہیں سردار بھی
چاہتے ہیں اس لئے ہم سب مدد اب آپ کی

تفرقہ قوموں میں ڈالا کرتے ہیں جو بے حیا
آگیا ہے ان کے کہنے میں بھتیجا آپ کا

معترض ہے وہ بُتوں پر کہتا ہے جاہل ہمیں
التجا ہم سب کی ہے اب آپ اُس کو رُوک لیں

اُن کی باتیں سن کے حضرت نے یہ اُن سے کہہ دیا
میں بھتیجے کو بتا دوں گا تمہارا مُدعا

اہل مکہ ایک عرصہ تک رہے اِس آس میں
شاید اب تبلیغ دیں حضرت محمدؐ چھوڑ دیں

تھا خیال اُن کا ابیطالبؑ نے پالا ہے اُنھیں
مان جائیں گے محمدؐ بھی اگر وہ خود کہیں

ذکرِ وحدت پھر بھی جب کرتے رہے خیرالوراؐ
کافروں نے مشورے کے بعد پھر یہ طے کیا

ہم اگر لے جائیں اک نعم البدل اُن کے لئے
جو محمدؐ کی طرح تسکین اُن کے دل کو دے

[1] مسجدالحرام [2] طبقات ابنِ سعد۔جلد۔۱۔ص (۱۳۴) [3] و [4] طبقات ابنِ سعد۔جلد۔۱۔ص (۱۶۸)

اِس کے بدلے میں محمد مصطفےٰؐ کو مانگ لیں
اِس طرح شاید ہمارے کہنے پر وہ بھی چلیں

ذہن پر کُفار کے حاوی ہوا جب یہ قیاس
لے گئے عمارہ[1] کو حضرت ابیطالبؑ کے پاس

ان سے بولے یہ کرے گا آپ کی خدمت سدا
آپ رکھ لیں آج سے اِس کو بجائے مصطفاؐ

آپ کو اِس کی وراثت کا بھی حق مل جائے گا
اک معزز خانداں کی جان ہے یہ مہ لقا

اِس کے بدلے میں محمدؐ کو ہمیں کردیں عطا
جو بکھیرے دیتا ہے شیرازہ اپنی قوم کا

قتل کردیں گے اُسے فتنہ مٹانے کے لئے
اپنی بگڑی بات کو پھر سے بنانے کے لئے

کافروں کی بات سُن کر بولے یہ وہ با وفا
یہ بتاؤ کیا تقاضا ہے یہی انصاف کا

میں تمہارا بیٹا پالوں میرا بیٹا قتل ہو
کیا نہیں ہے یہ ستم انصاف سے تم ہی کہو

بات ابیطالبؑ کی سُن کر ہو گئے مایوس جب
چل دئے اپنے گھروں کی سمت اُٹھ کر سب کے سب

ہو گئے حضرت ابیطالبؑ بھی لیکن فکر مند
سوچتے تھے قتل ہو جائے نہ میرا ارجمند

حضورؐ کی محبت میں کفّار سے ابیطالبؑ کی انتقامی تیّاری

جب نہ پلٹے ایک دن حضرت محمدؐ شام[2] تک
لے گئے کفّار شاید تھا ابیطالبؑ کو شک

آپ نے اولادِ ہاشم کے جوانوں سے کہا
آج اب تک گھر نہیں پہونچے محمدؐ مصطفاؐ

اِس لئے ہتھیار لے آؤ کہ اُن کو ڈھونڈ لیں
ہے یہی بہتر یہاں سے جانب مسجد[3] چلیں

بیٹھ جاؤں جاکے میں مسجد کے اندر جس گھڑی
ایک ایک کرکے وہاں آجائیں تم میں سے سبھی

تم میں سے ہر ایک ہو پہلو میں اک سردار کے
خاص کر نزدیک ہو بوجہلِ ناہنجار کے

جیسے ہی معلوم ہو یہ قتل احمدؐ ہو گئے
جو بھی جس سردار کے ہو پاس اُس کو مار دے

بچ نہ پائے جہل کا بانی[4] رہے اِس کا خیال
روز اٹھاتا رہتا ہے بدبخت اک تازہ وبال

مل گئے رستے میں ابو طالبؑ کو زید[5] باوفا
تم نے دیکھا ہے محمدؐ کو یہ حضرت نے کہا

۱؎ و۲؎ تاریخ اسلام جلد اول۔ص (۱۰۵۔۱۰۶) از الحاج مولانا سید علی نقی نقوی بحوالہ طبقات ابن سعد۔جلد۔۱۔ص (۱۳۴۔۱۳۵)
۳؎ مسجدالحرام ۴؎ ابوجہل ۵؎ زید بن حارثہ

زیدؓ بولے میں ابھی تک تو انہی کے ساتھ تھا
اِس گھڑی جس گھر میں ہیں وہ گھر کا گھر ہے باوفا

آپ نے فرمایا اُن کو دیکھ کر جاؤں گا گھر
ساتھ لے آئے نبیؐ کو زیدؓ فوراً دوڑ کر

خیریت پوچھی ابوطالبؑ نے اور اُن سے کہا
جاؤ اپنے گھر میں بیٹھو اب محمدؐ مصطفاؐ

دوسرے دن صبح دم اُس جا ابوطالبؑ گئے
جس جگہ کفّار مکّہ کے سبھی سردار تھے

نوجوانانِ بنی ہاشم تھے اُن کے ساتھ میں
اور تلواریں چمکتی تھیں سبھی کے ہاتھ میں

تھے ابیطالبؑ نبیؐ کو اپنے پہلو میں لئے
ابرِ رحمت حضرتِؐ والا پہ تھے سایہ کئے

کھینچ لو ہتھیار پھر اپنے جوانوں سے کہا
بعدہٗ بوجہل سے فرمایا سن اے بے حیا

مارڈالوں گا میں سب کو ہیں ترے جو ہمنوا
گر محمدؐ مصطفےٰؐ کا بال بھی بیکا ہوا

آگیا سنّاٹے میں یہ دیکھ کر ہر بے وفا
خوف کے مارے عجب سا حال تھا بوجہلؑ[1] کا

یہ بھی ایمانِ ابوطالبؑ کا تھا روشن ثبوت
مانتے ہیں کب مگر سچائی کے دشمن ثبوت

کچھ زمانے تک سبھی کفّار گھبراتے رہے
رات دن وہ سانپ کے مانند بل کھاتے رہے

حضرت ابیطالبؑ کے مومن ہونے کا ایک اور ثبوت

متفق اِس بات پر پھر ہو گئے اہلِ جفا
اب ابیطالبؑ کا بھی کرنا پڑے گا سامنا

اُن سے پھر اک بار کہہ دیں ہم یہ سخت الفاظ میں
دَرمیاں سے کیوں نہیں ہٹتے بتادیں یہ ہمیں

ایک دن کہنے لگے اُن سے یہ جملہ بدگُہر
ہم پریشاں ہیں بھتیجے سے تمہارے سر بسر

کہتا ہے گمراہ ہم سب کے بزرگوں کو بھی وہ
اِس طرح توہین کرتا رہتا ہے ہم سب کی وہ

یہ ہتک برداشت کر سکتے نہیں اب ہم کبھی
کچھ کرو یا سامنے آجاؤ تم کُھل کر ابھی

سامنے تم کُھل کے آجاؤ یہ فقرہ[2] ہے گواہ
ہیں ابیطالبؑ مسلماں تھا یہ اُن کو اشتباہ

کیونکہ ہر دم حفظِ احمدؐ میں لگے رہتے تھے وہ
حُکم پر احمدؐ کے چلنا بیٹوں سے کہتے تھے وہ

تھے ابیطالبؑ مسلماں اس سے بھی یہ کُھل گیا
ہے مگر اِس سے بڑا اک اور ثبوت اس بات کا

---

[1] تاریخ اسلام جلداول، از الحاج مولانا سید علی نقی نقوی بحوالہ طبقات ابنِ سعد۔ جلد۔ا۔ص (۱۳۴۔۱۳۵) [2] سورۂ توبہ، آیت (۸۴)

دامنِ قرآں میں ہے روشن یہ آیت[1] آج بھی
میّتِ کافر پہ تم ہرگز نہ جانا اے نبیؐ

تھے شریکِ دفنِ ابو طالبؑ مگر خیرالوراؐ
اِس لئے اُن کا مسلماں ہونا ثابت ہوگیا

جو یہ کہتے ہیں یہ آیہ بعد میں نازل ہوا
علمِ قرآں سے ہیں شاید اب بھی وہ ناآشنا

حضرت عیسیٰؑ سے کیا کم تھے حبیبؐ کبریا
ابتدا ہی سے کتابِ حق کا جن کو علم[2] تھا

جب ابیطالبؑ نے دیکھا کافروں کو جوش میں
سوچا اُن سے کیا کہیں ظالم نہیں ہیں ہوش میں

آپ چُپ بیٹھے رہے اک صبر کا پیکر بنے
سمجھے یہ کفّار شاید آپ نادم ہوگئے

اِس طرح کم ہوگیا ان کافروں کا اشتعال
ہوگئے خاموش اٹھایا پھر نہ کوئی بھی سوال

رُک گئی اُن کی زباں اللہ کے اعجاز سے
گھر پے آئے تھے ڈرانے کے لئے جو ناز سے

جب ابیطالبؑ کے گھر سے جملہ مشرک ہٹ گئے
آپ نے آگاہ احمدؐ کو کیا حالات سے

یہ کہا مجھ پر نہ ڈالو بار اِتنا مصطفاؐ
جو نظر آئے مجھے بھی اپنی طاقت سے سِوا

رحم اب فرماؤ مجھ پر اور اپنے حال پر
پھر بتایا آپ کو جو کہہ گئے تھے اہلِ شر

سن کے سب باتیں محمدؐ مصطفےٰ نے یہ کہا
میں قسم اللہ کی کھا کر یہ کہتا ہوں چچا

رکھ دیں میرے ہاتھ پر وہ لاکے مہر و ماہ بھی
دعوتِ حق سے نہ پھر بھی باز آؤں گا کبھی

یا خدا غالب کرے گا یا میں کام آجاؤں گا
چھوڑ دوں میں کارِ حق ہرگز نہ یہ کر پاؤں گا

سُن کے یہ چشمِ ابوطالبؑ میں آنسو آگئے
پیار کے لہجے میں وہ حضرت سے یہ کہنے لگے

کیا کہوگے تم ۔ مجھے یہ بات تو معلوم[3] تھی
تم پہ واضح کرنا تھی بس دشمنی کفّار کی

میں مدد کرتا رہوں گا عمر بھر ہر دم یونہی
چاہے کام آجائے اِس میں جان بھی اَولاد بھی

جب محمدؐ مصطفےٰ تبلیغِ دیں کرتے رہے
اور ابیطالبؑ سے بھی مایوس کافر ہوگئے

---

[1] سورۂ توبہ، آیت (۸۴) نیز تاریخ اسلام جلد اول، بحوالہ طبقات ابن سعد۔ جلد ۱۔ ص (۷۸)۔ اعلام الوریٰ۔ ص۔ (۸۸) علامہ طبرسی۔ اسد الغابہ۔ جلد ۱۔ ص (۱۹)۔ علامہ ابن اسیر جزری (علامہ جزری نے لکھا ہے کہ جب ابی طالبؑ اور خدیجہؑ کی وفات ہوئی تو نماز جنازہ کا قاعدہ شریعتِ اسلام میں نہ تھا۔ اس بات سے ظاہر ہوتا ہے کہ اگر یہ قاعدہ رائج ہوتا تو دونوں کی نمازِ جنازہ پڑھی جاتی) [2] سورۂ مریم۔ آیت (۲۸ تا ۳۳) تاریخ عالم۔ جلد اول۔ ص (۴۵۔۴۶) از کے۔ اے حمید (لندن) جس پر مولانا سلیمان ندوی کا مقدمہ درج ہے۔

کفّار کا حضورؐ کو مال و زر کی لالچ دینے کا حربہ

سوچتے تھے وہ کہ چھیڑا ہے یہ کس نے سلسلا — کس نے بہکایا محمدؐ کو ہے یہ کس کی خطا
وہ ادب کرتا تھا سب کا ۔ آخرش کیا بات ہے — کوئی در پردہ ہے ورنہ پاک اُس کی ذات ہے
آخرش کیوں کہتا ہے وہ سب بتوں کو توڑ دو — ہے بُری رسمِ اب وجد اِس کو تم سب چھوڑ دو
اِس کے دل میں بھی ہے شاید خواہش نام ونمود — یا پسند آتا نہیں اِس کو خدیجہؓ کا وجود
مال و زر کی آرزو ہے یا کوئی زن چاہئے — ایسا کرنے کے لئے بھی اک نہ اک فن چاہئے
اِس لئے ہم خود محمدؐ مصطفٰے سے پوچھ لیں — جو بھی ہے درکار ان کو اب بتادیں وہ ہمیں
ہے طلب دولت کی تو دولت انہیں دیدیں گے ہم — چاہئے عورت اگر عورت انھیں دیدیں گے ہم
ہے یقیں گر یہ کیا تو بات پھر بن جائے گی — خود بدل جائیں گے وہ دولت نظر جب آئے گی
اِس قدر جاہل تھے وہ سمجھے نہ اپنی بات بھی — ملکۂ تجّار کے گھر میں ہے کس شَے کی کمی
وفد لے کر حضرتِ والا سے ملنے آگئے — اور جو بھی طے کیا تھا کہہ دیا وہ آپ سے
آپ نے فرمایا میری تو غرض کچھ بھی نہیں — میری باتوں کو نہیں ہے تم کو آخر کیوں یقیں
حق کی جانب سے یہاں اس کام پر مامور ہوں — دہر کے سب مشرکوں کو دعوتِ توحید دُوں
میرے لب پر جو بھی ہے فرمان ہے اللہ کا — میرا کہنا مانا تو ہوگا تمہارا ہی بھلا

کفّار کا مسلمانوں پر ظلم وستم

ہوگیا بیکار یہ حربہ بھی جب کفّار کا — درپئے ایذا ہوئے وہ بد خصال و بے حیا
لائے تھے ایمان جو ان پر ستم ہونے لگے — حضرت خبابؓ جلتے لوہے سے داغے گئے
خوں سمیّہ[1] کا ہوا یاسرؓ کا قتلِ ناروا — دھوپ میں رمضا کی پٹتے تھے بلالِ باوفا
حضرتِ عامرؓ[2] پہ ہوتی تھیں برابر سختیاں — باندھتے تھے پاؤں میں اُن کے ستمگر رسّیاں

[1] زوجۂ حضرت یاسرؓ [2] عامر بن فہیرہ

کھینچتے تھے اُس کے بعد اُن کو وہ جلتی ریت پر
کلمۂ حق پڑھتے رہتے تھے مگر وہ حق نگر

تھا صہیبؓ[1] باوفا پر بھی یہی ظلم و ستم
اُن کا حافظ تھا مگر عشقِ محمدؐ کا کرم

مار کھانے سے لُبینہؓ[2] کا عجب سا حال تھا
چہرا پیلا پڑ گیا تھا جسم اُن کا لال تھا

ظلم سہتے سہتے زنیرہؓ تو اندھی ہوگئی
تھی نہدیہؓ پر بھی سختی قومِ عبدالدار کی

ظالموں کے ظلم جب حد سے زیادہ بڑھ گئے
اور اصحابِ نبیؐ عاجز نظر آنے لگے

حَبش کی جانب وہ جائیں یہ ہوا حکمِ خدا
لے گئے عثمانؓ بن مظعون اُن کا قافلا

تھے یہی عثمانؓ جو تھے قافلہ سالار بھی
اور دس اصحاب تھے جن میں تھی حق کی روشنی

پانچواں تھا سال بعثت کا مہاجر جب گئے
اُس گھڑی عثمانؓ بن عفّان مسلم ہی نہ تھے

اِس میں شامل تھے بھلا عثمانؓ بن عفّان کب
جن کو شامل کرتے ہیں نادان اِس ہجرت میں اب

یہ مہاجر آگئے لیکن پلٹ کر حَبش سے
یہ جب آئے تو ستم کفّار کے پھر بڑھ گئے

جھوٹی خبریں بن گئی تھیں اُن کے آنے کا سبب
اُن سے لوگوں نے کہا تھا ہوگئی ہے صُلح اب

اہل ایماں مکّہ میں رہنے لگے ہیں چین سے
ہٹ گیا ہے فرقِ دین و کفر اب مابین سے

حضرت جعفرؑ طیّار اور ہجرتِ حَبش

حکم پھر اِن کو دیا حضرتؐ نے ہجرت کے لئے
جعفرؑ طیّار اب کی قافلہ سالار تھے

ساتواں تھا سالِ بعثت قافلہ جس دم گیا
تھے مہاجر اِس میں ستّر ہے یہ طبری نے لکھا

کافروں سے بچ کے یہ راہِ سمندر سے گئے
اور پھر آرام سے سب حَبش میں رہنے لگے

حَبش میں تبلیغِ دینِ حق تھا اِن لوگوں کا کام
نیک دل عیسائیوں میں بھی تھا اِن کا احترام

یہ مہاجر وہ تھے جن کا ذکر ہے قرآن میں
ان میں تھا جو شخص بھی کامل تھا وہ ایمان میں

ذکر اہلِ مکّہ نے جب ان مہاجر کا سُنا
حَبش کی جانب روانہ کر دیا اپنا جتھا

---

[1] صہیب بن سنان جو مکہ سے مدینہ چلے گئے تھے [2] لُبینہؓ عمر بن خطاب کی لونڈی تھیں جس کو وہ مارتے مارتے جب تھک جاتے تو کہتے تھے آج میں تھک گیا ہوں کل تجھے اس سے زیادہ ماروں گا۔ تو نے محمدؐ کا دین کیوں اختیار کیا۔

حَبش کو بھیجا گیا تھا کافروں کا جو جتھا
اُس جتھے کے ساتھ عمّارہ[1] سا بھی غدّار تھا

اِس جتھے نے یہ شکایت کی تھی شاہِ حَبش سے
حَبش بھاگ آئے ہیں کچھ مجرم اماں کے واسطے

وہ مہاجر خود کو کہتے ہیں مگر غدّار ہیں
بنتے ہیں دیندار لیکن اصل میں اَشرار ہیں

حضرتِ عیسیٰؑ کو بھی کہتے ہیں یہ ناداں بُرا
کرتے ہیں تعریف اُس کی جو ہے اُن کا رہنما

حضرتِ جعفرؓ سے پوچھا شاہ نے جب ماجرا
آپ نے وحدت کا ذکرِ خیر کر کے یہ کہا

ہم برائی میں پڑے تھے ہم میں آیا اک نبیؐ
جس نے سچائی کی ہم سب لوگوں کو تعلیم دی

پوجتے تھے پہلے بُت اب سجدۂ رب کام ہے
ہر بُرائی اب ہمارے واسطے دُشنام ہے

دورتر رہتے ہیں اب چوری۔زناکاری سے ہم
تولتے ہیں ٹھیک بچ کر چور بازاری سے ہم

پھر پڑھیں وہ آیتیں عیسیٰؑ کا جن میں ذِکر تھا
بادشاہِ حَبش کو ان میں مِلی حمد و ثنا

جب وَضاحت دیں کی کردی جعفرؓ طیّار نے
رد کیا دعویٰ عدو کا شاہِ خُوش اَطوار نے

اہل دیں سے یہ کہا تم سب رہو آرام سے
میں بچاؤں گا تمہیں ہر ایک بد انجام سے

حَبش میں پُرسش ہوئی تھی جعفرؓ طیّار سے
اِس سے ثابت ہوتا ہے وہ قافلہ سالار تھے

تھا یہی وہ دَور جب حمزہؓ مسلماں ہوگئے
اور دل و جاں سے محمدؐ کے نگہباں ہوگئے

ابوجہل کا حضورؐ کو قتل کرنے کا منصوبہ

جب سُنا بوجہل نے حمزہؓ مسلماں ہو گئے
اور بھی جلنے لگا وہ شیطنت کی آگ سے

بولا دوں گا ایک ہزار اُونٹ[2] اور مال و زر اُسے
جو محمدؐ کا بُریدا سر دکھائے گا مجھے

یہ سُنا تو زَر کی لالچ میں عمر گھر سے چلے
لے کے ارماں دل میں وہ پھر قتلِ احمدؐ کے لئے

کھیل سمجھے تھے وہ محبوبِ خُدا کے قتل کو
اشرفِ مخلوق اِمـــــام الانبیـــــاء کے قتل کو

اک فرشتہ آکے ان کو راہ میں الجھا گیا
ان کے ایوان تکبر کو یہ کہہ کر ڈھا گیا

کر رہی ہے کیا وہ جاکر دیکھ لو ہمشیر کو
اُس کی گردن پر چلاؤ پہلے تم شمشیر کو

[1] عمارہ بن ولید اس کے ساتھ عبداللہ بن ابی تھا [2] محاربہ صفدری۔ص(۹) مطبوعہ ۱۸۸۵ء

یہ نہیں کر سکتے تو تلوار اپنی توڑ دو — جس ارادے سے چلے ہو وہ ارادہ چھوڑ دو
مصطفیٰؐ کی طرح وہ بھی کہتی ہے بُت کو بُرا — جو خطا ہے مصطفیٰؐ کی ہے وہی اُس کی خطا
یہ بہن کے گھر گئے تو پڑھتی تھی قرآن وہ — لاچکی تھی کفر کو ٹھکرا کے اب ایمان وہ
اپنے بہنوئی پہ جب یہ کر چکے غصّے میں وار — بند آنکھیں کھل گئیں جب دیکھی اُس کے خوں کی دھار
نرم ہو کر بولے اُس کا غم مٹانے کے لئے — میں یہاں آیا تھا تم کو یہ بتانے کے لئے
ہے غلط دینِ محمدؐ مصطفیٰؐ کی پیروی — پیروی کرتی رہو کہتا ہوں لیکن اب یہی
تھی مگر یہ فکر اُن کو کیا کہیں بوجہل سے — آئے جب پیش نبیؐ تو یہ مسلماں ہوگئے
یہ جتاتے تھے مسلماں ہونے کا احسان بھی — دیکھ کر یہ رنگ خالق نے یہ آیت[1] بھیج دی
جو مسلماں ہونے کا احساں جتاتے ہیں نبیؐ — ان سے یہ کہہ دو نہ اب احساں جتائیں وہ کبھی
سچے ہیں تو یہ کہیں احسان ہے اللہ کا — ورنہ جو بھی کرتے ہیں یہ اُس سے واقف ہے خُدا
تھے یہی احساں جتانے والے ہے اِس کا ثبوت — کم نہیں اعجازِ حق سے جو ہے یہ ایسا ثبوت
مدح خواں اُن کے کہا کرتے ہیں اکثر آج بھی — یہ مسلماں ہوں دُعا کرتے تھے یہ رب سے نبیؐ
یہ بھی ہے احساں جتانے کے برابر بالیقیں — کہتا ہے جس کو بُرا خود خالقِ[2] دنیا و دیں
لائے یہ اِسلام جب تو بولے یا خیرالبشرؐ — آپ سے بولا کوئی تو کاٹ لوں گا اُس کا سر
ظلم لیکن جب بھی ہوتا تو کھسک[3] جاتے تھے یہ — ڈر کے مارے راہِ ایماں سے بھٹک جاتے تھے یہ
ظلم کے بانی ابو جہل و ابو سفیان تھے — دشمنِ جانِ محمدؐ یہ سبھی نادان تھے

حضرت ابیطالبؑ کا سوشل بائیکاٹ اور شعبِ ابیطالبؑ کے حالات

ظالموں نے دیکھا تھا شق القمر کا مُعجزا — کنکروں سے سُن چکے تھے کلمۂ حق بے وفا
مصطفیٰؐ کو پھر بھی جادوگر ہی وہ کہتے رہے — بے حیا تھے کفر کے سیلاب میں بہتے رہے

---

[1] و [2] سورۂ حجرات آیت (۱۶ تا ۱۸) [3] جنگ احد میں بھی نبیؐ کو میدان جنگ میں چھوڑ کر بھاگ گئے تھے۔ اعجاز القرآن۔ ص۔ (۷۴)
از خلیفہ سید محمد حسن سابق وزیر اعظم ریاست پٹیالہ۔

ہے کلامِ پاک کے دامن میں ان سب کی بدی
اُن کی فطرت میں بھی تھیں سفّاکیاں شیطان کی

حاملِ قوّت رہے جب تک نبیؐ سے یہ لڑے
ہو گئے کمزور تو قدموں پہ اُن کے گر پڑے

تھے یہی ظالم جنہوں نے سب سے مل کر طے کیا
مصطفیٰؐ کو رکھا جائے ہر قبیلے سے جُدا

ہیں ابیطالبؑ ولی اُن کے تو رکھیں اپنے گھر
باہر آئیں اب محمدؐ تو اڑا دو اُن کا سر

رکھا جائے گا انھیں جب یوں تو وہ ڈر جائیں گے
یا مصیبت جھیلتے ہی جھیلتے مر جائیں گے

جو بھی ان کا ساتھ دے اُس کا یہی انجام ہو
آج سے اُن کے لئے اُن کے خدا کا نام ہو

آج سے مکّہ کا کاروبار اُن پر بند ہے
اُن کا رہبر بھی تو عبداللہ کا فرزند ہے

اُن کی دنیا بھی بجز شُعبِ ابیطالبؑ نہیں
جو خُدا کے ماننے والے ہیں بس جائیں وہیں

اک شرائط نامہ لکھا سب نے اس بیداد کا
موم جامہ کر کے اُس کو کعبے میں رکھا گیا

مصطفیٰؐ کو جب نہ پہونچا پائے وہ کوئی گزند
ظالموں نے کر دیا شُعبِ ابیطالبؑ میں بند

تھے بنی ہاشم کے وہ افراد سب اُس شُعب میں
بارگاہِ کبریا میں خم تھیں جن کی گردنیں

تھے نبیؐ کے ساتھ ابیطالبؑ خدیجہؑ اور علیؑ
فاطمہؑ بنتِ اسد تھیں اُن کی کُل اولاد تھی

وہ بھی تھی جن کے ابیطالبؑ ہی اک سردار تھے
جو مَدد گار اُن کے تھے اور حامیِ ایثار تھے

بولہب تنہا بنی ہاشم میں تھا وہ بے وفا
جس کے پورے گھر پہ تھا لُطف و کرم کفّار کا

کچھ مسلماں آپ پر یہ بھی ستم دیکھا کئے
بے وفا وقتِ مصیبت جاں بچا کر چل دئے

اُن کی فطرت آئینہ ہے آج بھی قرآنؔ[1] سے
پاس تھے اِسلام کے اور دُور تھے ایمان سے

گھومتے پھرتے تھے یہ مُسلم بڑے آرام سے
آخرش محفوظ کیوں تھے جَور سے ظلّام کے

اس سے ظاہر ہے یہی جاسُوس تھے کفّار کے
ورنہ اُن پر کیوں کرم ہوتے رہے اشرار کے

جانتے تھے یہ خدیجہؑ ملکۂ تجّار ہیں
اُن کی دولت کے محمدؐ مصطفیٰؐ مختار ہیں

اُن کا منصوبہ یہی تھا اِن کی دولت لوٹ لیں
اور اُن کو لوٹ کر وہ لوگ بھی تاجر بنیں

[1] سورۂ حجرات آیت (۱۳ تا ۱۴) ترجمہ : ان لوگوں سے کہہ دو تم اسلام لائے ہو، ایمان تمہارے دلوں میں نہیں ہے۔

اِس طرح ایسے بھی کچھ مفلس تو نگر بن گئے — جو بظاہر تھے مسلماں دور تھے ایماں[1] سے
تھوڑے سے غلّے کی قیمت مانگتے تھے بے شمار — چل رہا تھا یونہی بد بینوں کا ہر اک کاروبار
اِس طرح حضرت خدیجہؓ کی بھی دولت لٹ گئی — مُفسدانِ ملّہ کے گھر میں امارت جا گھسی
مال و زر پر کوئی نازاں تھا جہالت پر کوئی — درج ہے قرآن میں اِن دونوں باتوں کی بدی

شرائط نامہ کو دیمک کا کھانا

ہوگئے اِس ٹوٹ سے اہلِ ستم جب مطمئن — آگئے آزادیِ پیغمبرِ ایماں کے دن
حضرتِ جبریلؑ ایک دن لائے یہ حکمِ خدا — کھا گئی دیمک شرائط نامہ اُن کفّار کا
حکمِ رب ہے آپ اُن لوگوں سے یہ کہلائیں اب — عہد نامہ مٹ چکا ہے ظلم سے باز آئیں اب
آپ نے حضرت ابیطالبؑ کو بھیجا اُن کے پاس — سُن کے وہ کہنے لگے یہ بات ہے دُور از قیاس
موم کی تہہ میں ہے جب نامہ تو اب دیمک کہاں — ہم نے لٹکایا ہے اس کو پکّی چھت کے درمیاں
بولے یہ حضرت ابیطالبؑ خدا ہے کارساز — چل کے دیکھو تو اُسے کُھل جائے گا ہر ایک راز
مفسدوں نے جب شرائط نامہ دیکھا کھول کر — تھا جہاں کاغذ وہاں مٹّی انھیں آئی نظر
صرف وہ حصّہ بچا تھا جس پہ تھا اسمِ خدا — اور وہ حصّہ بھی تھا جس پر نبیؐ کا نام تھا
بولے مفسد سحرِ احمدؐ اس پہ شاید چل گیا — ورنہ کاغذ موم کے ہوتے ہوئے کیوں گل گیا
کہہ چکے تھے یہ ابیطالبؑ سے چونکہ بَد شعار — چھوڑ دیں گے گر نہ ہو گا عہد نامہ برقرار
اس لئے قائل انھیں کچھ کافروں نے بھی کیا — اور دَر شعبِ ابیطالبؑ کا پھر وا کر دیا
بڑھتی ہی جاتی تھیں لیکن ظالموں کی سختیاں — ہو رہا تھا صابروں کا امتحاں پر امتحاں
چل بسیں حضرت خدیجہؓ ہو کہ زار و ناتواں — غم میں اُن کے مصطفےٰؐ رہتے تھے ہر دم نوحہ خواں
چند ہی دن تک ابیطالبؑ بھی زندہ رہ سکے — دکھ اٹھا کر حفظِ احمدؐ میں سوئے جنّت گئے

[1] سورۂ حجرات آیت (۱۳ تا ۱۴)

بڑھ گئی بعدِ ابیطالبؑ جفائے نابکار ڈھائے جاتے تھے محمدؐ پر ستم اب بے شمار
دیکھ کر اِس دَورِ بد میں عالم اُن کے صبر کا احمدؐ و حیدرؑ کی ہمّت پر تھا نازاں کبریا
بعد قیدِ سخت بھی ان پر ہوئے جس دم ستم جوش پر بس آگئی اللہ کی شانِ کرم

حضورؐ کی معراج کا حال

حضرتِ جبریلؑ سے یہ خالقِ کُن نے کہا دُکھ اٹھاتے ہیں زمانے سے علیؑ و مصطفیٰؐ
رَونقِ فردوس سے بہلا مرے محبوبؐ کو جا زمیں پر اور یہاں لے آ مرے محبوبؐ کو
اب ہٹا دے پردۂ دُوری علیؑ کی راہ سے آشنا میرا ولی بھی ہو نبیؐ کی راہ سے
حضرتِ جبریلؑ آئے اور نبیؐ کو لے گئے خوبیِ نظارۂ ہر شے علیؑ کو دے گئے
مصطفیٰؐ جس جا گئے اُن کو علیؑ دیکھا کئے اور ملائک اُن کی سچی روشنی دیکھا کئے
مسجدِ[1] اقصیٰ گئے ہر اک پیمبر سے ملے اور پھر حضرت مہ و خورشید و اختر سے ملے
جنّت و فردوس کے باغوں کا نظّارہ کیا آخرش زیرِ قدومِ پاک تھا عرشِ عُلا
قدر دانی رب نے کی یہ آپ کے جذبات کی لہجۂ مولا علیؑ میں آپ سے ہر بات کی
بعدۂ جب پیالے شہد و شیر کے خود آگئے آپ نے فرمایا تنہا ہوں میں اے خالق مرے
کیا شریکِ دعوت اور کوئی نہ ہو گا یا خدا آپ جب یہ کہہ چکے تو ہاتھ اک ظاہر ہوا
جو نظر آیا نبیؐ کو مثلِ دستِ مُرتضیٰؑ لے لیا اُس ہاتھ نے بڑھ کر پیالہ شیر کا
رب نے یوں واضح کیا حیدرؑ خدا کا ہاتھ ہے حفظِ احمدؐ کے لئے ہر دم جو اُن کے ساتھ ہے
کام جو دشوار ہوگا سارے لشکر کے لئے سہل سے بھی سہل تر ہوگا وہ حیدرؑ کے لئے
جنگ سے بھاگیں گے سب جس دم نبیؐ کو چھوڑ کر فوجِ دشمن کو بھگا دے گا وہ نرغہ توڑ کر

[1] مسجد اقصیٰ وہ مسجد نہ تھی جس کو اسرائیل گرانے کی کوشش کر رہا ہے کیوں کہ یہ مسجد دورِ حضرت عمر میں بنی، جو معراج کے کافی عرصہ کے بعد آیا۔ آج کل کچھ مسلمان یہ سمجھتے ہیں کہ موجودہ مسجد اقصیٰ وہ مسجد تھی جس میں شبِ معراج محمد مصطفیٰؐ گئے تھے جو غلط ہے۔ لفظ اقصیٰ جو خود اس بات کا ثبوت ہے کہ یہ مسجد (یعنی مسجد اقصیٰ) اس دنیا میں نہ تھی بلکہ بلند مقام یعنی عرش پر تھی۔

شہد کو بھی مئے کہیں گے جانتا تھا یہ خُدا — اِس لئے پہلے ہی سے اُس کا تدارُک کردیا
الغرض ہر منزلِ کونین سے گذرے نبیؐ — شان سے پھر سرزمینِ کعبہ پر اترے نبیؐ
ہل رہی تھی در کی کُنڈی یہ تھا اعجاز خُدا — پہونچے جب بستر پہ حضرت تو وہ اب بھی گرم تھا
منکرانِ دینِ حق نے جب سنا یہ ماجرا — فِطرۃً تھے وہ مُنافق اُن کا دل جلنے لگا

کفّار کا حضورؐ کو طرح طرح سے پریشان کرنا

راہ میں کانٹے بچھایا کرتی تھیں اب عورتیں — ڈال کر کُوڑا ستایا کرتی تھیں اب عورتیں
مصطفیٰؐ کے سر پہ ظالم رکھتے تھے اب اوجھڑی — وہ مگر چپ تھے ہے شہرت جن کے دُرّے کی بڑی
تھا ابیطالبؑ کا فضلِ رب سے اِتنا اِقتدار — حرکتیں ایسی نہ کر پایا تھا کوئی بدشعار
با اثر بنتے تھے جو کچھ بھی نہ کر پاتے تھے وہ — وقت پر میدان سے بچ کر نکل جاتے تھے وہ
جن ستمگاروں کے دل تھے قبضہ شیطان میں — سازشیں کرتے تھے اکثر ندوہ[1] کے ایوان میں
آگیا شیطان بھی اِس بزم نامنجار میں — بولا شیخِ نجدؔ ہوں دنیائے کاروبار میں
میرا دل بے حد پریشاں ہے نبیؐ کے کام سے — ہوتی ہے تکلیف مجھ کو اُس کے ہر پیغام سے
میں یہ سنتا ہوں نبیؐ کو ہے بتوں سے دشمنی — سچ ہے یہ تو چاہئے اِس کا تدارک اب کوئی
سُن کے یہ کچھ لوگ بولے قید کر دیں ہم اسے — کچھ زمانے میں بُھلا دیں گے بنی آدم اُسے
کچھ کی رائے یہ ہوئی اِس کو ہٹا دو شہر سے — خود ہی مٹ جائے گا وہ لاتؔ و ہُبلؔ کے قہر سے
بولا یہ بوجہلؔ اِس کو قتل کر دیں جلد تر — ورنہ پہونچا کر رہے گا بُت کدوں کو وہ ضرر
میں سمجھتا ہوں یہی ہے دشمنِ بُت کی سزا — کر دیا جائے ہمیشہ کے لئے اِس کو جُدا
بولا یہ شیطان میری بھی تمنا ہے یہی — ختم کر دی جائے جلدی مصطفیٰؐ کی زندگی

[1] ندوہ نام کی عمارت میں رسولؐ کو مار ڈالنے اوران کے پیغام کو دبا دینے کی سازشیں ہوتی تھیں۔صہیونیوں کی سازش اوران کے ایجنٹ کا سعودی عرب کی امداد سے انگریزوں کے دور میں لکھنؤ (Canning College) کے کمپاؤنڈ میں ندوہ نام کا ایک ادارہ پھر کھول دیا گیا۔اب Canning College کا نام لکھنؤ یونیورسٹی ہے

ہاں مگر اس کام میں بھی ہوشیاری چاہئے
راز کی ہے بات اس میں راز داری چاہئے

سن کے یہ بوجہلؔ بولا غور سے میری سُنو
ہر قبیلے سے عرب کا اک نمائندہ چُنو

حضورؐ کے گھر کا گھیراؤ اور ہجرتِ رسولؐ

پھر نبیؐ کے گھر کو جاکر گھیر لو تم رات میں
دوستو تاخیر اب اچھی نہیں اس بات میں

سب کی تلواریں پڑیں جسمِ نبیؐ پر ایک بار
تاکہ ہو قتل نبیؐ کا ہر قبیلہ ذمّہ دار

سب قبیلوں سے بنی ہاشم لڑیں ممکن نہیں
میری اِس تجویز میں ہے کامیابی کا یقیں

جب سنی یہ بات تو شیطان راضی ہو گیا
ندوہؔ کی محفل کا ہر نادان راضی ہو گیا

ہو گیا یہ طے تو آیا ایک دن حکمِ خُدا
کہہ دو یہ ہر اک مسلماں سے محمد مصطفےٰؐ

حکمِ رب ہے آج کی شب اہل دیں گھر میں رہیں
راز کی یہ بات غیروں سے نہ وہ ہرگز کہیں

مصطفےٰؐ نے ہر مسلماں سے یہ جا کر کہہ دیا
آج کی شب گھر میں رہنا ، ہے یہی حکمِ خُدا

جو مُنافق تھے یہ سُن کر ہو گئے مشکوک سے
شرک جن کے دل میں تھا کرنے لگے وہ مشورے

سوچتے تھے بات کیا ہے کیوں نہ نکلیں رات میں
بالیقیں ہے راز پوشیدہ کوئی اِس بات میں

ایسے ہی نادانوں نے کفّار سے یہ کہہ دیا
آج کی شب ہم رہیں گے گھر میں ہے حکمِ خُدا

مصطفےٰؐ کے قتل میں تاخیر اب بے کار ہے
چل نہ دے تم سب سے بچ کر وہ بہت ہشیار ہے

آج ہر مومن رہے گا گھر میں اچھی بات ہے
قتلِ احمدؐ کے لئے سب سے یہ بہتر رات ہے

شام ہی سے گھیر لینا اِس لئے تم اُس کا گھر
قتل کر دینا اُسے شب میں مُناسب وقت پر

خانۂ احمدؐ کو گھیرا کافروں نے جس گھڑی
حفظِ احمدؐ کے لئے خالق کی رحمت آ گئی

پھینک دو کچھ خاک اُن پر یہ ہوا حکمِ خُدا
جاکے غارِ ثوؔر میں رُک جاؤ پھر اے مصطفےٰؐ

اپنے بستر پر لٹا دو آج میرے شیر کو
جانشیں پھر سے بنا دو آج میرے شیر کو

آپ کا تبلیغ کے پہلے ہی دن سے ہے وصی
آپ کے بعد آپ کا سچا امیں بھی ہے وہی

خوف دونوں کو نہیں دونوں ہی کے میں ساتھ ہوں
چل نہیں سکتا کسی شیطان کا کوئی فسوں

حضورؐ کا حضرت علیؑ کو اپنے بستر پر سُلانا اور لوگوں کی امانتیں سپرد کرنا

مصطفیٰؐ نے ہر امانت کی سپرد[1] مرتضیٰؑ — تا کہ واپس کردیں اُس کو جو بھی جس کا مال تھا
بعدہٗ خود اپنی چادر دی علیؑ کو اور کہا — میرے بستر پر کرو آرام اب اے مرتضیٰؑ
میری چادر اوڑھ کر آرام سے سو جاؤ تم — تا کہ دشمن اِس خیال خام میں ہو جائیں گم
تم نہیں ہو میں تن تنہا ہوں گھر میں آج رات — ورنہ مجھ کو راہ میں گھیریں گے پھر یہ بدصفات
حکمِ رب ہے چھوڑ دیں ہم مکّۂ یثرب میں رہیں — اور اِس بستی میں رہ کر دین کی تعلیم دیں
اہلِ مکّہ کی امانت دے کے آجانا وہیں — شہر مکّہ اب ہمارے رہنے کے قابل نہیں
مصطفیٰؐ رخصت ہوئے آرام سے سُوئے علیؑ — اور رضائے حق کی خاطر جان اپنی بیچ دی
اس طرح سُوئے علیؑ سُونا عبادت ہو گیا — تذکرہ اس بات کا قرآں کی آیت[2] ہو گیا
جھانک کر جب دیکھتے کفّار وہ آتا نظر — اپنی ہی تنویر کہتے تھے جسے خیرالبشرؐ
ہر نظر پر آپ کو ، دشمن نبیؐ سمجھا کیے — اور علیؑ سُوتے رہے حفظِ محمدؐ کے لئے
صبح دم جب دُشمنانِ مصطفیٰؐ گھر میں گئے — اور رسولؐ پاک کی چادر میں جب حیدرؑ ملے
کافروں نے پوچھا حیدرؑ سے نبیؐ کس جا گئے — آپ نے فرمایا ضامن کر گئے تھے کیا مجھے
یہ بھی تھا اک معجزہ خود ہی وہ دشمن چل دئے — مصطفیٰؐ خیرالورا کی جستجو کے واسطے

غارِ ثور میں حضورؐ کا پناہ لینا اور کفّار کا ڈھونڈنا

اس طرف یہ تھا ، محمدؐ تھے اُدھر محوِ سفر — چُھپ گئے وہ ثور[3] میں جب آگیا وقتِ سحر
تھا قیافہ داں اک بوکرز جو تھا بے وفا — نقشِ پا پہچاننے میں وہ بڑا مشّاق تھا

---

[1] مدارج النبوۃ۔ص (۷۲) [2] قرآن " ومن الناس من یشری نفسه ابتغآء مرضات الله و الله رؤف باالعباد " ترجمہ: انسانوں میں وہ بھی ہے جس نے اپنی جان رضائے خدا کی خاطر بیچ دی ہے اور اللہ بندوں پر مہربان ہے۔ خاص مہربانی یہ کی کہ جس چادر کی وہ (خدا) قرآن میں تعریف کر چکا تھا علیؑ کو بھی اڑھادی اور اس طرح (یا ایها المدثر) کے زمرے میں ان کو بھی شامل کر لیا۔ [3] غارِ ثور

کافروں نے کی خوشامد اُس کی اور اس سے کہا
ہے کمالِ فن دکھانے کے لئے یہ دِن بھلا

یہ بتاؤ ہم کو کس جانب گئے ہیں مصطفیٰؐ
ڈھونڈتے ہیں ہم مگر ملتا نہیں اُن کا پتا

یہ قیافہ داں تھا اپنے فن میں اِتنا باکمال
نقشِ پا کے ساتھ ہی پہچانتا تھا سب کی چال

کافروں کی ثوؔر تک بوکرؔز نے کی رہبری
بعدہٗ بولا نہیں ہے آگے نقشِ پا کوئی

ایسا لگتا ہے یہاں سے آسماں پر چڑھ گئے
یا زمیں شق ہوگئی تھی مصطفیٰؐ کے واسطے

بالیقیں کُہنہ ہے یہ جالا نبیؐ کی عمر سے
یہ نہیں ٹوٹا تو پھر وہ غار میں کیسے گئے

یہ پُرانا جالا ہے پکا ثبوت اِس بات کا
چل دئے ہیں دوسری جانب محمد مصطفیٰؐ

آخرش ناکام ہو کر اُس جگہ سے چل دئے
اور ہر جانب رسولؐ پاک کو ڈھونڈا کئے

جالا کیا تھا خالقِ اکبر کا اک اعجاز تھا
وہ پریشاں تھے قیافہ داں پہ جن کو ناز تھا

رب نگہبانِ محمدؐ تھا نہ ظالم پاسکے
غار پر تھے غار کے اندر نہ لیکن جا سکے

حضرت ابوبکرؔ کا غارِ ثوؔر میں ڈر کے مارے رونا اور حضورؐ کا (لاتحزن) کہہ کر خاموش کرانا

رو رہے تھے غار میں بوبکرؔ ڈر ایسا لگا
اور لاتحزن کی کونجی غار کے اندر صدا

ڈر یہ تھا دشمن نہ سن لیں رونے والے کی صدا
اِس لئے خاموش اُس کو کر رہے تھے مصطفیٰؐ

حق کی جانب سے ہوا اُس دم سکینہ کا نُزول
اورفضلِ رب سے تسکیں پاگئے پیارے رسولؐ

اِس طرح سے درج ہے قرآنؔ[1] میں یہ ماجرا
تم مدد گارِ رسولؐ حق نہیں تو کیا ہوا

تھا مدد گارِ رسولؐ اُس وقت بھی اُس کا خُدا
کافروں کے ظلم نے جس دم اُسے بے گھر کیا

جب سکینہ کے ذریعے سے اسے تسکین دی
جو نہ دیکھا تم نے اُس لشکر سے پھر امداد کی

بات نیچی کر دی باالآخر سبھی کفّار کی
سب سے بالا تر ہے حکمت قادر و جبّار کی

[1] سورۂ انفال آیت (۴۰ تا ۴۱)

اثنین سے مُراد محمدؐ اور علیؑ ہیں کوئی دوسرا اُن کے صفات کا حامل نہیں ہوسکتا

غور کیجئے گا تو واضح آپ پہ ہو جائے گا ثانیِ اثنین کے بعد آیا ہے کیوں اِذھُما
دو طرح کے فقروں سے یہ امر واضح ہو گیا اِذھُما کے دو میں بس اک ثانیِ اثنین تھا
دوسرے کو اِس لئے اللہ نے صاحب کہا غار میں تھے ثانیِ اثنین تنہا مصطفےؐ
بہر ہجرت گھر سے جب اثنین کا ثانی چلا ایک تو حیدرؑ تھے گھر میں دوسرے خیرالوراؐ
ایک گھر میں رہ گیا تھا دوسرا گھر سے چلا اس لئے تھے ثانیِ اثنین حضرت مصطفاؐ
ہوتی ہے ملتی ہوئی اثنین کی ہر ایک بات ایک سا حُسنِ عمل اور ایک سے جُملہ صِفات
اِسم ہائے رَب میں سے تھے حیدرؑ و احمدؐ کے نام روزِ اوّل ہی سے تھے معصوم دونوں خوش کلام
اک مدینہ علم کا تھا دوسرا تھا بابِ[1] علم یہ وہی تھے ختم جن پر ہوگئے آدابِ علم
اِن کی خلقت جس سے تھی وہ نور بھی تھا ایک[2] ہی اِن کی طینت ایک سی تھی اِن کی ہمت ایک سی
مصطفےؐ تھا ایک اگر تو دوسرا تھا مرتضاؑ اِن میں سے راہِ جہادِ حق سے کب کوئی ہٹا
مصطفےؐ بھی تھے امین اور مرتضیٰؑ بھی تھے امین واقعہ ہجرت کا دیکھو گر نہ ہو اِس کا یقین
وقتِ ہجرت ہر امانت دے گئے تھے مصطفاؐ مصطفےؐ کے بعد حیدرؑ نے جنھیں واپس کیا
ایک کی اولاد میں خاتونِ جنّت تھیں اگر سیّدِ اہلِ جناں تھے دوسرے کے بھی پسر
ایک تھا حق کا نبیؐ تو دُوسرا حق کا وَلی اک وصیت کرنے والا دُوسرا اُس کا وصی
نسبتاً بھی خالقِ کونین اُن کے ساتھ تھا ایک محبوبِ خُدا تھا دوسرا شیرِ خُدا
بسترِ احمدؐ پہ حکمِ رَب سے سُوئے تھے علیؑ تاکہ جو دیکھے انھیں بعدِ نبیؐ سمجھے نبیؐ
ثانیِ احمدؐ خدا کی نظروں میں تھے بس وہی اس لئے اثنین میں سے ایک تھے حضرت علیؑ
دوسرے تھے مصطفےٰ جو غار میں موجود تھے اور سراپا نور تھے پیغمبر مَسجود تھے
مشکلوں میں رونے والے کو نہ تھا اِس کا یقیں ہے محافظ مصطفےؐ کا خالقِ دنیا و دیں
ورنہ وہ ہرگز نہ روتا دشمنوں کو دیکھ کر اور لاتحزن نہ کہتے اُس سے پھر خیرالبشرؐ

[1] انا مدینۃ العلم و علیؑ بابُھا [2] انا و علیؑ من نور واحد (حدیث رسولؐ)

یہ نہ کہتے چپ رہو خالق ہمارے ساتھ ہے — خوف ہے بے کار سا جب سر پہ اُس کا ہاتھ ہے
کافروں کے خوف سے ہرگز نہ روتے تھے نبیؐ — رونے والا اُن کا ثانی ہو نہیں سکتا کبھی
یہ بھی ظاہر ہے کہ اِس ساتھی کا رونا تھا فضول — ورنہ لاتحزن نہ فرماتا کبھی حق کا رسولؐ
بس نہ تھا اثنین میں وہ شخص جو رونے لگا — اور انہی اسباب کے باعث یہ کہتا ہے خدا
اس سے کیا ہوگا جو تم اِس کی مدد کرتے نہیں — ہے مددگارِ محمدؐ خالقِ دنیا و دیں
تم مدد کرتے نہیں کے ٹکڑے سے یہ کُھل گیا — وہ نہ کرتا تھا مَدد جو مبتلائے حُزن تھا
اِس لئے اِس شخص کا قصّہ بَنا اُن کی مِثال — کرتے تھے وقتِ جہاد اکثر جو مُسلم قیل و قال
صاف ہے یہ بھی نہ تھا کفّار سے رب کا خِطاب — ورنہ آسانی سے یہ کہہ کر وہ دے دیتے جواب
ہم نے دیکھے تھے فرشتے جنگ کے میدان میں — کو بظاہر فرق کم تھا ان میں اور اِنسان میں
مکڑیاں ۔ جالا ۔ کبوتر ۔ ثور پر ہم کو ملے — جھوٹی باتیں تم سناتے ہو ہمیں کس واسطے
معترض لیکن کوئی کافر اِس آیت پر نہ تھا — اِس سے واضح یہ بھی ہے کس سے مخاطب تھا خُدا
تھا خطاب اُن سے مسلماں ہو گئے تھے جو مگر — نصرتِ احمدؐ سے بچتے تھے کہ تھا دشمن کا ڈر
خالقِ اکبر سے پیاری جن کو اپنی جان تھی — چال میں[1] جلدی سے آجاتے تھے جو شیطان کی
مومن و صادق کبھی کفّار سے ڈرتا نہیں — فیصلہ ہے یہ بھی رب کا حسبِ قرآن[2] مبیں
ہاں وہی صادق[3] ہے بس قرآن میں ہے یہ رقم — جنگ کی ہر ہَولنا کی میں جو ہو ثابت قدم
صدق کے بارے میں ہے اک اور فرمانِ[4] خُدا — جس میں یہ عیسائیوں سے کہنے کو اُس[5] نے کہا

نجران کے عیسائی پادریوں سے پنجتنؑ پاک کا مُباہلہ

اپنے بیٹوں عورتوں اور نفسوں کو لے آؤ اب — حاضر و ناظر خُدا سے یہ کہیں ہم مِل کے سب

---

[1] و [2] سورۂ آل عمران آیت (۱۵۲ تا ۱۵۸) نیز سورۂ محمدؐ آیت (۲۰) نیز سورۂ صف آیت (۴) [3] سورۂ بقر آیت (۱۷۶)
[4] و [5] سورۂ آل عمران آیت (۶۱)

ہم میں سے جھوٹا ہے جو بھی اس پہ لعنت ہو تری
جھگڑے کو نبٹانے کی آسان صورت ہے یہی

صِدق سے نسبت ہے کس کو راز یہ کُھل جائے گا
اور اپنے کذب کی کاذِب سزا خود پائے گا

آپ کی یہ بات جب عیسائیوں نے مان لی
حسبِ حُکمِ رَب چلے نجرآن کی جانب نبیؐ

جب گئے نجرآن تو کامل ہی اُن کے ساتھ تھے
اِمتحانِ صِدق تھا سچوں کو حضرتؐ لے گئے[1]

آپ فرزندوں میں سے حسنینؑ ہی کو لے گئے
اور علیؑ شیرِ خُدا کو چن لیا اَنفاس سے

عورتوں میں سے جنابِ فاطمہؑ کو لے لیا
اِس طرح ہر ایک پر حضرت نے واضح کر دیا

لے گیا تھا میں جنھیں ہیں صادق و کامل وہی
میرے تن کا ٹکڑا ہیں اور میرے دل کی روشنی

اِن سے بہتر کوئی صدّیقہ نہ اب صدّیق ہے
اِن سے بہتر جو بنے یہ سمجھو بے توفیق ہے

جھوٹوں پر کرنا تھی لعنت سچے ہی درکار تھے
اِن کی سچائی کے آگے اور سب بے کار تھے

پنجتن کو دیکھ کر کہنے لگے یہ پادری
آج تو اک بھی مہاجر کو نہیں لائے نبیؐ

صرف اپنے اقربا کو ساتھ لے کر آئے ہیں
نورِ خالق جن میں جلوہ گر ہے اُن کو لائے ہیں

آج ہم پاتے ہیں اُن اَنوار کو پیشِ نظر
کوہ بھی ہٹ جائیں اُن سے ہٹنے کو کہہ دیں وہ اگر

ہم تو سمجھے تھے کہ وہ لائیں گے اُن کو ساتھ میں
جن مُسلمانوں کی کنجی ہے ہمارے[2] ہاتھ میں

اُن کے آجانے کے باعث ہم ہی ہوں گے کامراں
کیونکہ وہ سب جھوٹے ہیں صِدق وصفا اُن میں کہاں

اِس لئے بہتر یہی ہے مان لیں احمدؐ کو ہم
ورنہ سب برباد ہو جائیں گے عیسیٰؑ کی قسم

کہہ کے یہ وہ پادری خود جب مسلماں ہوگئے
جتنے عیسائی وہاں تھے سب مسلماں ہوگئے

صادق اور کاذب کی پہچان

اَب تو دُنیا صادقوں اور کاذبوں کو جان لے
دونوں کو قرآن کے اِحکام سے پہچان لے

---

[1] سورۂ ممتحنہ آیت (۱ تا ۸) ان آیات میں واضح طور پر درج ہے کہ کچھ مسلمان کفار کے پاس خفیہ خبریں بھیجتے تھے اور ان کو دوست بنائے ہوئے تھے ۔نیز سورۂ مائدہ آیت (۵۰) میں یہود و نصاریٰ کو دوست نہ بنانے کی تاکید مفہوم کو اور واضح کر دیتی ہے۔ [2] سورۂ حجرات آیت (۱۳ تا ۱۴)

شہد کو جو مئے کہے سچّا ہے یا جھوٹا ہے وہ
فیصلہ انصاف سے کر لیجئے خود کیا ہے وہ

جھوٹی اور فرضی حدیثوں کا بنانا چھوڑ دے
پڑھتا ہے قرآں تو دنیا کا ترانہ چھوڑ دے

تا کہ یہ سمجھے کہ کیا اللہ کا پیغام ہے
کہتے ہیں ایمان کس کو اور کیا اسلام ہے

ثانیِ اثنین ہے کون اصل میں یہ جان لے
کاذبوں کو سچا کہنے والوں کو پہچان لے

سکینہ کسے کہتے ہیں

تھا یہی عَالم ۔ ہوا تھا جب سکینہ کا نزول
مطمئن جس کی بدولت ہوگئے حق کے رسولؐ

آیئے دیکھیں سکینہ اصل میں ہوتا ہے کیا
اِس کے بارے میں ہے کیا قرآن میں حُکمِ خُدا

حسبِ قرآں ہوتا ہے اُس دم سکینہ کا نزول
ماننے والوں کی ضِد سے جب پریشاں ہو رسولؐ

ہے کلامِ پاک کے اوراق میں اِس کی مثال
ماننے والوں کی ضد جب بن گئی تھی اک وبال

بات اُن کی قوم نے مانی نہ جب شمویلؑ کی
اور حکمِ رَب پہ بھی شک کرنے میں تعجیل کی

حضرتِ شمویلؑ کو تکلیف تھی اِس بات سے
رَب نے تابوتِ سکینہ[1] بھیجا اُن کے واسطے

ہو گئی خود بند جس سے نکتہ چینوں کی زباں
حضرت شمویلؑ کو حاصل ہوئی تسکینِ جاں

یونہی جب کچھ اُمّتی حضرت سے ضِد کرنے لگے
آپ نے بھیجا تھا اُن کو قتل عثماں ہو گئے

انتقاماً آپ فوراً حملہ مکّہ پر کریں
تا کہ ہم سب بھی قلم اب کافروں کے سر کریں

ضِدّیوں کو عِلم تھا ہے منع جنگ اِحرام[2] میں
دخل پھر بھی دیتے تھے اللہ کے اِحکام میں

سوچتے تھے یہ نبیؐ وہ کیوں تُلے ہیں جنگ پر
جنگ سے جو بھاگے میدانِ اُحد کو چھوڑ کر

بالیقیں اِس بات کے پردے میں سازش ہے کوئی
ورنہ حملے کے لئے کہتے نہ تھے بُزدل کبھی

رحمت اللعالمیں اس فکر میں تھے کیا کریں
کس طرح ان ضِدّیوں کے جوش کو ٹھنڈا کریں

---

[1] سورۂ بقر آیت (۲۴۸ تا ۲۴۹) [2] جب یہ ضد کی تو نبیؐ اور جملہ مسلمان احرام میں تھے کیوں کہ حج کے لئے گئے تھے اور احرام میں لڑنا منع تھا۔

حکمِ حق آیا یہ بیعت لیجئے اب مصطفاؐ
جنگ سے ہرگز نہ بھاگیں گے کبھی یہ بے وفا

زندہ ہیں عثمانؓ مکّہ والے اُن کو لائیں گے
اُن کے آتے ہی یہ ناداں راہ پر آجائیں گے

یہ سکینہ اک شجر کے سایہ میں نازل ہُوا
پاگئے تسکینِ جان و دل محمد مصطفاؐ

جس گھڑی بیعت طلب کی آپ نے اِس امر کی
چاہے جو بھی ہو نہ ہرگز جنگ سے بھاگے کوئی

اُن کو بھی لڑنا پڑے گا آیا یہ جس دم خیال
موت کے ڈر سے نظر آنے لگے ضِدّی نڈھال

ضِدّیوں کے سامنے میداں اُحدؔ کا آ گیا
ہو گئے خاموش دل پر خوف اُن کے چھا گیا

اُن میں سے کچھ سامنے آنے سے کترانے لگے
اور آئے اُس گھڑی عثمانؓ جس دم آ گئے

جو مُصِر تھے جنگ پر سازش نہ اُن کی چل سکی
اور محمد مصطفیٰؐ کے دل کو تسکیں مِل گئی

یہ سکینہ آیا تھا محبوبِ حق کے واسطے
کب تھا اُن کے واسطے جو مُدّعی تھے جنگ کے

قرآن کی نظر میں مومن کون ہے

سورۂ توبہ[1] میں فرماتا ہے ربّ العالمیں
ہے سکینہ بہرِ تسکینِ رسولؐ و مومنیں

پھر وضاحت مومنوں کی کرتا ہے اس شان سے
پول کُھل جاتی ہے اُن کی بھاگے جو میدان سے

کہتا ہے رب تھے شکستِ عارضی کی وہ بِنا
یوں صفِ مومن سے اُس نے اِن کو خارج کر دیا

چونکہ جب اُترا سکینہ تو وہ سب[2] مفرور تھے
جنگ کے میداں سے ڈر کے بھاگے تھے اور دُور تھے

محو تھے جو جنگ میں مومن وہی تھے اِس لئے
اور سکینہ تھا نبیؐ کے اور اُن کے واسطے

سات تھی تعداد اُن کی جو نبیؐ کے ساتھ تھے
اُن میں سے مضبوط تر خیبر شکن کے ہاتھ تھے

رب نے جب یہ دیکھا تو اُن کی حفاظت کے لئے
اپنے لشکر آسمانوں سے روانہ کر دئے

---

[1] سورۂ توبہ آیت (۲۵ تا ۲۶) ترجمہ : مسلمانوں خدا نے بہت سے مقامات پر تمہاری مدد کی اور خصوصاً حنین کے دن جب کہ تمہاری کثرتِ تعداد نے تمہیں نازاں بنا دیا تھا پھر وہ کثرت تمہارے کام نہ آئی اور فراخ زمین تم پر تنگ ہو گئی اور اس کے بعد تم پیٹھ دکھلا کر بھاگ کھڑے ہوئے بعد ازاں اللہ نے اپنے رسولؐ پر اور مومنوں پر سکینہ نازل فرمایا اور اپنے لشکر اتارے جن کو تم نہیں دیکھ رہے تھے اور کافروں کو خوب سزا دی۔ [2] جنگ حنین سے بھاگے۔

ان کے آتے ہی علیؑ نے ایسا حملہ کر دیا — کافروں نے ڈر کے مارے راستہ گھر کا لیا
ان کے بچے عورتیں اور مال و زر سب رہ گیا — درج ہے قرآں میں جو کفّار کی تھی یہ سزا
بعدِ احمدؐ ذکر سن کر بَیعتِ رِضوان کا — کڑھتا ہی رہتا تھا دل ہر بُزدل و نادان کا
کیونکہ بھاگ آتے تھے اُس کے بعد بھی یہ جنگ[1] سے — اور نبیؐ کا دل دکھایا کرتے تھے اِس رنگ سے
آخرش شرمندہ ہو کر بُزدلوں نے یہ کیا — جس شجر کے نیچے بَیعت کی تھی وہ کٹوا دیا
وہ سکینہ بھی تھا ایسا ہی جو آیا ثوؔر میں[2] — مصطفیٰؐ نے جس کے باعث چین پایا ثوؔر میں
یہ جب آیا تو تھا گریاں مصطفیٰؐ کا ہمسفر — ڈر یہ تھا آواز سن کر آنہ جائیں اہلِ شر
ہوگیا رَب کے کرم سے سہل یہ دشوار کام — رونے والا چپ ہوا اور چل دیا ہر بد لجام
یہ کرم وہ تھا سکینہ جس کو کہتا ہے خُدا — جس کے باعث پاگئے تسکینِ دل خیرالوراؐ
مکڑیاں سانپ اور کبوتر لشکرِ معبود تھے — بالیقیں جو باعثِ حفظِ محمدؐ بن گئے
تھا نبی کو غار میں حُکمِ خُدا کا انتظار — محوِ طاعت تھے زمیں و آسماں کے تاجدار
حُکمِ خالق آ گیا تو سوئے منزل چل دئے — دامنِ ابرِ کرم تھا آپ پر سایہ کئے
آ گیا رستے میں اک دن اک لعینِ بد شعور — تھا سراقہؔ نام جس کا خود پہ تھا جس کو غرور
جب بڑھا سوئے نبیؐ وہ ۔گھوڑے کو ٹھوکر لگی — گر پڑا وہ ۔فرش سے ٹکرائی اُس کی کھوپڑی
ظالم و مغرور جب گھوڑے سے نیچے گر پڑا — اُس کی آنکھیں کھل گئیں کہنے لگا وہ بے وفا
بخش دیجئے یا محمد مصطفیٰؐ میری خطا — دشمنی سے باز آتا ہوں میں دیں کے رہنما
مسکرائے مصطفیٰؐ اور کر دیا اُس کو معاف — ہوگئیں ہجرت کی راہیں تا بہ منزل پاک صاف

حضورؐ کا مسجدِ قبا تعمیر کرنا اور اہلِ شرک کی سازش

جب قبا کا گاؤں آیا رک گئے حق کے رسولؐ — آپ کو تھا انتظارِ حیدرؑ و حضرت بتولؑ
پھر قبا میں ایک مسجد[3] آپ نے تعمیر کی — یادگارِ انتظارِ مرتضیٰؑ جو بن گئی

[1] جنگ حنین اور وادی القریٰ سے بھاگے۔(تاریخ ائمہ۔ص (۱۳۳) [2] غارِ ثوؔر [3] سورۂ توبہ آیت (۱۰۸)

جو یہ مسجد دیکھتے وہ کرتے تھے ذکرِ علیؑ — اُن کی باتیں مشرکوں کو لگتی تھیں بے حد بری
کیونکہ حضرت نے کئے تھے قتل اُن کے اقربا — ترک اس مسجد کو کر دیں چاہتے تھے بے وفا
ایسے لوگوں نے بنائی ایک مسجد پاس ہی — اور گذارش کی پڑھیں اس میں نماز آکر نبیؐ
تا کہ اِس مسجد کو اُس مسجد سے بہتر کہہ سکیں — اُس کو ٹھکرا کر یہاں آئے پیمبر کہہ سکیں
مشورے اِس میں کریں پھر حکمِ داور کے خلاف — ورغلائیں اہلِ ایماں کو بھی حیدرؑ کے خلاف
حکمِ خالق یہ ہوا جائیں نہ اُس میں مصطفیٰؐ — اُس کے حامی چاہتے ہیں ہو ضرر اسلام کا
بلکہ بہتر ہے یہی ڈھا دیں اسے[1] جا کر نبیؐ — تا کہ سازش رائیگاں ہو جائے اہل شرک کی
جب علیؑ آئے تو اُن کا کچھ عجب سا حال تھا — دُکھ سہے تھے آپ نے راہِ سفر میں جا بجا
روکتے تھے راہ جب دشمن تو ٹھکراتے تھے آپ — کیوں نہ ہوشیرِ خدا تھے سب پہ چھا جاتے تھے آپ
راہ میں تھا ہر قدم پر خطرۂ جنگ و جدال — حافظِ حضرت علیؑ لیکن رہا حق کا جلال
پا پیادہ آپ تھے ناقے پہ ناموسِ رسولؐ — فاطمہؑ بنتِ اسد تھیں اور تھیں حضرت بتولؑ
آگئے حضرت علیؑ تو شاد حضرت ہو گئے — اور اُن کے ساتھ اُس گاؤں سے رخصت ہو گئے
اِس طرح حضرت نے اہلِ دیں پہ ظاہر کر دیا — غار کے ساتھی سے بھی حیدرؑ کا رتبہ ہے سوا
غار کا ساتھی جو ہے میرے لئے بے کار ہے — کارِ دیں میں میرا حامی حیدرِؑ کرّار ہے

حضورؐ کا مدینہ پہنچنا اور حضرت ایوّب انصاری کے گھر پر ناقہ کا ٹھہرنا

جب محمد مصطفیٰؐ پہونچے مدینہ کے قریب — شاد تھے انصار۔ کہتے تھے کہ ہم ہیں خوش نصیب
بیکسوں کی بزم میں محبوبِ خالق آگئے — اور مسلمانِ مدینہ آج سب کچھ پا گئے
آرزو ہر شخص کی تھی اُس کے گھر ٹھہریں نبیؐ — مصطفیٰؐ نے یہ کہا جب دیکھا یہ رنگِ خوشی

[1] سورۂ توبہ آیت ۱۰۹ (اس مسجد کا نام قرآن میں مسجد ضرار ہے اس کی تعمیر حرکِ تبوک سے پہلے ہوئی جب رسولؐ حرکِ تبوک پر جا رہے تھے تو حضرت علیؑ کے دشمنوں نے مسجد قبا کے بجائے رسولؐ سے اس مسجد میں نماز پڑھنے کی گذارش کی، لیکن رسولؐ نے مسجد قبا ہی میں نماز پڑھی اور جب نبیؐ تبوک سے واپس ہوئے تو انھوں نے اِس مسجد ضرار کو گرو ا دیا، کیونکہ اس کے ڈھانے کے لئے حکمِ خدا آچکا تھا)

میرا ناقہ ٹھہرے گا جس جا وہیں ٹھہروں گا میں
مَاسِوا اُس کے نہ ہرگز اب کہیں ٹھہروں گا میں

جس گھڑی ناقہ رُکا جا کر درِ ایوبؓ پر
حکمِ رَب تھا رُک گئے اُن کے یہاں خیر البشرؐ

پھر خریدی کچھ زمیں مسجد بنائی آپ نے
گھر بَنا کر اک نئی دُنیا بسائی آپ نے

کارِ دیں میں لگ گئے پھر مصطفیٰؐ اور مرتضیٰؓ
دونوں کی برکت سے یثرب رشکِ جنّت بن گیا

تھوڑے ہی عرصے میں کتنے ہی مسلماں ہوگئے
واقفِ تعلیمِ دیں آگاہِ ایماں ہوگئے

انصار و مہاجرین کو ایک دوسرے کا بھائی بنانا

آچکا تھا شہرِ مکہ میں خدا کا یہ پیام[1]
اپنی امّت کو بتا دیں آپ یہ خیرالانامؐ

بھائی بھائی ہیں وہ جن کو ربط ہے ایمان سے
تاکہ وہ یہ جان لیں جو اب بھی ہیں انجان سے

آپ نے اِس امر کی یثرب میں بھی ڈالی بِنا
اور انصار و مہاجر کو بُلا کر یہ کہا

فرق انصار و مہاجر میں نہیں ہے کوئی بھی
آج سے اک دوسرے کو دونوں ہی سمجھیں اخی

اس طرح قریش کی عظمت نبیؐ نے رَد کری
بعد میں کچھ لوگ جس کے بن گئے پھر مدّعی

حکم تھا سلمانؓ ابو دردأ کے بن جائیں اخی
اور حذیفہؓ سے یہی نسبت ہو اب عمارؓ کی

ہوں اخوّت میں عُمر عتباںؓ بنِ مالک کے ساتھ
ہاتھ میں عثمان کے ہو اُوس بنِ ثابت کا ہاتھ

سمجھیں سب مصعب کو اب بھائی ابو ایوب کا
ہو ابوذرؓ اور منذر میں بھی اب یہ واسطا

بُوعبیدہ کے اخی بن جائیں سعدِ[2] نیک نام
اور سلامہ کے اخی ہوں اب زُبیر ابنِ عوام

خالد کے ساتھ ہو بوبکر کی وابستگی
حسبِ سابق آج بھی ہیں مرتضیٰؓ میرے اخی

حکمِ رب ہے شیرِ حق محبوبِ حق کا ہو اخی
وسعتِ عالم میں ہم پلّہ نہیں اُس کا کوئی

جو تھا جس سے مِلتا جُلتا وہ بَنا اُس کا اخی
فیصلہ تاریخ اور تفسیر کا بھی ہے یہی

تھے محمدؐ اور علیؓ ملتے ہوئے ایمان میں
اور یک رنگی تھی بودردأ میں اور سلمانؓ میں

---

[1] قرآن : انماالمؤمنون اخوۃ [2] سعد بن معاذؓ

الغرض یہ ایک سے دو بھائی بھائی بن گئے — اک مہاجر میں سے تھا اور دوسرا انصار سے
بس علیؓ وہ تھے محمدؐ کے بنے تھے جو اخی — شرط اِن دونوں کی راہوں میں نہ تھی انصار کی

یہودیوں کا حضورؐ سے عہد کرنا

تھا محمد مصطفیٰؐ کا تذکرہ توریت میں — پڑھ چکے تھے جو یہودی بارہا توریت میں
جانتے تھے ایک زمانہ سے یہ اُن کے پیشوا — ایک دن چھا جائیں گے پورے عرب پر مصطفیٰؐ
اِس لئے یہ فیصلہ اُن پیشواؤں نے کیا — ہم محمد مصطفیٰؐ کرلیں اب اک عہدِ وفا
لے چلیں اک وفد اپنا اور محمدؐ سے کہیں — یہ ہماری آرزو ہے ہم یہودی ہی رہیں
دخل ہم دیں گیں نہ حضرت کے کسی بھی کام میں — روشنی ملتی ہے ہم کو آپ کے پیغام میں
معترض ہوں گے نہ ہرگز آپ کے لوگوں پہ ہم — ہے گذارش آپ بھی فرمائیں ہم پر یہ کرم
پیروی حُکمِ موسیٰؑ کرنے دیں حضرت ہمیں — چلنے دیں اُس پر ہمیں جو لکھا ہے توریت میں
جَبر ناجائز ہے کارِ دیں میں اِس کا علم تھا — اِن شرائط پر بھی راضی ہوگئے خیر الوراؐ
عہد نامہ دونوں کی مرضی سے یہ لکھا گیا — دونوں میں قائم رہے گی صُلح مَندی کی فضا
حملہ جب یثرب پہ ہوگا دونوں ہوں گے ایک ساتھ — جنگ سے اُس دم نہ کھینچے گا کوئی بھی اپنا ہاتھ
صرف ہوگا اِس طرح کی جنگ میں دونوں کا زَر — جو لگایا جائے گا صرف اپنی اپنی فوج پر
جنگ میں شانہ بہ شانہ ہوں گے سب سینہ سپر — وہ سزا پائے گا اِس سے پھر گیا کوئی اگر
کوہ جس کے ہر طرف سے رو کے ہیں طوفان کو — اب حرم مانیں گے سب یثرب کے اِس میدان کو
اِس شرائط نامہ میں تھا اُس یہودی[1] کا بھی نام — جو اُحد کی جنگ میں تھا جانبِ خیر الانامؐ

ابوسفیان کا لشکرِ اسلام پر حملہ کرنا

جب سے ہجرت کر کے آئے تھے محمد مصطفیٰؐ — چھوٹے چھوٹے حملے کرتے رہتے تھے اہلِ جفا

[1] مخیریق یہودی تھا لیکن عہد کا پابند تھا یہ جنگِ احد میں محمد مصطفیٰؐ کی حمایت میں لڑا اور شہید ہوگیا۔

یونہی چھ حملے مدینے پر کیے کفّار نے — اِن سبھی حملوں کو پسپا کر دیا انصار نے
کرز بنِ جابر نے بھی اک بار حملہ کر دیا — چر رہے تھے جو مویشی اُن کو ظالم لے گیا
چین اہلِ دیں کا گھلتا تھا ابو سفیان کو — جنگ کا حیلہ یہ سُوجھا پیروِ شیطان کو
شام سے بعدِ تجارت پلٹا جب وہ بے وفا — اِک قاصد جانبِ مکّہ روانہ کر دیا
پہونچا مکّہ میں یہ قاصد کچھ عجب انداز سے — چیختا پھرتا تھا یہ ہر سو بلند آواز سے
نعرۂ الغوث[1] اُس کے لب پہ تھا روتا تھا وہ — تخمِ نفرت کافروں کے قلب میں بوتا تھا وہ
اُس کا نعرہ سن کے تھے سب اہلِ مکہ بدحواس — جمع ہوتے جاتے تھے گھر چھوڑ کے ناداں کے پاس
ہوگئے سب جمع تو کہنے لگا یہ بے حیا — لوٹنے والے ہیں اہلِ دیں ہمارا قافلا
غرق ہونے والا ہے اپنا سفینہ اب چلو — فوج لے کر جانبِ شہر مدینہ اب چلو
مکّہ والوں نے خبر جب پائی ابو سفیان سے — بڑھ گئے دو ہاتھ آگے ظُلم میں شیطان سے
جمع اُن سب نے کیے مکّہ کے جُملہ سُورما — یک زباں ہوکر یہی کہتے تھے وہ سب بے وفا
چین لیں گے اب محمد مصطفےٰؐ کو مار کے — اپنی ضِد کے پکّے ہیں عادی ہیں ہم پیکار کے
جمع اُن سب نے کیے مل جل کے فوجی اک ہزار — اِتنا ہی تھا اُن کے اونٹوں اور گھوڑوں کا شمار
تھی سواری سب کے پاس اور اسلحہ بھی سب کے پاس — کبر و نخوت کے سبب سے بے وفا تھے بدحواس
قتل کرنا چاہتے تھے مصطفےٰ کو بد گُہر — چل دئے تھے مکّہ سے سُوئے مدینہ اہلِ شر
مل گیا تھا راہ میں اُن کو ابو سفیان بھی — ہو گیا تھا اُن میں شامل آکے وہ نادان بھی
ڈر یہ تھا یثرب پہ بھی آفت نہ آجائے کوئی — جو ہیں اُن کے میز باں ان کو نہ پاجائے کوئی
یہ ہوا تو اُن کو لوٹیں گے یقیناً بُوالہوس — فتنہ گر ہیں بدنہاد و بد صفات و بد نفس

مسلمانوں کو جہاد کا حکم

اس لئے جُملہ مسلمانوں سے حضرتؐ نے کہا — اہلِ دیں تیار ہوں حکمِ جہاد اب آ گیا

[1] ''الغوث'' کے معنی فریاد کے ہیں۔(طبری۔جلد۔۲۔ص(۲۷۲)

رب کی جانب سے اجازت ہے اُنھیں اب[1] جنگ کی
ہے شکارِ ظُلم اک مدّت سے جن کی زندگی

گھر سے بے گھر کر چکے ہیں جن کو پہلے بے وفا
اور اعدا کی طرف سے جن پہ حملہ ہوگیا

وہ مسلماں اپنی باتوں کو کریں اب خود ہی یاد
جو کہا کرتے تھے کیوں آتا نہیں حکمِ جہاد[2]

حُکم ہو گر جنگ کا تو کُفر کو ٹھنڈا کریں
دشمنانِ دیں کا سر تلوار سے نیچا کریں

اپنی قوت اب دکھائیں آ گیا حکمِ جہاد
دشمنوں کا سر جھکائیں آ گیا حکمِ جہاد

دوطرف سے آرہے ہیں اِس طرف کفّار اب
اس لئے لے آئیں اپنے اپنے کُل ہتھیار سب

اک طرف سے آرہا ہے قافلہ تجّار کا
دوسری جانب سے لشکر بڑھتا ہے کفّار کا

تاجروں کا قافلہ سالار ابو سفیانؓ ہے
فوج کا سردار ہے بوجہلؓ جو شیطان ہے

آج اپنی قوت و جُرأت دکھانا چاہیئے
مار کر دشمن کو یثربؔ سے بھگانا چاہیئے

کچھ مسلماں حکمِ رب سنتے ہی گھبرانے لگے
موت[3] کے ڈر سے گھروں میں اپنے جا کر چھپ گئے

یہ وہی[4] تھے پوچھا کرتے تھے جو کب ہوگا جہاد
آج اُن کو خوف کے مارے نہیں تھا کچھ بھی یاد

تھے رسولِ حق غضبناک اُن کے اِس انداز سے
جس کے باعث[5] سرخ رخسارِ حضرت ہو گئے

چُھپنے والوں کو نکالا آ کے اُن انصار نے
جن کو بہکایا تھا مکّہ میں کبھی کفّار نے

اُن کو شرمندہ کیا مقدادؓ کی تقریر نے
آئینہ یہ بات کی ہے معتبر تفسیر نے

ہے گواہی یہ بھی اکثر معتبر تاریخ[6] کی
مصطفیٰؐ نے بعد میں انصارؓ کی بھی رائے[7] لی

بولے یہ انصارؓ ہم تصدیقِ حضرتؐ کر چکے
آپ سے مکّہ ہی میں عہدِ اِطاعت کر چکے

جس طرف لے جائیں گے حضرتؐ ہمیں ہم جائیں گے
آپ نافرمان ہم کو اب کبھی نہ پائیں گے

وہ نہیں ہم جو بدل جاتے ہیں زر کے واسطے
قول کے سچّے ہیں ہم اور پکّے اپنے عہد کے

حُکم دیں گے بحر میں بھی پھاندنے کا گر ہمیں
عذر اُس میں بھی نہ ہوگا دین کے رہبر ہمیں

---

[1] سورۂ حج آیت (۳۹ تا ۴۰) [2] سورۂ نساء آیت (۷۷) [3] سورۂ محمدؐ آیت (۲۰) [4] سورۂ نور آیت (۵۳ تا ۵۴)
[5] تاریخ طبری جلد۔۲۔ص (۲۷۳ تا ۲۷۴) [6] تاریخ طبری جلد۔۲۔ص (۲۷۴) بحوالہ تاریخ اسلام از سید العلماء سید علی نقی صاحب
[7] تاریخ طبری جلد۔۲

قومِ اسرائیل کی صورت نہ بھاگیں گے کبھی
رب کو لے کر تم لڑو موسیٰؑ سے جو کہتی رہی

ہم رہیں گے جنگ کے میدان میں ثابت قدم
نامِ حق لے کر چلیں اب ساتھ میں چلتے ہیں ہم

سُن کے یہ تقریر جب اَصحاب قائل ہو گئے
اُن سے یہ کہہ کر محمدؐ بدؔر کی جانب بڑھے

جنگِ بدؔر کا واقعہ

ہم ہیں کم دشمن کا لشکر ہے کہیں ہم سے کثیر
شہر میں ٹھہرے تو دشمن سمجھیں گے ہم کو حقیر

بڑھ کے جب روکیں گے ہم اُن کو تو گھبرا جائیں گے
شہر کی جانب نہ ہرگز ڈر کے مارے آئیں گے

یہ سنا تو بے وفا لرزاں ہوئے پھر خوف سے
سوچتے تھے ہم نبیؐ کے کہنے میں کیوں آ گئے

راستے بھر بس یہی سوچا کئے وہ بے[1] وفا
کاش ایسا ہو کہ آئے قافلہ تجار کا

ہوگا وہ طاقت میں کم ہم لوٹ لیں گے اُس کا مال
کاش ٹل جائے ہمارے سَر سے لڑنے کا وبال

ہے یہی بہتر نہ فوجِ دشمنانِ دیں ملے
کاش ہم کو کارواں مالِ اہلِ کیں ملے

ہے محمدؐ کا خدا حافظ نہ تھا اِس کا یقیں
وقتِ مشکل اس لئے ہو جاتے تھے اندوہگیں

خواہشِ رب تھی مگر اُن کو ملے فوج عُدو
تا کہ زورِ دیں مٹا دے اہلِ باطل کا غلُو

اِس لئے حضرت محمدؐ شہر سے باہر گئے
بدؔر کے میداں میں روکا حملے کو کفّار کے

چونکہ طاری تھا مسلمانوں کی کثرت پر ہراس
طالبِ امداد تھے رب سے رسولِؐ حق شناس

یہ دعا کرتے رہے پیغمبرِ دیں رات بھر
انتظامِ فتح کر دے اے خدائے بحر و بر

کر مدد اُن کی دلوجاں سے جو میرے ساتھ ہیں
علم میں کامل ہیں اور مضبوط جن کے ہاتھ ہیں

علم یہ تجھ کو ہے مالک کیسے کیسے ساتھ ہیں
کافروں سے ڈرتے ہیں اکثر تو ایسے ساتھ ہیں

وہ بھی ہیں ان میں جو کمزوری دکھاتے تھے ابھی
ہے مُسلّط جن کے ذہنوں پر ابھی تک تیرگی

ہے یقیں اِس کا رہیں گے جنگ سے وہ دور دور
آشنائے قوّتِ ایماں نہیں جو بَدشعور

---

[1] سورۂ انفال آیت (۵ تا ۸)

کفر اگر جیتا تو کافر پھر سے یہ ہوجائیں گے ذکرِ وحدت چھوڑ کر پھر گن بتوں کے گائیں گے
کر حفاظت مومنوں کی آج اے میرے خدا مٹ گئے جو یہ تو تیرا ذکر بھی مٹ جائے گا
اک مُصاحب روکتا تھا اِس دعا سے آپ کو دور کرنا چاہتا تھا یوں خدا سے آپ کو
ہو رہی تھی گفتگو جس دم نیاز و نیاز میں بات کر تا تھا نبیؐ سے یہ بلند آواز میں
عقل کیسے مان لے اِس میں نہ تھی سازش کوئی دخل کی کارِ[1] نبیؐ میں جب کہ گنجائش نہ تھی
صبح جب آئی تو رایت آپ نے اس کو دیا کہتے ہیں جس کو علیؑ ، شیرِخدا ، مشکل کُشا
بخشا سعد ابنِ عبادہ کو علم انصار کا با وفا تھے مل گیا عہدہ اُنھیں سالار کا
اِس طرف تھے تین سو تیرہ اُدھر تھے اک ہزار اِس طرف تھوڑے سے مومن اُس طرف سب نابکار
تین گھوڑے تیرہ تلواریں نبیؐ کے ساتھ ادھر غرقِ آہن اُس طرف ہر بانیِ بیداد و شر
عتبہ[2] جس کو کچھ مؤرّخ لکھ گئے ہیں صلح جُو آکے پیشِ مصطفیؐ کرنے لگا یہ گفتگو
آئے عبدالمطلبؑ کی نسل سے میرے رُو برو ان کے سر کاٹوں یہی ہے میرے دل کی آواز
جنگ کی اِس فتنہ خُو نے اِس طرح کی ابتدا یہ بتائے کوئی اب وہ صلح جُو کیوں کر ہوا
آئے جو قتلِ محمد مصطفیؐ کے واسطے سوچئے وہ کیا ہے خود جو صلح جُو سمجھے اُسے
سُن کے اُس کا طنز حیدرؑ حکمِ احمدؐ سے بڑھے ساتھ میں ان کے عبیدہؓ اور حمزہؓ بھی گئے
کیونکہ لایا تھا ولید و شیبہ کو وہ ساتھ میں تیغِ عُریاں جو لئے تھے اپنے اپنے ہاتھ میں
حضرت حمزہ تو شیبہ کے مقابل آ گئے اور عبیدہؓ اپنے ہم سِن عتبہ کی جانب بڑھے
مرتضیٰؑ پہونچے ولیدِ بے وفا کے سامنے یعنی اک پروردۂ کُفر و ریا کے سامنے
چونکہ اس کو ہمّت و قوّت پر اپنی ناز تھا حملہ آور ہوگیا فوراً ولیدِ بے حیا
وار حیدرؑ نے کیا یوں روک کر تیغِ ولید داخلِ دوزخ ہوا پہلی ہی ضَربت میں پلید
عتبہ نے دھوکہ مگر حضرت عبیدہؓ کو دیا سَر بچاؤ کہہ کے اُن کے پاؤں پر حملہ کیا

[1] سورۂ حجرات آیت (۱ تا ۷) نیز سورۂ نساء آیت (۱۱۴) [2] تاریخ اسلام ازمولانا سید علی نقی نقوی دام ظلہٗ (ایسے مؤرخ بنی امیہ کے شاہی دور کے زرخرید مؤرخ تھے)

کٹ گیا پائے عبیدہؓ ریگ پر وہ گر پڑے
حمزہؓ نے یہ دیکھا تو دوڑے مدد کے واسطے

عتبہ کا بھی خاتمہ حمزہؓ نے جس دم کردیا
اہلِ دیں پر کُفر کی کُل فوج نے حملہ کیا

جب یہ دیکھا تو فرشتے حُکمِ رب سے آگئے
حفظِ احمدؐ کے لیے میداں میں ہر سو چھا گئے

جنگ کے میدان میں جو بر سرِ پیکار تھے
سعدؓ و حمزہؓ تھے بلالؓ و حیدرِ کرّار تھے

حضرت مظعونؓ تھے ، مقدادؓ تھے عمارؓ تھے
اور عُمیرؓ و عوفؓ تھے جو مومن و دیندار تھے

تھے ابو دجّانہؓ ، عبداللہؓ ، مسعودؓ اور معاذؓ
توڑ ڈالا اِن دلیروں نے عدو کا ہر محاذ

کرتے تھے اُن کی ہدایت پاس جاکر خود نبیؐ
اور تحفّظ آپ کا کرتی تھیں فوجیں عرش کی

تھے یہ وہ جانباز جو دل سے نبیؐ کے ساتھ تھے
دشمنانِ دینِ حق پر سخت جن[1] کے ہاتھ تھے

مصطفیٰؐ نے کی تھی اُن کے واسطے حق سے دعا
مِٹ گئے یہ آج گر تو کُفر پھر چھا جائے گا

ورنہ ایسے بھی تھے جو رہتے تھے ہر دشمن سے دُور
تھی ہَوس دولت کی جن کو، دل تھے جن کے پُرغُرور

فتح ہو تو مال لوٹیں رہتے تھے اِس تاک میں
ہار ہو تو جا گھسیں پھر لشکرِ سفّاک میں

دشمنوں سے یہ کہیں ہم نے بچایا ہے تمہیں
دُور رہ کر جنگ سے فاتح بنایا ہے تمہیں

درج ہے اِن لوگوں کی ہر اک بدی قرآن[2] میں
جلد تر آجاتے تھے یہ قبضۂ شیطان میں

قتل حیدرؓ نے کیا جن کو وہ سب اَشرار تھے
حنظلہ تھا اُن میں سے ،نوفل سے بھی کفّار تھے

زمعہ و حارث بھی تھے اور تھا طعیمہ بن عدی
کافروں میں اُن کے مرنے سے مچی تھی کھلبلی

ہوگئے تھے قتل جو ، تیغیں جب اُن کی پاگئے
جنگ کے میدان میں کچھ اور مجاہد آگئے

جو شہیدِ راہِ حق ہیں وہ معوذؓ ان میں سے تھے
جنگ میں بوجہل کو زخمی یہی تھے کر گئے

بعدہٗ ظالم کا سَر کاٹا تھا اُن مسعودؓ نے
مکّہ میں مارا تھا جن کو لاتوں سے مردود نے

قتل جب شیرِؓ خُدا نے کر دیا پینتیس کو
اِضطراب اس کا بڑھا اور سُوجھا یہ ابلیس کو

اب بچاؤ کافروں کو ورنہ سب مٹ جائیں گے
اہلِ ایماں کے مقابل پھر نہ ہرگز آئیں گے

[1] و [2] سورۂ مائدہ آیت (۵۲ تا ۵۵)

وسوسہ قلبِ ابو سُفیان میں پیدا کیا
مارے ڈر کے جنگ کے میدان سے جو چل دیا

اُس کو جاتا دیکھ کر میداں سے بھاگا ہر شقی
فضلِ رب سے فتح کامل ہوگئی اِسلام کی

اہلِ دیں نے بھاگنے والوں کا جب پیچھا کیا
کتنے ہی کفّار کو بڑھ کے مقیّد کر لیا

جُملہ قیدی جس گھڑی پیشِ نبیؐ لائے گئے
کافروں کی صف میں حضرت کے چچا عبّاسؓ تھے

دیکھ کر یہ منظرِ دِل سُوز غمگیں تھے نبیؐ
کیونکہ اُن کے دَست و بازو میں بھی تھی رسّی بندھی

قید تھے شعبِ ابی طالبؑ میں وہ حضرت کے ساتھ
آل اُن کی تھی رسولِؐ پاک کی عترت کے ساتھ

قیدیوں کے واسطے اللہ کا یہ حکم تھا
قتل کر دو ان کو جو نادان ہیں شیطاں نما

استطاعت والوں سے تم جنگ کا تاوان لو
جن کو جبراً لائے ہیں مظلُوم ان کو مان لو

کام کے قابل ہیں جو نادار اُن سے کام لیں
کام جب تاوان بھر کا کر چکیں تو چھوڑ دیں

ابنِ حارث[1] اور عقبہ[2] ثانیِ شیطان تھے
دونوں ظالم جب نبیؐ کے سامنے لائے گئے

قتل کرود دونوں کو یہ حکم حضرتؐ نے دیا
ایک حیدرؑ نے اک کو قتل عاصمؓ نے کیا

جنگ کا تاوان ہر قیدی سے حضرتؐ نے لیا
تھے عقیلؓ ایسے جنہیں رب نے بری اس سے کیا

لائے ہیں عبّاسؓ اُن کو جنگ میں بن کر کفیل
اس لئے اُن سے لیا حضرتؐ نے تاوانِ عقیلؓ

اس سے ثابت ہے عقیلؓ ایسے تھے جو بخشے گئے
کیونکہ جنگِ بدر میں عبّاسؓ ان کو لائے تھے

ورنہ تھا ناداروں کی خاطر بھی یہ حُکمِ خُدا
کام لو اُن سے کہ ہے یہ بھی بَدَل تاوان کا

اپنی مرضی سے جو آتے بدر میں حضرت عقیلؓ
کام لیتے بالیقیں ان سے رسولؐ بے عدیل

جنگ کے میدان میں جبراً تھے وہ لائے گئے
مستحق ٹھہرے خدا کے حُکم سے وہ رحم کے

جو اُنھیں لایا تھا اُن کی بھی سزا اُس کو ملی
قیدیوں کی داستاں سے واضح ہوتا ہے یہی

مصطفیٰؐ کا فیصلہ تھا حسبِ احکامِ خدا
جو کہے کچھ اور تو دشمن ہے وہ ایمان کا

چونکہ بانی تھا ابو سُفیان جنگِ بدر کا
وجہِ بربادی اُسے کہتے تھے اُس کے ہمنوا

---

[1] نضر بن حارث بن کلدہ [2] عقبہ ابن معیط

انتہا یہ تھی کہ طعنہ دیتی تھی ہندہ اسے
جس کا بیٹا ، باپ ، بھائی اور چچا مارے گئے

طعنے سُن کر یہ ابو سفیانؔ نے کھائی قسم
جنگ سے پہلے نہ ہرگز اب کریں گے غسل ہم

حملۂ نو کے لئے تیاریاں کرنے لگا
سُود کی حسرت میں سامانِ زیاں کرنے لگا

کہتا پھرتا تھا یہ ظالم آہ و زاری چھوڑ دو
شعلے بھڑکاؤ دلوں میں رسمِ انساں توڑ دو

مصطفیٰؐ کا خون کرکے چین آئے گا مجھے[1]
آج سے کوئی کبھی روتا نہ پائے گا مجھے

کرتے ہیں مدّاح اُس کے اب بھی رونے کی بدی
روک دیتے ہیں اگر مقتول پہ روئے کوئی

کیونکہ یہ ظالم نہ کر پایا تھا خونِ مصطفیٰؐ
لشکرِ دیں اُس کے لشکر پر سدا حاوی رہا

یہ اُسی سفّاک اور بد عہد کی تقلید ہے
اُس کے مدّاحوں میں روزِ غم بھی روزِ عید ہے

وہ بھی کہتے ہیں یہی کہ آہ و زاری چھوڑ دو
جس کے معنی ہیں یہی قانونِ[2] قرآں توڑ دو

عکرمہ کہتا تھا بدلہ لینا ہے بو جہل کا
جو مسلمانوں کے ہاتھوں بدرؔ میں مارا گیا

کانٹا تھا صفوان کے دل کا بھی زعمِ انتقام
مضطرب رہتا تھا جس کی وجہ سے وہ صبح و شام

جمع ہوکر ایک دن کہنے لگے یہ بے وفا
جتنے تاجر ہیں منافع دیدیں وہ اِک سال کا

رقم جب مل جائے تو لڑنے کو پھر تیار ہو
ہاتھ میں ہر لڑنے والے کے نیا ہتھیار ہو

اس طرح جب جنگ کا ساماں فراہم ہوگیا
وفد ابو سفیان نے بھیجے عرب میں جا بجا

اُس کی خواہش تھی کہ مل جائیں کچھ ایسے پہلواں
سامنے جن کے نظر آئیں مسلماں ناتواں

حسبِ منشا کر لیا جب بے وفا نے انتظام
نکلا اپنے دل میں لے کر شعلہ ہائے انتقام

کار فرما ہو چکا سُورۂ تَبَّتْ یَدَا
مرگیا تھا بولہب چیچک میں ہو کر مُبتلا

تھا عتاب اللہ کا اُس کے لئے یہ عارضہ
خاتمہ پھر اس کے دونوں بیٹوں کا بھی ہو گیا

کافروں کا اب ابو سفیان ہی سردار تھا
ظالموں کے واسطے وہ رہنمائے نار تھا

---

[1] سورۂ بقر آیت (۲۱۴) ترجمہ: ''یہ مکہ کے کفار'' تم سے ہمیشہ لڑتے رہیں گے۔ [2] سورۂ یوسف آیت (۸ و ۸۵) میں حضرت یعقوبؑ کا رونا اور اس رونے پر ان کے ظالم بیٹوں کا ان کو گمراہ کہنا، دیکھیں اور سبق لیں کہ ایک نبی کے رونے پر ظالموں نے ان پر ضلالت کا الزام لگا دیا تو رونے کو برا کہنے والے کون ہوتے ہیں۔

فوج لے کر مکہ سے یثرب کی جانب چل دیا
سامنا اس کا اُحد میں اہل ایماں نے کیا

علم تھا حضرتؐ کو بھا گیں گے منافق جنگ سے
رب نے واقف کر دیا تھا آپ کو اس رنگ سے

اس لئے دُہری زرہ تھی آج اُن کے جسم پر
جانتے تھے ہیں مسلمانوں میں بھی کچھ اہلِ شَر

ہیں گنہگار، ان پہ حاوی[1] اس لئے شیطان ہے
دین سے پیاری انہیں ہر وقت اپنی جان ہے

ان کی خواہش ہے ابو سفیان میداں مار لے
راہ پھر کُھل جائے اُن کی معصیت کے واسطے

اک مُنافق جُو[2] کہ ایسے لوگوں کا سردار تھا
جب اُحد نزدیک آیا تو یہ کہہ کر رُک گیا

ہم سے جب دشمن زیادہ ہیں تو پھر ہے جنگ کیا
ہم لڑے اس حال میں تو ہوگا اپنا رنگ کیا

دشمنوں کے ہاتھ سے ہم لوگ مارے جائیں گے
بالیقیں ہم سب کے سَر تن سے اُتارے جائیں گے

سیکڑوں کو لے گیا بہکا کے ناداں اپنے ساتھ
یہ بھی تھا پکّا منافق اس پہ تھا شیطاں کا ہاتھ

دو قبیلے اور جاتے تھے مگر خود رُک گئے
ایسا لگتا ہے غنائم کے لئے تھے یہ رُکے

معرکۂ جنگِ اُحد

جب اُحد میں مصطفےٰؐ نے فوجِ دشمن دیکھ لی
تیر اندازوں کو سب سے پہلے یہ تاکید کی

تم کو اِس گھاٹی پہ رہنا ہے، نہ جانا تم کہیں
چاہے جیتیں ہم کہ ہاریں تم ڈٹے رہنا یہیں

کافروں پر تیر برسانا اِدھر جب آئیں وہ
تا کہ ہم پر عقب سے حملہ نہ کرنے پائیں وہ

جانتے تھے مصطفےٰؐ اِن میں سے کچھ کٹ جائیں گے
اور کچھ حیلہ بنا کر رن سے بھی ہٹ جائیں گے

اس لئے دوبار اِن لوگوں کو یہ تاکید کی
کچھ بھی ہو لیکن نہ جائے ہٹ کے درّے سے کوئی

اس لئے تاکید اُن کو کرتے تھے شاہِ حجاز
پیش کر پائے نہ کوئی اپنے ہٹنے کا جواز

آگئیں جب کفر کی فوجیں نبیؐ کے رُو برو
شیطنت کی آگ سے کھولا لعینوں کا لہو

آیا میداں میں نکل کر طلحہ[3] اور اس نے کہا
آئے میرے سامنے تم میں ہو جو بھی سُورما

---

[1] سورۂ آل عمران آیت (۱۵۴) نیز والمحصنٰت آیت (۱۴۰) [2] سورۂ احزاب آیت (۱۳ تا ۱۵) ''یہ بھگا لے جانے والا عبداللہ بن ابی تھا۔'' [3] طلحہ بن ابوسفیان

سُن کے یہ آواز پیشِ مصطفیٰؐ آئے علیؑ
اور حضرت سے اجازت آپ نے لی جنگ کی

دیکھا جب حضرت علیؑ کو طلحہؓ تھرّانے لگا
بے حیا کو بدرؔ کا نقشہ نظر آنے لگا

جنگ کا یارانہ تھا اور بھاگ بھی سکتا نہ تھا
دیکھ کر حیدرؑ کو تھا وہ کشمکش میں مُبتلا

سوچتا تھا آگئی شاید مرے سَر پر قضا
سب ہنسیں گے چھوڑکر میداں اگر اِس دم ہٹا

جب نہ کچھ سُوجھا تو اس نے وار حیدرؑ پر کیا
جس کو آسانی سے رَد شیرِخدا نے کردیا

آپ نے فرمایا پھر یہ گُرگِ نا ہنجار سے
بچ سکے تو بچ ستمگر اب مری تلوار سے

کہہ کے یہ، ظالم کو پہلے وار میں دو کردیا
موت نے ظالم سے پھر دوزخ کے منھ کوبھر دیا

بعدہٗ حضرت پہ جھپٹے طلحہؓ کے دو اقربا
داخلِ دوزخ اُنھیں بھی شیرِ حق نے کر دیا

پانچ ظالم اور آئے لے کے زعمِ کافری
اُن پہ بھی حاوی رہے شیرِ خدا مولا علیؑ

محوِ نظّارہ تھے سعدؓ ابنِ وقاص خوش صفات
جھپٹا طلحہؓ کا پسر اُن پر لگائے تھا جو گھات

سعدؓ نے رد کر دیا جو وار بیدیں نے کیا
اور اس کو داخلِ نارِ جہنّم کر دیا

جنگ کے اِس رنگ سے اعدا کا عالم تھا برا
ہیبتِ شیرِؑ خدا سے دم بخود تھے بے حیا

خوف سے لرزاں تھے سب تنہا نہ بڑھتا تھا کوئی
مرگِ جاں تھی کافروں کے حق میں اَن کی سرکشی

جس گھڑی یہ رنگِ بد دیکھا ابو سفیانؔ نے
حُکم لشکر کو دیا یَلغار کا نادان نے

آگئے میدان میں بو دجّانہؓ، حمزہؓ اور علیؑ[1]
جابرؓ و مصعبؓ، ابو ایّوبؓ اور مقدادؓ بھی

حضرتِ یمّانؓ بھی عمّارؓ بھی اور سعدؓ بھی
تھے زبیرؓ ابنِ عوّام اور ٹولیاں اَصحاب کی

اُن کی تیغوں نے اڑائے کافروں کے سَر پہ سَر
دشمنانِ دیں پہ چھایا تھا رسولؐ حق کا ڈر

چھوڑ کر میدان بھاگے آخرش وہ بے حیا
ہاں مگر شیطانؔ[2] پھر اُن کی مدد کو آ گیا

اُن کو پکڑا اُس پہ ظاہر جن کے دل کا حال تھا
حکمِ خالق سے زیادہ جن کو پیارا مال تھا

حسبِ قرآں جو گناہوں[3] میں رہے تھے مُبتلا
قبضہ ہو سکتا تھا جن کے قلب پر شیطان کا

---

[1] سورۂ صف آیت (۳ و ۴) ''ان لڑنے والوں کی تعریف جو سیسہ پلائی دیوار بن گئے تھے۔ سورۂ احزاب کی آیت (۲۲ تا ۲۴) میں درج ہے۔'' [2] سورۂ فتح آیت (۴۸) [3] سورۂ آل عمران آیت (۱۵۵)